UNIVERSAL LIBRARY

۵۴ف بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۳۵۲ھ

۵۵

افسانہ ہائے شرلک ہومز

وادیِ خوف

حصّہ اوّل

حادثہ برلسٹون

پہلا باب

اطلاع

نے کہا :۔ ”میرا خیال یہ ہی کہ ......“

شرلک ہومز بے صبری سے بول اُٹھے... " مجھکو ایسا کرنا چاہئیے

میرا اعتقاد ہی کہ میں انسانوں میں سب سے زیادہ ہدف مصائب رہا ہوں لیکن مجھے
اقرار ہی کہ میں اُن کے اس دخل در معقولات پر کچھ برافروختہ سا ہوا۔ چنانچہ کسی قدر تیز رو
ہوکر میں نے کہا " ہومز! بعض اوقات تو واقعی تم صبر آزما ہو جاتے ہو "
وہ اپنے خیالات میں اس قدر محو تھے کہ میری اس احتجاج کا اُنھوں نے کوئی فوری
جواب نہیں دیا۔ وہ اپنے ہاتھ پر جھکے۔ حالانکہ ناشتہ ویسے کا ویسا ہی رکھا تھا۔ اُنھوں نے
ایک لفافہ سے کاغذ کا ایک پرزہ نکالا جس پر وہ بہت ہی غور سے دیکھ رہے
تھے اُنھوں نے پھر لفافہ ہاتھ میں لیا اور چراغ کے سامنے رکھا۔ اور اس طرح باہر کی جانب
سے خوب اچھی طرح لفافہ کا معائنہ کیا۔
کچھ سوچ کے اُنھوں نے کہا " یہ تحریر پارلک کی ہی۔ مجھکو ذرا بھی شبہ نہیں کہ یہ
پارلک کی تحریر ہے اگرچہ میں نے اس کو صرف دو ہی مرتبہ دیکھا ہے۔ حرف " ی " کا
اس طرح لکھنا اسی کا حصہ ہے۔ لیکن اگر یہ پارلک کے پاس سے آیا ہے تو یہ بہت ہی
اہم ہے "
وہ مجھ سے زیادہ خود سے باتیں کررہے تھے۔ لیکن اُن کے ان الفاظ نے
ایک ایسی دلچسپی پیدا کردی کہ میں اپنے غصہ کو بھول گیا۔
میں نے پوچھا۔ " تو پارلک کون ہے؟ "
" واٹسن یہ پارلک۔ صرف ایک فرضی نام ہے۔ محض شناخت کے لئے یہ ایک
مسمیٰ ایک نہایت چالاک اور مکار شخص ہے۔ اس سے پہلے ایک خط میں
اطلاع دے چکا ہے کہ یہ نام اس کا نہیں ہے بلکہ اس نے یہ دعوی بھی کیا
شہر کے لاکھوں نفوس میں اس کا سراغ لگانا غیر ممکن ہے۔ پارلک کی ا
ات کی وجہ سے نہیں ہے۔ بلکہ اس شخصیت کی وجہ سے جس سے اس کا

اصل کو یوں سمجھو کہ شارک مچھلی کے ساتھ ایک ہراول مچھلی ہے یا شیر کے ساتھ گیدڑ رہے۔
الغرض ہر اس چیز کا خیال کرو جو کسی زبردست سے تعلق رکھتی ہو۔ زبردست ہی نہیں
واٹسن، بلکہ خطرناک اور حد درجہ خطرناک۔ اسی وجہ سے تو وہ میرے حلقۂ نظر میں آ جاتا ہے
نے اکثر مجھے پروفیسر موریٹی کا ذکر کرتے سُنا ہوگا؟"
وہ مشہور سائنس داں عیّار۔ جو عیّاروں میں ایسا ہی ہوشیار جیسے ...."
"تسلیم۔ واٹسن۔" ہومز نے ذرا پست آواز سے کہا۔
"میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ جیسے پبلک کی نظروں سے پوشیدہ ہے۔"
"درست ہے۔ بجا ہے۔ یہ آپ نے طنز آمیز مذاق میں کب سے قدم رکھا۔ مجھے
اس سے ہوشیار رہنا چاہیے۔ لیکن اگر آپ موریٹی کو 'بدمعاش' کہتے ہیں تو قانوناً آپ
ازالۂ حیثیت عرفی کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ اسی میں تو اس کی شان ہے اور یہی حیرت کا مقام ہے
اپنے وقت کا سب سے بڑا منصوبہ باز۔ ہر شیطنت کا منتظم، اس عالم زیریں کا روحِ رواں
اور پھر دماغ ایسا کہ قوموں کے بنانے بگاڑنے کی قابلیت موجود۔ یہ ہیں وہ ذات شریف
لیکن لوگوں کے شبہ سے وہ بالکل امین ہے۔ نکتہ چینی سے بے خطر۔ کچھ ایسا انتظام
کیا ہے اور اپنی ذات کو ایسا چھپایا ہے کہ آپ کے انھیں الفاظ پر وہ آپ پر دعویٰ
دائر کر دیتا۔ اور فیصلہ میں آپ کی قلیل پنشن اس کو بطور تاوان کے دلوائی جاتی۔ کیا وہ
حرکتِ نجمیہ" کا مشہور مصنف نہیں ہے اور وہ کتاب اس پایہ کی ہے کہ یہ کہا جاتا ہے
کہ ریاضیات میں فی زمانا کوئی شخص اس کتاب پر تنقید کرنے کی قابلیت نہیں رکھتا۔ کیا ایسے
بزرگوار پر کوئی داؤ چل سکتا ہے۔ بدزبان ڈاکٹر اور مجروح پروفیسر' یہ تم دونوں کے
... کا فیصلہ ہوتا۔ اسے ہی تو جدت کہتے ہیں۔ لیکن اگر اس سے کم تر درجہ کی
مجھے فرصت ملے تو یہ بھی کسی نہ کسی دن قابو میں آ ہی جائیں گے۔
اگرے اس وقت میں بھی ہوں۔ لیکن تم تو پارلک نامی شخص

"ہاں ٹھیک۔ یہ پارلک بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ جو اصل سند سے ذرا فاصلہ پر ہے لیکن ہمارے درمیان پارلک کوئی مضبوط کڑی نہیں ہے اور اس زنجیر کی یہی ایک کڑی ہے جس کو میں نے اب تک کمزور پایا ہے۔"

"لیکن کوئی زنجیر اپنی کمزور ترین کڑی سے زیادہ مضبوط نہیں ہوتی۔"

"درست ہے واٹسن! اسی وجہ سے تو "پارلک" پر نظر زیادہ ہے۔ اس کے دل میں نیکی کی طرف کچھ رغبت سی پیدا ہوئی جس کو میں نے کبھی کبھی دس دس کے نوٹ بھجوا کر اور تیز کر دیا۔ چنانچہ اُس نے دو ایک موقعوں پر مجھے پیشتر سے کچھ ایسی اطلاعیں دیں جو میرے بہت کام آئیں۔ یعنی یہ کہ ان کے ذریعے سے مجھے جُرم کے وقوع کا علم ہو سکا۔ اور میں اس کو روک سکا اگرچہ عوض نہ دے سکا۔ مجھے ذرا بھی شبہ نہیں کہ اگر میرے پاس اس وقت "فرہنگ" ہوتی تو میں بتلا سکتا کہ اس مکتوب کی وہی نوعیت ہے جیسا کہ میرا خیال ہے۔"

اس پر ہومز نے پلیٹ پر ایک پرچہ کاغذ پھیلایا۔ میں اُٹھا اور اُن کے اوپر جھک کر اس انوکھی تحریر کو غور سے دیکھنے لگا جو حسب ذیل ہے:۔

۴۱ ۲۱	۱۷	۴	۳۱	۳۶	۱۲۷	۱۳	۱۱۲ک	۵۳۴		
	برلسٹون		۳۷	۵		۲۹۳	۱۰۹	ڈگلس		
	۱۷۱		۱۲۷	۹		برسٹون	۲۶			

"ہومز۔ تم اس سے کیا سمجھے؟"

"ظاہر ہے کہ کوئی خفیہ اطلاع ہے۔"

"لیکن بغیر فرہنگ کے ایسی اطلاع سے کیا فائدہ؟"

"موجودہ صورت میں تو کچھ بھی نہیں"

"موجودہ صورت میں، کیوں کہا؟"

"کیونکہ ایسی بہت سی خفیہ تحریریں ہیں جن کو میں نہایت آسانی سے پڑھ سکتا ہوں۔ س طرح کی معمولی ترکیبیں محض تفریح کی حیثیت رکھتی ہیں، کسی قسم کا کوئی بار نہیں پڑتا لیکن اس سے مختلف ہے۔ اس میں ظاہراً کسی کتاب کے ایک صفحہ کے الفاظ کا حوالہ ہے۔ ب تک مجھے یہ نہ معلوم ہو کہ کون سا صفحہ ہے اور کون سی کتاب۔ اس وقت تک میں بالکل بے بس ہوں۔"

"لیکن "ڈگلس" اور "برلسٹون" کیا معنی؟"

"یہ معنی کہ یہ الفاظ کتاب کے اس خاص صفحہ میں نہیں مل سکے۔"

"تو پھر کتاب کا نام کیوں نہیں لیا!"

"واٹسن! تمھارے اندر جو قدرتی طور پر ایک ہوشیاری اور چالاکی ہے جو تمھارے دستوں کے لئے موجب مسرت ہے، وہ یقیناً تم کو خفیہ تحریر اور اس کی فرہنگ دونوں ایک ی لفافہ میں رکھنے سے باز رکھے گی۔ اگر کہیں کسی دوسرے کے ہاتھ میں پڑ جائے تو بس تمھارا ھکانا نہیں۔ لیکن صورت میں جب تک دونوں غیروں کے ہاتھ نہ لگیں اس وقت تک کسی قسم کا ندیشہ نہیں۔ دوسری ڈاک کا وقت تو اب ہو چکا۔ اور مجھے تعجب ہوگا اگر اس ڈاک سے س کی تشریح یا جیسا کہ اغلب ہے وہی کتاب موصول نہ ہو جس کا اس میں حوالہ ہے۔"

ہومز کا یہ گمان تھوڑے ہی عرصہ بعد ملازم بلی کے آنے سے پورا ہوگیا۔ جو وہی خط لے کر آیا جس کے ہم منتظر تھے۔

ہومز: "(لفافہ کھول کر) تحریر تو پہلے جیسی ہے (خط کھول کر خوشی کے لہجہ میں) اور نیچے دستخط بھی ہیں۔ یہ لو واٹسن، ہمارے قدم بڑھ رہے ہیں۔"

لیکن جب انھوں نے خط پڑھا تو اُن کے ابرو پر بل آگیا

خدا۔ یہ تو بہت ہی مایوس کن ہے۔ واٹسن، مجھے اندیشہ [redacted] کہ میری ساری امید غلط نہ ثابت ہوں۔ خدا کرے پارلک کو کوئی نقصان نہ [illegible] [redacted] اس نے لکھا ہے

"ڈیر مسٹر ہومز۔ میں اس معاملہ زیادہ کام نہیں کر سکتا۔ یہ اب بہت ہی خطرناک ہو گیا ہے۔ "وہ" میرے اوپر اب شبہ کرنے لگا ہے۔ مجھے صاف نظر آتا ہے کہ اسے شک ہو گیا ہے۔ جب میں اس لفافہ کو بند کر کے آپ کے پاس بھیجنے کی نیت سے پتا لکھ چکا تھا تو وہ خلاف توقع آ موجود ہوا میں نے اس کو فوراً چھپا دیا۔ اگر کہیں غور سے دیکھ لیتا تو میری خیر نہ تھی۔ لیکن اُس کی نگاہوں سے شبہ ظاہر ہوتا ہے۔ براہِ مہربانی اس خفیہ تحریر کو جلا دیجئے جو اب آپ کے کسی کام کی نہیں" فقط

فرِیڈ پارلک"

ہومز نے بالآخر کہا:۔ "ممکن ہے کہ اس میں کچھ بھی نہ ہو۔ ممکن ہے کہ اس کے دل نے ملامت کی ہو۔ اپنے آپ کو مخبر خیال کر کے اس نے دوسرے کی نگاہوں میں شبہ کی کیفیت پائی ہو"

"میرے خیال میں اس 'دوسرے' سے مُراد پروفیسر مورتی ہے"

"اور کون۔ اس جتھے کا کوئی شخص جب 'وہ' کہتا ہے تو تم کو معلوم ہو جانا چاہیئے کہ اس سے کیا مراد ہے۔ ان سب کے لئے 'وہ' سے مراد صرف ایک ہی زبردست ذات ہے"

"لیکن وہ کر کیا سکتا ہے؟"

"ہوں۔ یہ ایک ٹیڑھا سوال ہے۔ جب تمھارے خلاف یورپ بھر کا اوّلین دماغ ہو اور اس کی پشت پناہی کے لئے سارے ابوالاشرار جمع ہو جائیں تو ہر بات ممکن ہے۔ بہرحال ہمارے مہربان پارلک بہ ظاہر حواس باختہ معلوم ہوتے ہیں۔ یہ دیکھو خط کی تحریر اور لفافے کی تحریر کا مقابلہ کرو۔ یہ اس نے اس منحوس ملاقات سے پیشتر تحریر کیا تھا

یہ کس قدر صاف اور پختہ ہے اور یہ دوسری تو پڑھی ہی نہیں جاتی۔"

" تو اس نے لکھا ہی کیوں۔ خاموش ہو جاتا۔"

" اُسے اندیشہ تھا کہ میں اس کے متعلق تحقیقات کروں گا اور اس طرح اس پر مصیبت آجائے گی۔"

" بے شک۔ بے شک (میں اس خفیہ تحریر کو اٹھا کر اب غور سے دیکھ رہا تھا) یہ امر کس قدر حواس باختہ کرنے والا ہے کہ ایسا اہم راز اس کاغذ پر تحریر ہے اور ہم اس کی حقیقت تک پہنچنے سے قاصر ہیں۔"

شرلک ہومز نے بغیر کھائے ہوئے ناشتہ ہٹا دیا اور اپنا پائپ جلایا جو اس کے طویل مراقبوں کا انیس تھا۔ کرسی پر لیٹ کر اور چھت کی طرف دیکھ کے کہنے لگے۔

" مجھے حیرت ہے۔ شاید اس میں کچھ پہلو ایسے ہیں جہاں تک ہمارا ذہن نہیں پہنچا اچھا اب اس کو صرف استدلال کی روشنی میں دیکھو۔ اس شخص نے ایک کتاب کا حوالہ دیا ہے۔ یہیں سے ہماری تحقیق کی ابتدا ہے۔"

" لیکن بہت مبہم ہے۔"

" مگر دیکھنا چاہیے کہ ہم اس کے حدود متعین کر سکتے ہیں یا نہیں۔ جب میں اس پر غور کرتا ہوں تو نسبتاً زیادہ دشوار نہیں رہتا۔ اس کتاب کے متعلق ہمارے پاس کیا کیا اشارات ہیں۔"

" ایک بھی نہیں۔"

" خیر اتنا بھی نہیں ہے کہ ایک بھی نہ ہو۔ اس خفیہ پیام کی ابتدا ایک بڑے '۵۳۴' سے ہے۔ ہے نا۔ ہم اس کو اپنا اصول کار مانے لیتے ہیں کہ "۵۳۴" ایک خاص صفحہ ہے جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ پس اگر کوئی کتاب ہے بھی تو ضخیم ہے۔ اتنا تو یقینی صحیح دریافت ہوا اب اس کتاب کی نسبت دیکھو اور کیا اشارے ہیں۔

علامت تحریر میں "لئے" ہے۔ واٹسن! تم نے اس کے کیا معنی لئے؟"

"بلاشبہ یہ اشارہ "دوسری فصل" کی طرف ہوگا۔"

"کیسے؟ واٹسن۔ مجھے یقین ہے تم بھی میری تائید کروگے کہ اگر صفحہ کا نمبر دیا جائے تو فصل کا نمبر بے کار ہے۔ اور اگر صفحہ ۵۳۴ پر دوسری ہی فصل ہو تو خیال کرو کہ پہلی فصل کس قدر طویل ہوگی۔"

"کالم" میں چلّا اُٹھا۔

"کمال کیا واٹسن۔ خوب۔ آج تو تم بلند پروازیاں کررہے ہو۔ اور اگر یہ کالم نہیں ہے تو میں سخت دھوکے میں ہوں۔ تو اب دیکھا تم نے۔ اب ہمارے سامنے ایک ایسی کتاب پیدا ہوتی ہے جو دو کالموں میں چھپی ہے اور جن میں سے ہر ایک بہت طویل ہے کیوں کہ اس تحریر میں ایک لفظ کا نمبر ۲۹۳ ہے۔ تو کیا ہم دلائل کی رہنمائی کی انتہا تک پہنچ گئے؟"

"مجھے اندیشہ ہے کہ حد آگئی"

"یقیناً تم اپنے اوپر ظلم کررہے ہو۔ عزیز من۔ ایک اور نکتہ ہاتھ آیا۔ اگر وہ جلد غیر معمولی اور نایاب ہوتی تو وہ مجھے ضرور بھیجتا۔ بجائے اس کے اُس نے اپنی تدابیر باطل ہونے سے قبل ارادہ کیا تھا کہ اس کا حل لفافے میں میرے پاس بھیجے۔ یہی اس نے رقعہ میں بھی لکھا ہے۔ اس سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ وہ کتاب ایسی ہے جو اس کے خیال میں مجھے بھی آسانی سے مل جاتی۔ یہ کتاب اس کے پاس تھی اور اس نے سوچا کہ میرے پاس بھی ہوگی۔ مختصر یہ کہ کتاب واٹسن! بہت ہی معمولی اور متداول ہے۔"

"جو کچھ تم کہتے ہو سچ تو معلوم ہوتا ہے۔"

"تو اس طرح ہم نے اپنا دائرہ تحقیقات ایک ایسی کتاب پر محدود کردیا جو دو کالم میں چھپی ہے اور کثیر الاستعمال ہے۔"

"انجیل" میں نے جوش میں چلا کر کہا۔

ہومز کے کہنے کے بموجب لکھا تھا۔

"دیکھو کیا ہی نرالا اور بے جوڑ طریقہ مطلب ادا کرنے کا ہے" میں نے کہا۔

ہومز نے کہا۔ "برخلاف اس کے اس نے نہایت عمدہ طریقہ نکالا ہے۔ جب تم ایک ہی کالم کو اپنے الفاظ مطلوبہ تلاش کرنے کے لئے دیکھو تو سارے کے سارے اس میں مل جائیں گے۔ تم کو کچھ نہ کچھ اپنے مکتوب الیہ کی ذکاوت پر چھوڑنا پڑے گا۔ مطلب صاف ظاہر ہے۔ کسی بے چارے ڈگلس کے خلاف خواہ وہ کوئی ہو۔ کچھ نہ کچھ شیطنت عمل میں لائی جانے والی ہے۔ یہ شخص جیسا کہ بیان ہے ایک دیہاتی رئیس ہے۔ اس کو "یقین" ہے کہ معاملہ نہایت سنگین ہے۔ یہ ہے ہمارا نتیجہ اور دیکھو تحلیل عقلی کا کیا عمدہ نمونہ ہے"۔

ہومز کی یہ خصوصیت تھی کہ کام کی عمدگی سے اُن کو بلا لحاظ ذاتیات کے مثل ایک سچے ماہر فن کے نہایت درجہ لذت حاصل ہوتی تھی۔ اگرچہ جس بلندی تک وہ پہنچنا چاہتے تھے اُس تک کام کا معیار بلند نہ ہونے سے اُن کو رنج ہی کیوں نہ پہنچتا ہو وہ اپنی کامیابی پر خوش ہی ہو رہے تھے کہ اتنے میں بلی نے دروازہ کھولا اور اسکاٹ لینڈ یارڈ [۱] کے انسپکٹر میک ڈانل داخل ہوئے۔

وہ زمانہ عشرۂ ہشتم کے اختتام کے شروع کا تھا۔ جب کہ الک میکڈانل اس شہرت کو نہ پہنچے تھے جو ان کو اب حاصل ہے۔ وہ اگرچہ نوجوان تھے لیکن محکمۂ تفتیش کے معتبر افسر تھے۔ جنھوں نے اکثر مقدمات زیر تفتیش میں نمایاں کامیابی حاصل کی تھی ان کے لمبے قد اور گٹھے بدن سے غیر معمولی جسمانی طاقت کا پتا چلتا تھا۔ اور ان کے بڑے سرگرم اور گہری، چمکدار آنکھوں سے اس ذہانت کا پتا چلتا تھا جو ان کی گھنی

---

[۱] انگلستان میں خفیہ پولیس کا دفتر ۱۲ مترجم

ابروؤں سے نکلتی معلوم ہوتی تھی۔ وہ ایک خاموش اور باریک بیں شخص تھے، مزاج میں کسی قدر درشتی تھی اور لہجہ ذرا سخت تھا۔ دو مرتبہ ہومز نے ان کو کامیابی حاصل کرنے میں مدد دی تھی اور اس کا معاوضہ ان کے لئے صرف قلبی مسرت تھا۔ اسی وجہ سے وہ بزرگ، ہومز جیسے شوقین ہم پیشہ کی، بہت ہی قدر و منزلت کرتے تھے۔ اس کا اظہار ان کی اس صاف دلی سے ہوتا تھا جس سے وہ ہر مشکل میں ہومز سے مشورہ کرتے تھے۔ جو کم ظرف ہوتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ "ہمچو من دیگرے نیست" لیکن جو ظرف عالی رکھتے ہیں وہ دوسرے کی جدّت اور ذہانت کو پہچانتے اور مانتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے میک ڈانل کا بھی ظرف اتنا عالی تو ضرور تھا کہ وہ ایک ایسے شخص سے مشورہ کرنے میں کبھی شرم نہیں کرتے تھے جو یورپ بھر میں اپنی خدا داد قابلیت اور تجربہ کی بنا پر یکتا تھا۔ ہومز دوستی کی طرف زیادہ مائل نہ ہوتے تھے۔ لیکن طویل القامت اسکاچ پر ان کی نظرِ عنایت تھی چنانچہ اُن کے آنے پر وہ خوشی سے مسکرا دیتے تھے۔ کہنے لگے۔

"مسٹر میک! آپ تو بہت سویرے اُٹھنے والے معلوم ہوتے ہیں۔ خدا کرے آپ کو شکار اچھا ملے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اس صبح خیزی کے معنی کچھ نہ کچھ ضرور ہیں۔"

"اگر آپ "اندیشہ" کی بجائے "اُمید" کہتے تو میرے نزدیک زیادہ صحیح ہوتا۔ ممکن ہے کہ یہ تگ و دو اس وقت کی شدید سردی کو ذرا کم محسوس ہونے دے۔ شکریہ! میں سگرٹ نہیں پیتا۔ مجھکو ابھی بہت کچھ کرنا ہے۔ کیونکہ کسی واردات کے لئے اول اول جو وقت ملتا ہے وہ بہت قیمتی ہوتا ہے۔ اس کو تو آپ سے بڑھ کر اور کون جانے گا۔

انسپکٹر دفعتہً خاموش ہو گئے اور ایک محویت کے عالم میں میز پر رکھے ہوئے پرزے کو بغور دیکھنے لگے۔ یہ کاغذ وہ تھا جس پر میں نے وہ انوکھا پیام لکھا تھا۔ کہنے لگے (ذرا لکنت کے ساتھ) "ڈگلس! برلسٹون! مسٹر ہومز، یہ کیا ہے

اجی حضرت یہ تو جادو معلوم ہوتا ہے۔ خدارا بتلائیے یہ نام آپ کو کہاں سے ملے؟"
"یہ ایک خفیہ تحریر ہے جس کو میں نے اور ڈاکٹر واٹسن نے مل کر حل کیا ہے لیکن خیر تو ہے۔ یہ تو بتائیے اس میں حیرت کی کیا بات ہے؟"
انسپکٹر کبھی مجھکو اور کبھی ہومز کو تحیر کے عالم میں دیکھ رہے تھے۔
"حیرت کی بس یہی بات ہے کہ آج ہی صبح برلسٹون مینر ہاؤس کے مسٹر ڈگلس نہایت بے دردی سے قتل کر دیئے گئے۔"

باب دوم

مسٹر شرلک ہومز کی گفتگو

یہ وقت ان سنسنی خیز اوقات میں سے تھا جن کے لئے میرے دوست کی زندگی وقف تھی۔ یہ کہنا ذرا حقیقت سے دور ہوگا کہ اس تحیر خیز خبر نے اُن کو صدمہ پہنچایا یا اُن میں کسی طرح کا ہیجان پیدا کیا۔ باوجودیکہ اُن کے اس انداز میں کسی طرح کی بے رحمی کا شائبہ بھی نہ تھا۔ تاہم عرصہ دراز کی فوق العادت مصروفیت نے اُن میں بلاشبہ ایک طرح کی شقاوت پیدا کر دی تھی۔ یعنی کہ اُن کے جذبات پژمردہ ہو گئے تھے۔ مگر ساتھ ہی اس کے اُن کی ذکاوت اور ذہانت میں بلا کی تیزی آگئی تھی۔ چنانچہ اس مختصر سی خبر نے میرے دل میں جو دہشت پیدا کر دی اُن کے چہرے میں اس کا شائبہ تک بھی نہ تھا۔ بلکہ اُن کا سنجیدہ سکون اور دلچسپی کو ظاہر کرتا تھا گویا وہ ایک کیمیا داں ہیں جو سیر شدہ محلول سے قلموں کو گرتا ہوا دیکھ رہا ہو۔ کہنے لگے۔

"خوب! خوب!"

"آپ کو تعجب نہیں ہے"

"دلچسپی ہے مسٹر میک۔ لیکن تعجب بالکل نہیں اور میرے متعجب ہونے کی وجہ؟ میرے پاس ایک گمنام اطلاع پہنچی ہے جس کو میں اہم سمجھتا ہوں۔ مجھے خبر دی جاتی ہے کہ ایک شخص کی جان خطرہ میں ہے۔ ایک گھنٹہ کے اندر میں سنتا ہوں کہ اس خطرہ نے ایک خارجی شکل اختیار کر لی ہے اور اس شخص کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ بدیں وجہ مجھے دلچسپی ہے۔ لیکن بقول آپ کے تعجب نہیں"

چند مختصر سے جملوں میں اس نے انسپکٹر سے کل کیفیت خط اور اس مخفی تحریر کی بیان کر دی۔ میک ڈانل ٹھڈی ہاتھوں پر رکھے بیٹھے تھے۔ ان کی بڑی بھوری بھوریں مل کر ایک زرد خوشہ بن گئی تھیں۔ کہنے لگے۔

"میں آج برلسٹون جا رہا تھا۔ میں آپ سے یہ دریافت کرنے آیا تھا کہ آیا آپ میرے ساتھ چلنے کی زحمت گوارا کریں گے۔ آپ اور آپ کے دوست دونوں۔ لیکن جو کچھ آپ سے سنا اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہم یہیں لندن میں بیٹھے بہت کچھ کام انجام دے سکتے ہیں"

"میرے خیال میں تو نہیں دے سکتے" ہومز نے کہا۔

"مسٹر ہومز۔ گولی ماریئے اس کو" انسپکٹر چلائے۔

"ایک ہی دو دن کے اندر تمام اخباروں میں اس واقعہ کی دھوم مچ جائے گی لیکن تو اس میں پھر راز کی بات ہی کیا رہی، اگر لندن میں ایک ایسا شخص موجود ہے جس نے وقوع واردات سے قبل ہی اس کی پیشین گوئی کر دی تھی۔ اگر وہ شخص ہمارے ہاتھ آ جائے تو سب کچھ معلوم ہو جائے گا"

"بے شک مسٹر میک۔ لیکن یہ تو فرمایئے کہ اس پارلک نامی شخص تک رسائی کی آپ نے کیا تدبیر سوچی؟"

میک ڈانل نے اب اس خط کو پلٹا جو ہومز نے دیا تھا۔

"کیم بروں میں ڈالا گیا۔ اس سے ہم کو کچھ مدد نہیں ملتی۔ نام جیسا آپ نے فرمایا فرضی ہے۔ بلا شبہ اس سے ہم آگے نہیں بڑھ سکتے۔ لیکن آپ نے تو فرمایا تھا کہ آپ نے اس کو روپیہ بھیجا۔"

"دو مرتبہ"

"آخر کیسے؟"

"کیم بروں ڈاک خانہ میں بذریعہ نوٹ"

"تو آپ نے یہ معلوم کرنے کی تکلیف گوارا نہ کی کہ اس کو لینے کون آتا ہے۔"

"نہیں"

اب انسپکٹر نے تعجب سے دیکھا اور زرا اُن کو شاق گزرا۔

"وجہ؟"

"کیوں کہ میں ہمیشہ اپنا وعدہ پورا کرتا ہوں۔ جب اس نے مجھے پہلی مرتبہ لکھا تھا تو میں نے یہ عہد کیا تھا کہ اس کی سراغ جوئی نہ کروں گا۔"

"تو آپ کا خیال ہے کہ اس کی تہ میں کوئی اور ہے؟"

"خیال کیا معنی یقین ہے۔"

"وہی پروفیسر جن کی بابت آپ نے تذکرہ کیا تھا؟"

"ہاں وہی"

انسپکٹر میک ڈانل مسکرائے اور ان کی پلکیں پھڑکیں جب وہ ہماری طرف دیکھ کر بولے۔

"مسٹر ہومز، میں آپ سے چھپانا نہیں چاہتا کہ ہم سی آئی ڈی والے سمجھتے ہیں کہ آپ کو اس پروفیسر سے خواہ مخواہ سوء ظنی پیدا ہوگئی ہے۔ اس معاملہ میں میں نے خود

چند امور دریافت کئے۔ مجھکو تو وہ ایک شریف لائق اور صاحب فراست شخص معلوم ہوتے ہیں۔

"مجھے خوشی ہے کہ آپ ان کی فراست کے قائل تو ہوئے"

"اجی حضرت جو دیکھے گا پہچان جائے گا۔ جب سے میں نے آپ کی رائے سنی تھی میں نے تہیہ کر لیا تھا کہ ان سے ضرور ملوں گا۔ چنانچہ میں نے گرہن کی نسبت اُن سے گفتگو کی۔ گفتگو نے یہ پہلو کیوں اختیار کیا میں خود نہیں جانتا۔ لیکن اُنھوں نے ایک قندیل اور ایک کرہ لے کر ایک منٹ میں مجھے سمجھا دیا۔ اُنھوں نے مجھے ایک کتاب مطالعہ کے لئے دی۔ لیکن مجھے اعتراف ہے کہ وہ میری فہم سے بالاتر تھی اگرچہ اُبرڈین میں میں کافی تعلیم پا چکا تھا۔ اُن کے ریاضت زدہ بشرے سے' ان کے بالوں کی سفیدی سے' ان کے سنجیدہ انداز گفتگو سے تو معلوم ہوتا تھا کہ اگر وہ وزارت کے عہدے پر ہوتے تو بہت کامیاب ہوتے۔ رخصت ہونے کے وقت جب اُنھوں نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک باپ اپنے لڑکے کو اس سرد مہر اور بے رحم دنیا میں داخل ہونے سے پہلے ہدایتیں اور دعائیں دے رہا ہے"

ہومز زیر لب مسکرائے اور ہاتھ ملتے اور کہنے لگے۔

"خوب۔ بہت خوب۔ اچھا جناب میک ڈانل صاحب یہ تو فرمائیے کہ یہ دل خوش کن اور پُر اثر ملاقات کہاں ہوئی؟ غالباً پروفیسر کے مطالعہ خانہ میں ہوئی ہوگی؟"

"جی ہاں"

"وہ ایک بہت اچھا کمرہ ہے نا؟"

"واقعی مسٹر ہومز۔ بہت عمدہ بہت خوب صورت"

"آپ اُن کے لکھنے کی میز کے سامنے بیٹھے ہونگے؟"

"جی ہاں"

"آپ کے چہرے پر روشنی ہوگی اور ان کا چہرہ ذرا تاریکی میں ہوگا؟"

"جناب شام کا وقت تھا لیکن مجھے یاد ہے کہ لمپ کی روشنی میرے چہرے پر تھی۔"

"ضرور ہوگی۔ کیا آپ کو یاد ہے کہ پروفیسر کے سر کے اوپر کوئی تصویر تھی؟"

"مسٹر ہومز۔ میری نگاہ سے چیزیں کم بچتی ہیں۔ غالباً یہ آپ ہی کی صحبت کا نتیجہ ہے ہاں میں نے ایک تصویر دیکھی تھی جس میں ایک جوان عورت ہاتھ پر سر رکھے اس طرح کھڑی تھی گویا کہ دیکھنے والے کی طرف لات مار رہی ہے۔"

"اس تصویر کو جین بپٹسٹے گروز نے بنایا تھا۔"

انسپکٹر نے دل چسپی کا اظہار کرنا چاہا۔ اب ہومز نے اپنے دونوں ہاتھ ملا کر اور کرسی پر دراز ہو کر کہنا شروع کیا۔

"جین بپٹسٹے گروز ایک فرانسیسی نقاش تھا جس کا زمانہ مابین ۱۷۵۰ء اور ۱۸۰۰ء کے تھا۔ میں اس کے عروج کے زمانہ کا ذکر کر رہا ہوں۔ حال کے نقادانِ فن نے اس رائے کی تصدیق کی ہے جو اس کے ہم عصروں نے اس کے کمال کی نسبت قائم کی تھی۔"

انسپکٹر کی آنکھوں سے بے چینی ظاہر ہونے لگی کہنے لگے "اس سے بہتر ہوتا ۔۔" ہومز نے قطع کلام کر کے کہا "ہم بہتر ہی کر رہے ہیں۔ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اس کا تعلق آپ کے برلسٹون سے براہ راست اور اہم ہے۔ بلکہ میرے خیال میں تو اس کو اس راز کا مرکز کہئے تو بجا ہے۔"

میک ڈانل کسی قدر مسکرائے اور التجاءً میری طرف دیکھ کر کہنے لگے "مسٹر ہومز۔ آپ کے خیالات کی رفتار ذرا میرے لئے تیز ہے۔ آپ دو ایک بیچ کی کڑیاں چھوڑ دیتے ہیں اور میں وہیں رک جاتا ہوں۔ خدارا بتلائیے کہ اس فوت شدہ نقاش میں اور حادثۂ برلسٹون میں تعلق ہی کیا ہے۔"

ہومز نے جواب دیا " ہر قسم کی معلومات ایک مفتش کے لئے سود مند ہونی چاہیئے صرف اتنی ہی سی بات کہ ۱۸۶۵ء میں گروز کی ایک تصویر پورٹلیس تین چار ہزار پونڈ سے کم میں نہ فروخت ہوئی، دماغ میں ایک سلسلہ خیالات پیدا کر دینے کے لئے کافی تھی"

بہ ظاہر یہ سلسلہ خیالات اس نے پیدا کر دیا۔ اب انسپکٹر کو حقیقتاً دلچسپی پیدا ہو گئی تھی۔ ہومز نے پھر شروع کیا:

" میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ پروفیسر کی تنخواہ کئی مستند کتابوں سے معلوم ہو سکتی ہے۔ ان کی یافت سات سو پونڈ سالانہ ہے"

" تو وہ خرید کیسے سکتے تھے ؟"

" بالکل صحیح ۔ ہاں دیکھئے تو ؟"

" واقعی یہ تو آپ نے خوب بات نکالی۔ اچھا اب کہے جائیے۔ اب تو میں بھی دل دادہ ہوتا جاتا ہوں۔ نہایت خوب ہے"

ہومز مسکرائے۔ سچی اور صحیح تعریف سے وہ ہمیشہ خوش ہوا کرتے تھے۔ ایک اُستاد فن کی یہی خصوصیت ہوتی ہے۔ پوچھا:

" کہئے اب برسٹون کی کیا رہی ؟"

انسپکٹر نے گھڑی دیکھکر کہا " دروازہ پر ایک بگھی موجود ہے اور وکٹوریا اسٹیشن تک پہنچنے کے لئے بہت سے بہت بیس منٹ درکار ہونگے۔ لیکن ہاں اُس تصویر کی نسبت ۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ آپ نے فرمایا تھا کہ میں نے پروفیسر موریٹی سے کبھی ملاقات نہیں کی ۔"

" نہیں کبھی نہیں کی ۔"

" تو ان کے کمروں کی بابت آپ کو کیسے علم ہوا ؟ "

" اونھ، یہ بات دوسری ہے۔ میں تین مرتبہ ان کے کمروں میں گیا ہوں۔ دو مرتبہ

گڑھی جزیرہ بن جاتی تھی۔ اس واقعہ کا تعلق براہِ راست ہمارے راز سربستہ سے تھا۔ جیسا کہ آئندہ ظاہر ہوگا۔

جب ڈگلس خاندان کے قبضہ میں یہ مکان آیا تو اس کی حالت بہت خستہ تھی اور قریب تھا کہ گر جائے۔ اس خاندان میں صرف دو فرد تھے۔ یعنی جان ڈگلس اور اس کی بیوی۔ ڈگلس، سیرت اور صورت کے لحاظ سے ممتاز شخص تھا۔ عمر اس کی قریب پچاس کے تھی۔ چہرے سے پختگی عیاں تھی۔ مونچھیں چھوٹی تھیں۔ جسم میں اب تک جوانی کی چستی و طاقت باقی تھی۔ وہ بہت ہی ملنسار اور خوش مزاج تھا، لیکن ذرا اخلاق میں کچھ کسر تھی۔ جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ زندگی کے ایسے رخوں سے بھی واقف ہے جو سسکس کی زندگی سے بھی کمتر درجہ رکھتے تھے۔ تاہم اگرچہ اس کے تعلیم یافتہ پڑوسی اس پر خاموشی اور تجسس کی نگاہیں ڈالتے تھے، گاؤں والوں میں بہت ہی ہر دل عزیز ہو گیا تھا، ان کے تمام مقامی کاموں میں دل کھول کر چندہ دیتا اور ان کے تفریحی جلسوں اور دیگر محفلوں میں برابر شریک رہتا تھا اور چوں کہ اس کی آواز کسی قدر بلند تھی، وہ ہمیشہ کچھ نہ کچھ گانے کے لئے تیار رہتا تھا۔ روپیہ کی اس کے پاس کثرت معلوم ہوتی تھی۔ جس کی نسبت خیال تھا کہ اس نے کیلیفورنیا کے سونے کی کانوں میں یہ دولت حاصل کی تھی۔ اس کی اور اس کی بیوی کی گفتگو سے معلوم ہوتا تھا کہ اس نے اپنی زندگی کا ایک حصہ امریکہ میں گزارا ہے۔ اپنے پڑوسیوں میں جو شہرت اس نے اپنی دریا دلی اور خوش اخلاقی سے پیدا کر لی تھی، اس میں اس کے نڈر ہونے نے اور بھی اضافہ کر دیا۔ اگرچہ وہ شہ سوار نہ تھا، تاہم ہر موقع پر پہنچتا اور بڑے بڑے سواروں کے مقابلہ سے بھی گریز نہ کرتا۔ ایک مرتبہ جب گرجا میں آگ لگی اور مقامی آگ رسالہ اس کے بجھانے سے عاجز رہا تو اس نے نہایت بے جگری سے مکان میں داخل ہو کر مال و اسباب بچایا۔ یہی وجہ تھی کہ پانچ برس

کے اندر ہی جان ڈگلس نے کافی شہرت پیدا کر لی تھی۔

اس کی بیوی بھی، اِن کے ملاقاتیوں میں مشہور ہو گئی تھی۔ اگرچہ یہ ضرور ہے کہ غیر علاقے کے ایسے شخصوں کے پاس ملاقات کے لئے لوگ کم آتے تھے، لیکن وہ خاتون اس کا کچھ زیادہ خیال نہ کرتی تھی، کیوں کہ وہ طبعاً گوشہ نشین تھی اور بہ ظاہر اپنے شوہر اور اپنے خانگی امور میں ہی مصروف رہتی تھی۔ لوگ اس سے اتنا واقف تھے کہ وہ انگریز تھی، مسٹر ڈگلس سے جو اس وقت رنڈوے تھے۔ اس کی ملاقات لندن میں ہوئی تھی۔ اس وقت وہ خوش اندام، دراز قد، گندم گوں اور نازک بدن تھی، اپنے شوہر سے وہ بیس برس چھوٹی تھی، لیکن اس فرق نے ان کی خانگی زندگی میں کوئی فرق پیدا نہیں کیا۔ بسا اوقات وہ لوگ جو اِن کی ملاقات سے زیادہ واقف تھے یہ کہتے تھے کہ ان دونوں میں کامل اتحاد نہیں معلوم ہوتا۔ کیوں کہ وہ خاتون اپنے شوہر کے ماضی کی نسبت ہمیشہ خاموش سی رہتی تھی یا جیسا کہ گمان غالب ہے اس کو واقفیت ہی نہ تھی۔ بعض باریک بیں یہ بھی کہتے تھے کہ اکثر اوقات مسٹر ڈگلس بہت بے چینی اور انتشار کا اظہار کرتی تھیں۔ خصوصاً اس وقت جب کہ اُن کے شوہر باہر جا کر واپسی میں دیر کرتے تھے۔ دیہات میں جہاں ہر طرح کی خبریں جلد پھیلتی ہیں، قلعہ والی بیگم کی یہ کمزوری بھی زباں زد تھی اور مابعد کے واقعات نے تو اُس کی یاد لوگوں کے دلوں میں اور بھی تازہ کر دی۔

اس مکان میں ایک شخص اور بھی تھا، جو اگرچہ اس مکان میں مستقلاً نہیں رہتا تھا تاہم وقوع واردات کے وقت اس کی موجودگی نے لوگوں کی نظروں میں اُس کو پیش پیش کر دیا اس شخص کا نام "سے سل جیمس بارکر" تھا۔ یہ "ہمسٹڈ ہیلس لاج" میں رہتا تھا۔ دراز قد اور نرم اعضا والے "سے سل بارکر" کو برلسٹون کی گلیوں میں ہر شخص جانتا تھا۔ کیوں کہ وہ مینر ہاؤس میں اکثر و بیشتر آتا رہتا تھا، اس وجہ سے اس پر

اور بھی نگاہیں اٹھتی تھیں کہ ڈگلس کی گزشتہ زندگی کا دوست موجودہ حوالی میں اگر کوئی تھا تو وہ بارکر ہی تھا۔ بارکر کے انگریز ہونے میں کسی کو شبہ نہ تھا۔ لیکن اس کی باتوں سے معلوم ہوتا تھا کہ ڈگلس سے اس کی ملاقات پہلے امریکہ ہی میں ہوئی تھی اور نیز یہ کہ وہاں ان دونوں میں بہت گہری دوستی تھی۔ اس کے پاس بھی دولت کافی تھی اور وہ ناکتخدا تھا۔ عمر میں تو ڈگلس سے چھوٹا تھا، کوئی پینتالیس برس کا ہوگا۔ وہ دراز قد، کشادہ سینہ، پہلوان صورت شخص تھا، بھویں گھنی، سخت اور سیاہ تھیں اور آنکھیں ایسی سیاہ اور تیز کہ دشمنوں کا پتّا پانی ہو۔ نہ اس کو سواری آتی تھی نہ وہ شکار میں حصہ لیتا تھا، بلکہ چرٹ منھ میں دبائے چاروں طرف دیہات کے، اپنے میزبان یا اس کی عدم موجودگی میں اس کی بیوی کے ساتھ گھوما کرتا تھا، خانساماں آمس کہتا تھا کہ "وہ خوش باش اور کشادہ دست تھے لیکن ان کو ناراض کرتے ہوئے مجھے خوف معلوم ہوتا تھا۔" ڈگلس سے ان کے بہت بے تکلفی کے مراسم تھے اور یہی حال ان کی اہلیہ سے بھی تھا۔ جس پر ایک سے زیادہ مرتبہ صاحب خانہ نے اشاروں میں اظہار ناراضی کیا، جس کو ملازمین بھی محسوس کرتے تھے۔ وقوع واردات کے وقت اس گھرانے میں تیسرے بزرگوار یہی حضرت تھے۔ اس کے علاوہ اس قدیم عمارت کے بہت سے ملازمین میں سے چند کا ذکر کافی ہوگا۔ بالخصوص آمس اور مسز ایلن کا۔ آمس ایک چست و چالاک، شریف صورت اور ہوشیار شخص تھا۔ مسز ایلن ایک خوش مزاج اور مطیع عورت تھی جو اپنی مالکہ کو امور خانہ داری میں بہت مدد دیتی تھی۔ اس کے علاوہ جو چھ عدد ملازم تھے ان کا تعلق ۶ جنوری کی شب کے واقعات سے نہیں ہے۔

پونے بارہ بجے تھے جب کہ واردات کی اطلاع مقامی تھانہ میں کی گئی جس کے جائزہ دار سارجنٹ ولسن تھے۔ سیسل بارکر بہت گھبرائے ہوئے دروازہ کی طرف لپکے اور بہت زور سے گھنٹی بجائی۔ مینر ہاؤس میں ایک واقعہ ہائلہ ہوگیا۔ مسٹر

بجان ڈگلس مارے گئے"۔ یہ تھا ان کی اطلاع کا خلاصہ۔ وہ فوراً مکان واپس آئے اور چند منٹ بعد سارجنٹ صاحب بھی آگئے جو موقع پر بارہ[۱۲] بجے کے کچھ ہی بعد آئے آتے آتے افسرانِ بالا کو اطلاع کرتے آئے تھے کہ کوئی سنگین معاملہ ہے۔

مینر ہاؤس پہنچنے پر سارجنٹ نے پُل گرداں کو نیچا پایا، کھڑکیاں روشن دیکھیں اور سارے گھر کو سراسیمگی اور پریشانی میں مبتلا پایا۔ سفید رو ملازم ہال میں ڈر کے مارے جمع ہو رہے تھے اور خوف زدہ خانساماں دروازہ پر کھڑا کف افسوس مل رہا تھا صرف سیسل بارکر ہی جذبات کو قابو میں کئے اپنے کو سنبھالے ہوئے نظر آتے تھے اُنھوں نے ہی دروازہ کھولا اور اشارہ سے سارجنٹ کو بلایا۔ اس وقت مقامی ڈاکٹر وُڈ بھی پہنچ گئے، جو ایک نوجوان اور قابل آدمی تھے۔ اس منحوس کمرے میں یہ تینوں شخص ایک ساتھ داخل ہوئے، ان کے پیچھے ڈر کا مارا خانساماں بھی داخل ہوا جس نے پھر دروازہ بند کر لیا تاکہ ماماؤں کی نظر سے وہ خونی منظر پوشیدہ رہے۔

متوفی کی لاش کمرے کے وسط میں ہاتھ پھیلائے چیت پڑی ہوئی تھی۔ اُس کے بدن پر شب خوابی کے کپڑوں کے اوپر ایک کوٹ تھا۔ اس کے برہنہ پیروں میں فرشی جوتیاں تھیں، ڈاکٹر اس کے اوپر جھکا اور دستی شمع لے کر اس کو بغور دیکھنے لگا۔ پہلی ہی نظر میں اس کو معلوم ہو گیا کہ اس کی ضرورت باقی نہیں رہی ہے۔ اس شخص کے زخم بہت بُری طرح لگے تھے۔ اس کے سینے پر ایک عجیب ہتھیار تھا جو ایک چرند مار بندوق تھی لیکن جس کی نال کچھ تراش دی گئی تھی۔ یہ ظاہر ہوتا تھا کہ بندوق بہت نزدیک سے سر کی گئی تھی، اس لئے مارے کا سارا فیر چہرے پر پڑا جس سے سر پاش پاش ہو گیا۔ بندوق کے دونوں گھوڑے ایک ساتھ تار سے بندھے تھے تاکہ بہ یک وقت دونوں نالوں سے فیر زیادہ مہلک ہو جائے۔

دیہاتی سرجنٹ بے چارہ اس طرح ایک اہم ذمہ داری اپنے اوپر آتے دیکھ کر

بہت پریشان ہوا۔ چنانچہ اس مہیب سر کی طرف خوف سے دیکھتے ہوئے دبی زبان سے اس نے کہا:

"جب تک میرے افسر نہ آلیں یہاں کی کوئی چیز چھوئی نہ جائے۔"

"اب تک کسی چیز کو بھی نہیں چھیڑا گیا ہے آپ مطمئن رہیں۔ جیسا میں نے پایا تھا ویسا ہی آپ کے پیش نظر ہے۔" سے سل بار کر نے کہا۔

"یہ کب ہوا؟" سارجنٹ نے اب اپنی بیاض نکالی۔

"ٹھیک ساڑھے گیارہ بجے تھے، میں نے کپڑے بھی نہ اتارنا شروع کئے تھے جب میں نے آواز سنی تو میں اپنے کمرے میں آتش دان کے قریب بیٹھا تھا۔ آواز بہت زور کی نہ تھی، وہ دبی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ میں فوراً نیچے بھاگا۔ میرے خیال میں تیس سکنڈ بھی نہ گزرے ہونگے کہ میں وہاں پہنچ گیا۔"

"کیا دروازہ کھلا تھا؟"

"ہاں کھلا تھا۔ ڈگلس بے چارے اسی طرح پڑے ہوئے تھے جیسا کہ آپ اب دیکھ رہے ہیں۔ ان کے خواب گاہ کی شمع میز پر جل رہی تھی۔ میں نے ہی چند منٹ بعد لمپ جلایا تھا۔"

"آپ نے کسی کو دیکھا بھی تھا؟"

"نہیں۔ میں نے مسز ڈگلس کو زینہ پر اپنے پیچھے آتے دیکھا تھا اس لئے میں لپک کر ان کے پاس پہنچا تاکہ اس جانکاہ منظر کے دیکھنے سے انھیں باز رکھوں مسز ایلین آئی اور ان کو اپنے ساتھ لے گئی۔ اتنے میں آمس بھی آچکا تھا اور پھر ہم دونوں دوڑ کر کمرے میں آگئے۔"

"لیکن میں نے تو سنا ہے کہ پل گرداں رات بھر اٹھا رہتا ہے؟"

"ہاں میرے نیچا کرنے سے پہلے وہ اٹھا ہی تھا۔"

"تو کسی قاتل کا نکل جانا کیسے ممکن تھا؟ یہ تو بالکل بعید از قیاس ہے۔ مسٹر ڈگلس نے خودکشی کر لی ہوگی۔"

"ہمارا بھی پہلا خیال یہی تھا، لیکن ذرا اس کو دیکھئے۔" بارکر نے پردہ ہٹایا۔ ہم نے دیکھا کہ وہ لمبی اور شیشہ لگی کھڑکی پوری کھلی ہوئی تھی۔ "ذرا اسے دیکھئے۔" اس نے لیمپ کو نیچے کیا۔ روشنی لکڑی کے تختہ پر ایک خون کے دھبہ پر پڑی جو کسی جوتے کے تلوے کا معلوم ہوتا تھا۔

"باہر نکلتے وقت یہاں کوئی کھڑا ہوا تھا۔"

"آپ کا مطلب ہے کہ خندق تیر کے کوئی نکل گیا"؟

"جی ہاں"

"تو جس وقت آدھے منٹ بعد آپ کمرے میں داخل ہوئے تو قاتل اس وقت پانی میں تھا۔"

"بے شک۔ کاش کہ میں کھڑکی پر پہنچ جاتا لیکن اس پر پردہ پڑا تھا، اس لئے مجھے اس کا خیال بھی نہ آیا۔ تب میں نے مسز ڈگلس کے قدم کی آواز سُنی۔ میں اُن کو کمرے میں آنے نہیں دے سکتا تھا، اُن کے لئے یہ بہت ہولناک تھا۔"

"بہت ہی ہولناک۔" ڈاکٹر نے کہا اور جھک کر اس شکستہ سر کو اور زخموں کو دیکھنے لگے "برلسٹون کی ریل کے حادثے کے بعد سے میں نے ایسے زخم نہیں دیکھے۔"

سارجنٹ جس کا کند دیہاتی ذہن ابھی تک اس کھلی کھڑکی میں اُلجھا ہوا تھا کہنے لگا:

"لیکن میں کہتا ہوں کہ آپ کا یہ کہنا بجا ہے کہ ایک آدمی خندق تیر کے نکل گیا لیکن میں آپ سے یہ پوچھتا ہوں کہ پل کے اُٹھے ہونے کی صورت میں کوئی شخص مکان میں داخل کیسے ہوا؟"

"یہی تو سوال ہے" بارکر نے کہا۔

"کتنے بجے وہ اُٹھایا جاتا تھا؟"

"ہمیشہ چھ بجے" آمس نے جواب دیا

"میں نے سُنا ہے" سارجنٹ نے کہا کہ "پُل عموماً غروب آفتاب پر اُٹھ جاتا تھا۔ اس موسم میں اس کے معنی ساڑھے چار بجے ہوئے۔"

"مسٹر ڈگلس کے پاس چند مہمان تھے" آمس نے کہا۔ "ان کے جانے تک میں اُٹھا نہ سکتا تھا، اس کے بعد خود میں نے اس کو چڑھا دیا۔"

"تو اب صورت حالات یہ ہے" سارجنٹ نے کہا "اگر کوئی شخص باہر سے آیا بھی ہے تو پُل پر سے چھ بجے سے پہلے ہی اُتر گیا ہوگا اور اس وقت سے چھپا بیٹھا ہوگا، یہاں تک کہ مسٹر ڈگلس گیارہ بجے کے بعد کمرے میں آئے۔"

"جی ہاں۔ مسٹر ڈگلس ہر رات مکان کا چکّر لگایا کرتے تھے اور سب سے آخر میں یہ دیکھا کرتے تھے کہ روشنیاں ٹھیک جل رہی ہیں یا نہیں۔ اسی وجہ سے وہ ادھر آئے قاتل انتظار میں تھا اور فوراً گولی مار دی۔ پھر کھڑکی سے نکل بھاگا اور اپنی بندوق چھوڑتا گیا۔ میری سمجھ میں تو یہی آتا ہے۔ اس کے علاوہ واقعات کے مطابق کوئی اور بات نہیں معلوم ہوتی۔"

سارجنٹ نے ایک کارڈ جو فرش پر لاش کے پاس پڑا تھا اُٹھایا۔ دو حرف 'و۔ و' اور نیچے نمبر ۳۴۱ روشنائی سے تحریر تھے۔ "یہ کیا ہے؟" اس کو اُٹھا کر اس نے پوچھا۔

بارکر نے تجسس کی نگاہ ڈالی اور کہا۔

"میں نے اس سے پہلے اس کو نہیں دیکھا۔ قاتل ہی اس کو چھوڑ گیا ہوگا۔"

سارجنٹ اس کو اپنی انگلیوں میں گھماتا رہا۔ "و۔ و سے کیا مطلب؟ کسی کا

نام ؟ ممکن ہے۔ ڈاکٹر صاحب ! آپ نے کیا پایا ؟"

وہ ایک اچھا خاصہ ہتوڑا تھا جو آتش دان کے سامنے دری پر پڑا ہوا تھا سے سل بارکر نے کیلوں کے ایک ڈبّے کی طرف اشارہ کیا۔ کہنے لگے۔

"مسٹر ڈگلس کل ان تصویروں میں ردوبدل کر رہے تھے۔ میں نے خود ان کو اُس کرسی پر کھڑے ہو کر تصویر لگاتے دیکھا تھا۔ ہتھوڑا اسی لئے تھا۔"

"تو بہتر یہ ہے کہ جہاں پایا وہیں پھر رکھ دیں"۔ سارجنٹ نے سر کھجا کر کہا:

"اس معاملہ کی تہ تک پہنچنے کے لئے کسی ماہر ہی کی ضرورت ہے۔ دیکھئے گا کہ یہ لندن تک ہی پہنچ کے رہے گا۔"

اُس نے شمع اُٹھالی اور کمرے کے چاروں طرف پھرنے لگا۔ کھڑکی کا پردہ ایک طرف ہٹا کر پوچھا۔ "ہاں ! یہ تو بتائیے کہ یہ پردے کس وقت گرائے جاتے تھے ؟"

"جب کہ لمپ روشن ہوتے تھے"۔ خانساماں نے کہا "یہی کوئی چار بجے کے بعد ہی۔"

"کوئی نہ کوئی یہاں ضرور آکر چھپا ہے"۔ اس نے روشنی نیچی کی اور کونے میں کیچڑ کے نشانات دیکھے۔ "مسٹر بارکر، آپ کے خیال کی تو اس سے تائید ہوتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص چار بجے کے بعد مکان میں داخل ہوا، جب کہ یہ پردے بھی گرے ہوئے تھے اور چھ بجے سے پہلے جب کہ پل اُٹھایا گیا وہ اسی کمرے میں آگیا کیوں کہ یہی سب سے پہلا کمرہ اس کو ملا۔ چھپنے کے لئے اُس کو کوئی اور جگہ ملی ہی نہیں۔ اس لئے وہ اس پردے کے پیچھے دبک گیا۔ یہاں تک تو صاف ہے۔ ممکن ہے کہ اس کا اول خیال چوری کا ہو۔ لیکن مسٹر ڈگلس اتفاق سے آنکلے اس لئے اس نے اُن کو قتل کر دیا اور بھاگ گیا۔"

"میں بھی یہی سمجھتا ہوں" بارکر نے کہا "لیکن میرے خیال میں یہاں بہت سا

قیمتی وقت ضائع ہو رہا ہے کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ ہم چل کر تمام اطراف میں تلاش کریں۔ شاید ابھی وہ بہت دور نہ گیا ہوگا۔"

سارجنٹ نے ایک لمحہ غور کیا۔

"چھ بجے صبح سے پہلے کوئی ریل گاڑی نہیں جاتی۔ اس لئے ریل سے تو وہ بھاگ نہیں سکتا۔ اگر وہ سڑک سڑک گیا ہے تو اس کی بھیگی بھیگی ٹانگوں کے ہوتے ہوئے اُس کو کسی نہ کسی نے ضرور دیکھا ہوگا۔ بہرحال جب تک میرے افسر نہ آجائیں میں یہاں سے ہٹ نہیں سکتا۔ اور میرے خیال میں آپ لوگوں میں سے بھی کوئی نہ جائے جب تک ہم اچھی طرح اس کو سمجھ نہ لیں۔"

ڈاکٹر لمپ لے کر سارے جسم کو بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔

"یہ نشان کیسا ہے؟" اس نے پوچھا "کیا اس حادثہ سے اس کو کوئی تعلق ہے؟"

مردہ شخص کا دایاں ہاتھ کہنی تک آستین سے باہر نکلا ہوا تھا اس کے وسط میں ایک عجیب بھوری شکل کا مثلث ایک دائرے میں بنا ہوا تھا۔ جو سفید چمڑے پر صاف نظر آتا تھا۔

"یہ گدا ہوا نہیں ہے" ڈاکٹر نے بہ غور دیکھ کر کہا "اس سے پہلے میں نے ایسی کوئی چیز نہیں دیکھی۔ اس شخص کے ہاتھ پر یہ مارکہ ایسے ہی داغا گیا ہے جیسے مویشیوں کو داغتے ہیں۔ اس کا مطلب کیا ہے؟"

"میں اس کے مطلب سے تو آگاہ نہیں" بارکر نے کہا "البتہ ڈگلس کے ہاتھ پر میں نے دس برس سے برابر دیکھا ہے۔"

"اور میں نے بھی دیکھا ہے" خانساماں نے کہا "جب کبھی سرکار نے آستین چڑھائی تو میں نے یہ مارکہ دیکھا تھا۔ مجھے ہمیشہ تعجب ہوتا تھا کہ یہ ہے کیا؟"

"تو اس حادثہ سے اس کو کوئی تعلق نہیں" سارجنٹ نے کہا "تاہم یہ ایک

انوکھی چیز ہے اور اس واردات کا تو ہر پہلو نرالا ہے۔ کہو اب کیا گُل کِھلا؟"

خانساماں حیرت سے چِلّا اُٹھا اور لاش کے ہاتھ کی طرف اشارہ کیا۔

"ان کی عُروسی انگوٹھی بھی لے گئے؟"

"کیا؟"

"جی ہاں، سرکار ہمیشہ اپنی سادی سونے کی انگوٹھی بائیں ہاتھ کی چھوٹی اُنگلی میں پہنا کرتے تھے وہ نگ دار انگوٹھی اس سے اوپر تھی اور یہ پیچ دار انگوٹھی تیسری اُنگلی میں پہنتے تھے۔ نگ والی اور پیچ دار تو ہے لیکن وہ عروسی غائب ہے۔"

"ہاں ٹھیک کہا" بارکر بولے۔

"کیا آپ کا یہ مطلب ہے کہ عروسی انگوٹھی دوسری کے نیچے رہتی تھی؟"

"ہمیشہ"

"تو قاتل نے یا جو کوئی بھی ہو اُس نے پہلے یہ نگ والی انگوٹھی اتاری، پھر عروسی، اور پھر نگ والی پہنا دی۔"

"جی ہاں۔"

اس قابل قدر دیہاتی سرجنٹ نے سر ہلایا اور کہنے لگا۔

"میری رائے میں تو جس قدر جلد لندن سے امداد آئے بہتر ہے۔ وہائٹ مین بہت ہوشیار آدمی ہیں۔ کسی مقامی واردات میں وہائٹ مین کبھی ناکام نہیں رہے۔ بہت عرصہ نہیں گزرے گا کہ وہ بھی آموجود ہوں گے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ بالآخر ہم کو لندن سے رجوع کرنا پڑے گا۔ کچھ بھی ہو میں یہ کہتے نہیں شرماتا کہ مجھ جیسے کے لئے یہ بہت سنگین ہے۔"

چوتھا باب

تاریکی

صبح کے تین بجے سسکس کا سراغ رساں برلسٹون کے سارجنٹ ولسن کی ضروری درخواست پر صدر مقام سے ایک سبک گاڑی میں پہنچا۔ اس نے اسکاٹ لینڈ یارڈ کو پونے چھ بجے کی گاڑی سے اطلاع بھیج دی تھی۔ چنانچہ برلسٹون کے اسٹیشن پر ہمارے استقبال کے لئے بارہ بجے کی ریل پر موجود تھا مسٹر وائٹ مین ایک خاموش سے، خوش رو آدمی تھے۔ ڈھیلے کپڑے زیب بدن تھے، چہرہ پر سرخی تھی اور داڑھی بہت صاف منڈھی ہوئی تھی، بدن گٹھا تھا، پنڈلیاں بہت مضبوط جن پر گیٹس چڑھی ہوئی تھی، دیکھنے سے کسان معلوم ہوتے تھے، یا شکاری، سب ہی کچھ معلوم ہوتے تھے، لیکن سراغ رساں ہونے کا تو شائبہ تک نہ تھا۔ بار بار کہتے تھے:

"مسٹر میک ڈانل، یقین جانئے کہ یہ ایک نا معقول سی واردات ہے۔ جب اخبار والے اس کو سمجھیں گے تو ٹڈیوں کی طرح نازل ہوں گے۔ مجھے امید ہے کہ ان کے آنے اور دخل در معقولات دینے سے پہلے ہی ہم اس قصے کو ختم کرلیں گے۔ میری یاد میں تو کوئی ایسا واقعہ گزرا نہیں۔ مسٹر ہومز، اگر میں غلطی نہیں کرتا تو آپ کے لئے بھی اس میں بہت کچھ مواد ہے۔ اور جناب ڈاکٹر واٹسن صاحب آپ کے لئے بھی کیوں کہ ختم ہونے سے پہلے ڈاکٹروں کی بھی کچھ رائے لی جائے گی۔ آپ کے قیام گاہ ڈسٹ وائل آرمس میں ہے۔ اس کے علاوہ کوئی اور جگہ ہی نہیں تھی۔ لیکن میں نے سنا ہے کہ وہ جگہ صاف اور اچھی ہے۔ یہ آدمی آپ کا اسباب لے لے گا۔ آئیے آپ لوگ اس طرف تشریف لائیے۔"

سیکس کا یہ سُراغ رساں بہت ہی خوش مزاج آدمی تھا۔ دس منٹ میں ہم اپنی قیام گاہ پر پہنچ گئے۔ اور دس منٹ بعد ہم سرائے کے چائے خانہ میں بیٹھے ہوئے تھے اور ہماری سماعی ضیافت گزشتہ ابواب کے واقعات سُنا کر کی جارہی تھی میک ڈانل کبھی کبھی کچھ لکھ لیتے تھے اور مسٹر ہومز بالکل محو تھے، ان کے چہرے کا انداز متعجبانہ اور مودبانہ تھا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک نباتاتی کسی نادر الوجود اور بیش بہا نباتات کو دیکھ رہا ہے۔ جب قصہ ختم ہو چکا تو وہ کہنے لگے :

"عجیب اور بہت ہی عجیب! مجھے کوئی ایسا واقعہ یاد نہیں پڑتا جس کا ہر پہلو ایسا انوکھا ہو"

وہائٹ میسن نے خوش ہو کر کہا "مسٹر ہومز! میں بھی یہی سمجھتا تھا کہ آپ ایسا کہیں گے سسیکس میں ہم لوگ تو خاصے کامیاب رہتے ہیں۔ اب میں نے آپ سے وہ واقعات من وعن بیان کردئیے ہیں جو سارجنٹ ولسن سے جائزہ لیتے وقت تین اور چار بجے کے درمیان تک وقوع پزیر ہوئے۔ میں نے گھوڑے کو بھی تھکا دیا حالآں کہ ایسی جلدی کی مجھے کوئی ضرورت نہ تھی کیوں کہ میں کوئی فوری کارروائی نہیں کرسکتا تھا۔ سارجنٹ ولسن کو تمام واقعات معلوم تھے۔ میں نے ان کو سنا اور ان کی تصدیق کی، ان پر غور کیا اور ایک آدھ بات اپنی طرف سے اضافہ کی"

ہومز نے شوق سے پوچھا "وہ کیا باتیں تھیں؟"

"سُنئے۔ سب سے پہلے میں نے ہتوڑے کی جانچ کرائی۔ ڈاکٹر وڈ نے اس میں میری مدد کی۔ اس پر کوئی علامت ضرب کی نہ تھی۔ مجھے یہ خیال تھا اگر مسٹر ڈگلس نے اپنی حفاظت میں اس ہتوڑے کو استعمال کیا ہوگا تو ضرور فرش پر گرنے سے پہلے کوئی نہ کوئی نشان قاتل کا اس پر رہ گیا ہوگا۔ لیکن میں نے اس پر کسی قسم کا داغ نہ پایا"

"اس سے تو کچھ ثابت نہیں ہوتا" انسپکٹر میک ڈانل بولے "بہت سے واقعات میں ہتوڑے سے قتل ہوا ہے لیکن ہتوڑے پر کوئی نشان نہ پایا گیا"

"بجا ہے۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ استعمال نہیں کیا گیا۔ البتہ اگر اس پر داغ ہوتے تو ہم کو مدد ملتی۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ کسی قسم کا بھی دھبا نہ تھا۔ پھر میں نے بندوق کو دیکھا بھالا۔ اس میں چند مار کارتوس تھے اور بقول سارجنٹ ولسن دونوں گھوڑے ایک ساتھ بندھے تھے کہ اگر ایک کو چھوڑ دو تو دونوں کارتوس فیر ہو جاتے تھے۔ جس کسی نے بھی ان دونوں کو باندھا اس کا منشا یہ تھا کہ اپنے ہدف کو بچنے کا کوئی موقع نہ دے۔ یہ کٹی ہوئی بندوق ۲ فٹ سے زیادہ لمبی نہ ہو گی۔ ہر شخص کوٹ کے نیچے آسانی سے چھپا سکتا تھا۔ اس پر بنانے والے کا پورا نام بھی نہ تھا۔ لیکن دونوں نالوں کے بیچ میں صرف "پن" کھدا ہوا تھا۔ باقی نام مٹ گیا تھا"

اس پر شرلک ہومز نے پوچھا:

"'پ' جلی حرف میں ہو گا اور نقطوں کے ساتھ ہی زیر بھی لگا ہو گا۔ اور نون ذرا ہلکے قلم سے لکھا ہو گا"

"جی ہاں"

"پنسلو نیا کارخانہ اسلحہ سازی مشہور امریکی کارخانہ ہے" ہومز نے کہا۔

وہائٹ مین نے میرے دوست کی جانب حیرت سے اس طرح دیکھا کہ گویا ایک دیہاتی ڈاکٹر شہر کے کسی ماہر فن کی طرف دیکھتا ہے کہ کس طرح صرف ایک لفظ سے وہ مشکلیں حل ہو جاتی ہیں جو اس بیچارے کے دماغ کو پریشان کر رہی تھیں۔

"اس سے تو بڑی مدد ملے گی۔ آپ کا قیاس صحیح معلوم ہوتا ہے لیکن واقعی آپ نے تو کمال کیا۔ کیا دنیا بھر کے اسلحہ سازوں کے نام آپ کو یاد ہیں؟"

ہومز کی صرف ایک جنبش نے اس کا جواب دیا۔

"بے شک یہ امریکن پرندمار بندوق ہے۔" وہائٹ مین نے اپنے کلام کو جاری رکھتے ہوئے کہا: "میں نے بھی کہیں لکھا دیکھا ہے کہ امریکہ کے بعض حصوں میں ایسی بریدہ بندوق استعمال کرتے ہیں۔ نال پر نام دیکھے بغیر میرے ذہن میں یہ خیال آیا تھا پس ہم کو اس سے اتنی شہادت ملتی ہے کہ جو شخص مکان کے اندر آیا اور جس نے مالک مکان کو قتل کیا وہ امریکن تھا۔"

میک ڈانل نے سر ہلایا۔ کہنے لگے " اجی حضرت۔ آپ تو ہوا سے باتیں کرنے لگے مجھے تو کوئی شہادت ایسی نہیں ملی جس سے یہ پتا لگے کہ کوئی اجنبی مکان کے اندر آیا بھی تھا۔"

" کھلی کھڑکی، چوکھٹ پر خون، وہ انوکھا کارڈ، کونے میں جوتے کے نشان، یہ بندوق ۔"؟

" ان میں سے کوئی بھی ایسی چیز نہیں جو پہلے سے نہ ترتیب دی جا سکے مسٹر ڈگلس خود امریکن تھے یا عرصہ تک امریکہ میں رہے تھے۔ اسی طرح مسٹر بارکر بھی۔ تو اب امریکی طریقوں پر واردات کے لئے باہر سے کسی امریکن کے وجود کو فرض کرنے کی کیا ضرورت ۔"؟

" آمس خانساماں ــــ "

" اس کی نسبت کیا؟ کیا وہ معتبر ہے؟ "

" دس برس تک سر چارلس چنڈوس کے پاس رہا۔ بہت ہی معتبر رہا۔ پھر پانچ برس سے جب سے ڈگلس نے اس کوٹھی پر قبضہ کیا ان کے ساتھ ہے۔ اس نے تو ایسی بندوق کبھی نہیں دیکھی۔"

" لیکن بندوق کی شکل تیار ہی ہے کہ آسانی سے چھپائی جا سکتی ہے۔ اسی واسطے تو نالوں کو ریت دیا گیا۔ ہر صندوق میں نہایت آسانی سے آ سکتی ہے۔ پس وہ یہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ گھر میں ایسی بندوق نہ تھی۔"

"کچھ بھی ہو بہرحال اس کی نظر سے تو نہیں گزری۔"

"میک ڈانل نے اپنا سر ہلایا۔ کہنے لگے:

"میں اب تک اس کا قائل نہیں ہوا کہ گھر میں کوئی غیر بھی آیا۔ میں آپ سے کہتا ہوں کہ ذرا اس امر پر غور کیجئے کہ اگر ہم یہ فرض کریں کہ یہ بندوق باہر سے آئی اور کوئی غیر آکر ان تمام واردات کا مرتکب ہوا تو اس کا لازمی نتیجہ کیا ہوگا۔ اجی حضرت میری رائے میں تو یہ بالکل بعید از قیاس ہے۔ بھلا سمجھ میں آنے کی بات ہے۔ مسٹر ہومز اب میں آپ سے رائے طلب کرتا ہوں۔ آپ بھی سب کچھ سن چکے ہیں۔"

ہومز نے نہایت ہی عدالتی انداز میں کہا۔ "اچھا پہلے آپ ہی اپنی سنائیے۔"

"سنئے یہ شخص اگر اس کا وجود مانا بھی جائے تو نقب زن نہیں تھا۔ انگوٹھی اور کارڈ دونوں شاہد ہیں کہ کسی ذاتی سبب سے یہ قتل وقوع میں آیا۔ اچھا۔ اب یوں دیکھئے کہ یہ شخص ایک مکان میں عمداً قتل کرنے کی نیت سے داخل ہوتا ہے۔ اس کو معلوم ہے اگر وہ کچھ بھی جانتا تھا، کہ واپسی کے وقت اس کو نکلنے میں دقت ہوگی کیونکہ مکان کے چاروں طرف پانی ہے۔ اب بتلائیے وہ کونسا ہتھیار پسند کرے گا؟ آپ کہیں گے کہ جو ذرا سی بھی آواز نہ پیدا کرے۔ اس وقت اس کو یہ امید ہو سکتی تھی کہ اپنے کام کو پورا کرنے کے بعد کھڑکی میں سے کود کر، صندوق کو پار کر جاؤں گا اور پھر بہ سہولت تمام اپنا راستہ لے گا۔ اتنا تو قرین قیاس ہے۔ لیکن یہ سمجھ میں آنے والی بات ہے کہ اس نے اپنی سلامتی کو اتنا فراموش کر دیا کہ سب سے زیادہ شور کرنے والے ہتھیار کو اپنے ساتھ لایا، دراں حالے کہ وہ جانتا تھا کہ اس کی آواز کے ساتھ فوراً ہر شخص موقعے پر پہنچ جائے گا۔ اور پھر یہ کہ خندق پار کرنے سے پہلے کوئی اس کو دیکھ بھی نہ سکے۔ کیا یہ ماننے کے قابل ہے؟"

ہومز نے ذرا سوچ کے جواب دیا۔

"آپ نے اپنی رائے تو نہایت خوبی کے ساتھ بیان کی۔ لیکن اس میں ابھی ذرا خامی ہے۔ جناب مَین صاحب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ نے خندق کے اس پار بھی دیکھا تھا کہ پانی سے نکلنے پر اس آدمی کے کچھ نقوش بھی ہیں یا نہیں؟"

"مسٹر ہومز! نقش وغیرہ تو کچھ نہیں تھا اور چونکہ زمین سنگلاخ ہے اس لئے نشان کی اُمید بھی نہیں کی جا سکتی تھی۔"

"کوئی نشان یا کوئی علامت؟"

"کچھ بھی نہیں۔"

"اچھا مسٹر مَین، تو کیا فوراً مکان پر پہنچنے میں آپ کو کوئی اعتراض ہے۔ ممکن ہے کوئی ایسی باریک بات ہو جس سے بہت کچھ پتا لگ سکے۔"

"میں خود ہی آپ سے کہنے والا تھا۔ لیکن میں نے خیال کیا کہ اگر آپ کو پہلے ہی تمام واقعات سے آگاہ کر دیا جائے تو مناسب ہے۔ میری رائے میں اگر آپ کے ذہن میں ——" مَین نے اب ہومز کی طرف متجسسانہ نظر ڈالی۔ "میں نے پیشتر بھی مسٹر ہومز کے ساتھ کام کیا ہے۔" انسپکٹر میک ڈانل کہنے لگے۔ "درحقیقت بازی ہی کھیلتے ہیں۔"

"اپنے ہی خیال کے مطابق" ہومز نے مسکرا کر کہا۔ "میں جب کسی مقدمہ میں ہاتھ ڈالتا ہوں تو عدل و انصاف کے لئے اور پولس کی مدد دینے کے لئے اگر میں نے کبھی اپنے آپ کو سرکاری افسروں سے علیٰحدہ بھی رکھا تو اس وجہ سے کہ اُنھوں ہی نے پہلے مجھ سے علیٰحدگی اختیار کی۔ میں چاہتا بھی نہیں کہ ان کے بل پر کچھ کام کروں۔ ساتھ ہی اس کے مسٹر مَین مجھکو حق حاصل ہے کہ میں جس طرح چاہوں کام کروں اور جب چاہوں اپنے نتائج سے آگاہ کروں۔ اور بجائے تھوڑا تھوڑا بیان کرنے کے مکمل ہو جانے پر اظہار کروں۔"

"آپ کی شرکت سے ہم سب کی عزت افزائی ہے۔ جو کچھ ہم جانتے ہیں وہ سب آپ پر ظاہر کر دیں گے" وہائٹ مین نے کہا۔ "آیئے ڈاکٹر والٹسن صاحب۔ جب وقت آئے گا تو غالباً آپ کی کتاب میں ہم سب کو کوئی نہ کوئی جگہ مل جائے گی"

ہم اس قدیم گاؤں کی سڑک پر اب جا رہے تھے جس کے دو رویہ ترشی ہوئی جھاڑیاں تھیں۔ آگے بڑھکر دو موسم خوردہ سنگی ستون تھے۔ جن پر کائی بہت سی جم گئی تھی۔ ان کی چوٹیوں پر ایک غیر مشخص سی شکل نظر آتی تھی۔ جو کسی زمانے میں پرلسٹون کے پس تمے کے شیر کی تصویر تھی۔ تھوڑی دیر تک جہاں تک سڑک کا موڑ تھا ادھر ادھر شاہ بلوط کے درخت لگے ہوئے تھے جو زیادہ تر انگلستان کے دیہات میں نظر آتے ہیں اس کے بعد گھومے تو سامنے سے وہ طول طویل، کسی قدر پست اور میلی کبودی رنگ کی اینٹوں کا مکان نظر آنے لگتا تھا۔ اس کا باغیچہ بھی قدیم وضع کا تھا اور روش کی دونوں طرف ترشی ہوئی مہندی لگی ہوئی تھی۔ ہم جب اس کے نزدیک پہنچے تو وہ لکڑی کا پل اور وہ خوب صورت چوڑی خندق نظر آئی۔ پانی ایسا ساکن اور ٹھیرا ہوا کہ بالکل سیماب معلوم ہوتا تھا۔ اس محل پر تین صدیاں گزر چکی تھیں سیکڑوں پیدا ہوئے، ہزاروں مہمان آیا گئے، بہت سے ناچ گانے ہوئے۔ نہ معلوم کتنی مرتبہ شکار بازیاں ہوئیں۔ لیکن اب وہ عمارت گویا عبرت کی ایک تصویر تھی اور اس سانحۂ ہوش ربا نے تو اس کی دیواروں پر اور بھی اداسی پیدا کر دی تھی۔ اگرچہ یہ ضرور ہے کہ اس کی چھتیں اور اس کی روکاریں اس امر کا پتا دیتی تھیں کہ یہاں سازش کا بازار نہایت آسانی سے گرم رہ سکتا تھا۔ جب میں نے ان اندر کو دھسی ہوئی کھڑکیوں کو دیکھا اور اُس خاک آلودہ اور آب در آغوش روکار پر نظر ڈالی تو میں نے محسوس کیا کہ اس خونی واردات کے لئے اس سے بڑھکر دوسرا منظر موزوں نہ ہو سکتا تھا۔

"دیکھئے وہ کھڑکی ہے" وہائٹ ہیں نے کہا۔" وہ جو پُل کے داہنی طرف ہے۔ گزشتہ شب سے وہ اب تک ایسی ہی کھُلی ہوئی ہے"۔

"ایک آدمی کے گزرنے کے لئے تو ذرا تنگ معلوم ہوتی ہے"۔

"ہاں لیکن وہ آدمی کوئی فربہ نہ تھا۔ جناب ہومز اس کے سمجھنے کے لئے آپ کے استخراجات کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہم آپ تو اس میں سے دب دبا کر نکل سکتے ہیں"۔

ہومز خندق کے کنارے تک پہنچے اور اس پار نظر ڈالی۔ اس کے بعد اُنھوں نے پتھر کی چٹان کو ملاحظہ کیا اور اس کے چاروں طرف جو گھاس تھی اس کو بھی دیکھا۔

"مسٹر ہومز! میں نے اسے اچھی طرح سے دیکھ لیا تھا"۔ وہائٹ ہیں نے کہا" وہاں کچھ تھا ہی نہیں۔ کوئی نشان تک بھی نہ تھا کہ یہاں کسی نے قدم بھی رکھے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ وہ نشان چھوڑ ہی کیوں جاتا؟"

"بالکل ٹھیک۔ واقعی کیوں چھوڑ جاتا؟ کیا پانی ہمیشہ گدلا رہتا ہے؟"

"عام طور سے یہی رنگ رہتا ہے۔ چشمہ مٹّی بہا کر لے آتا ہے"۔

"اس کی گہرائی کتنی ہے؟"

"اطراف میں ۲ فٹ اور وسط میں ۳ فٹ"۔

"تو اس خیال کو دُور کر دینا چاہیئے کہ وہ آدمی پار جاتے میں ڈوب گیا؟"

"جی ہاں۔ ایک بچّہ تک تو ڈوب نہیں سکتا"۔

ہم چل کر پُل تک پہنچے اور دروازے پر ہم کو ایک عجیب گٹھیلے اور سوکھے آدمی نے داخل کیا جو آمس خانساماں تھا۔ غریب کا چہرہ بالکل سفید تھا اور تھر تھر کانپ رہا تھا۔ دیہاتی سارجنٹ، جو ایک دراز قد، پابند رسم اور پژمردہ طبیعت

شخص تھا۔ اب تک اس خونی کمرے میں پہرا دے رہا تھا۔ ڈاکٹر چلا گیا تھا

"سارجنٹ ولسن! کوئی تازہ بات؟" وہائٹ ھین نے پوچھا۔

"نہیں جناب"

"تو تم گھر جا سکتے ہو۔ تم نے کافی تکلیف اٹھائی ہے۔ جب ضرورت ہوگی تمھیں بلالیں گے، خانساماں باہر ہی رہے لیکن اس سے کہدو کہ مسٹر سل بارکر، مسز ڈگلس اور معلانی کو اطلاع کردے کہ ہم کو ان سے کچھ دریافت کرنے کی ضرورت ہوگی"

"اچھا حضرات، اب اجازت دیجئے کہ پہلے میں اپنے قائم کردہ خیالات کو آپ کے سامنے پیش کروں تاکہ بعد میں آپ اپنی رائے قائم کر سکیں"

مجھ پر اس دیہاتی ماہر کا اچھا اثر پڑا۔ واقعات پر اس کی گرفت اچھی تھی، دماغ اس کا سنجیدہ اور صاف تھا۔ جس سے اُمید تھی کہ وہ اپنے پیشے میں کافی شہرت حاصل کرے گا۔ ہومز نے نہایت ہی غور سے اس کا بیان سُنا۔ ان کے چہرے پر زرا بھی اُس بے صبری کا نشان نہ تھا جو سرکاری افسر کے چہرے سے نمایاں تھی۔

"یہ خودکشی ہے یا قتل؟ حضرات یہی ہمارا حل طلب مسئلہ ہے۔ کیا نہیں ہے اگر یہ خودکشی ہے تو ہم کو ماننا پڑے گا کہ اس آدمی نے سب سے پہلے اپنی عروسی انگشتری اتاری اور پھر اس کو چھپا دیا۔ بعدہ وہ شب پوش ہوکر یہاں آیا، ایک کونے میں پردے کے پیچھے تھوڑی سی مٹی تھوپ دی تاکہ دوسروں کو یہ گمان ہو کہ کوئی غیر اس کی تاک میں تھا، پھر کھڑکی کھولی، خون کا داغ ——"

"ہم اس کو تو بالائے طاق ہی رکھ سکتے ہیں" میک ڈانل نے کہا۔

"میرا بھی یہی خیال ہے۔ پس خودکشی تو خارج از بحث ہے۔ تو اب قتل کا امکان ہے۔ ہم کو اتنا ہی معلوم کرنا ہے کہ یہ قتل کسی بیرونی شخص نے کیا یا کوئی گھر کا بھیدی تھا"

"اچھا تو دلائل پیش کیجئے۔"

"دونوں صورتوں میں بہت سی دقتوں کا سامنا ہوتا ہے لیکن ہے ان ہی میں سے کوئی نہ کوئی صورت ہم پہلے بھی فرض کریں گے کہ گھر ہی کے کسی شخص یا چند اشخاص نے اس جرم کا ارتکاب کیا یہ لوگ اس بے چارے پر ایسے وقت میں آپڑے جب کہ ہر طرف سکون تھا، اگرچہ کوئی سویا نہ تھا۔ تب انھوں نے یہ کام انجام دیا اور وہ بھی دنیا بھر کے انوکھے اور سب سے زیادہ شور کرنے والے ہتھیار کے ذریعے سے! تاکہ ہر شخص کو معلوم ہوجائے کہ کیا ہوا۔ اس ہتھیار کو گھر میں کسی نے بھی اس سے پیشتر نہیں دیکھا تھا۔ یہ ابتدا تو کچھ اچھی نہ ہوئی۔ کہئے کیا رائے ہے؟"

"واقعی اچھی نہ ہوئی۔"

"پھر یہ دیکھئے کہ ہر شخص اس امر پر متفق ہے کہ خطرہ کی اطلاع ہونے کے بعد مشکل سے ایک دقیقہ گزرا ہوگا کہ نہ صرف مسٹر بارکر بلکہ سارا گھر، اگرچہ پہلے پہنچنے کے وہی دعوے دار ہیں، جس میں آمس اور بقیہ سب ہی تھے آموجود ہوا۔ تو کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ اتنی سی دیر میں اس مجرم نے کونے میں پیر کے نشان بھی بنا دیئے، کھڑکی بھی کھولی، خون کا داغ بھی ڈالا، متوفی کی انگشتری بھی اتاری اور باقی سب کچھ کیا؟ کیا یہ بالکل غیر ممکن ہے؟"

"آپ نے نہایت وضاحت سے بیان کیا۔" ہومز نے کہا "میں آپ سے اتفاق کی طرف مائل ہوں۔"

"پس ہم کو اس امر کے تسلیم کرنے کے سوا مفر نہیں کہ یہ کام کسی بیرونی شخص کا ہے اس پر بھی بڑی دقتوں کا سامنا ہے۔ لیکن کچھ بھی ہو وہ اب ناممکنات میں سے تو نہیں رہیں۔ وہ شخص مکان میں ساڑھے چار اور چھ کے درمیان داخل ہوا یعنی شام اور پل کے اٹھائے جانے کے وقت کے درمیان۔ کچھ مہمان آئے ہوئے تھے۔

اس لئے دروازہ کھلا تھا اور اس کو روکنے والا کوئی نہ تھا۔ ممکن ہے کہ وہ کوئی معمولی نقب زن ہو یا یہ بھی ممکن ہے کہ اس کو مسٹر ڈگلس سے کوئی ذاتی عناد ہو۔ چوں کہ مسٹر ڈگلس کی زندگی کا بیشتر حصہ امریکہ میں گزرا ہے اور یہ بندوق بھی امریکی ساخت ہے اس لئے ذاتی عناد والا خیال ہی زیادہ معقول معلوم ہوتا ہے۔ وہ اس ہی کمرہ میں آ گھسا اس لئے کہ سب سے پہلے یہی ملتا ہے۔ یہاں وہ پردے کے پیچھے چھپ رہا اور رات تک کے گیارہ بجے کے بعد تک چھپا بیٹھا رہا۔ اس وقت مسٹر ڈگلس کمرے میں داخل ہوئے۔ ان دونوں میں اگر کوئی مکالمہ ہوا تو وہ بہت ہی مختصر ہوگا کیوں کہ مسز ڈگلس کا بیان ہے کہ ان کے شوہر کو ان کے پاس سے گئے ہوئے چند منٹ ہی گزرے ہونگے کہ انھوں نے فیر کی آواز سنی۔"

"شمع سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔" ہومز نے کہا۔

"درست ہے شمع جو بالکل نئی ہے آدھے انچ سے زیادہ نہیں جلی ہے۔ انھوں نے اس کو حملہ کئے جانے سے پیشتر ہی میز پر رکھدیا ہوگا۔ ورنہ ان کے گرتے ہی یہ بھی گر پڑتی۔ اس سے معلوم ہوا کہ کمرے میں داخل ہوتے وقت ان پر حملہ نہیں ہوا۔ جب مسٹر بارکر آموجود ہوئے تو لمپ روشن کیا گیا اور شمع بجھا دی گئی۔"

"یہاں تک تو بالکل صاف ہے۔"

"تو پھر ہم ان ہی بنیادوں پر پوری عمارت قائم کرسکتے ہیں۔ سنئے۔ مسٹر ڈگلس کمرے میں داخل ہوتے ہیں۔ وہ شمع رکھ دیتے ہیں۔ پردے کے پیچھے سے ایک شخص نمودار ہوتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں یہ بندوق ہے۔ وہ انگشتری کا مطالبہ کرتا ہے خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ کیوں۔ لیکن ہوا ایسا ہی ہوگا۔ مسٹر ڈگلس نے وہ انگشتری دیدی۔ تو یا تو عمداً یا ہاتھا پائی میں۔ ممکن ہے کہ ڈگلس نے وہ ہتوڑا اٹھایا ہو

جو فرش پر پڑا تھا۔ اس نے ڈگلس کو اس طرح قتل کیا۔ اس نے اپنی بندوق یہیں ڈال دی اور اس کے ساتھ یہ نرالا کارڈ بھی جس پر و۔ و۔ ۳۴۱، لکھا تھا۔ خدا جانے اس کے کیا معنی ہیں۔ اس کے بعد وہ کھڑکی میں سے نکل خندق میں جا کودا۔ اور یہ اس وقت جب کہ مسٹر بارکر اس کی تفتیش کر رہے تھے۔ کہئے مسٹر ہومز کیا رائے ہے؟"

"بہت ہی دلچسپ لیکن ذرا یقین آنے والی نہیں"

"اجی حضرت۔ اس کے علاوہ جو کچھ ہو وہ تو اس سے بھی کمتر درجہ کا ہے ورنہ یہ بھی مہمل ہوتا" میک ڈانل جوش میں آکر بولے "متوفی کو کسی نہ کسی نے مارا۔ اور چاہے وہ کوئی ہو، میں آپ کے سامنے یہ ثابت کر سکتا ہوں کہ مارنے کے اور بھی طریقے ممکن تھے۔ اس کے کیا معنی کہ وہ اپنے بچاؤ کی صورتوں کو اس طرح مسدود کر دیتا ہے؟ اور پھر اس نے یہ شور مچانے والی ہی بندوق کیوں استعمال کی جب کہ خاموشی اس کے لئے بہترین حفاظت تھی؟ آئیے مسٹر ہومز۔ رہنمائی کیجئے کیوں کہ آپ وہائٹ میسن کے نظریہ کو تو تسلیم نہیں کرتے"

ہومز اس طویل مکالمہ کے دوران میں نہایت غور سے تمام الفاظ کو سن اور سمجھ رہے تھے۔ ان کی آنکھیں دائیں بائیں برابر پڑتی تھیں اور ان کے ماتھے پر شکن تھی۔ کہنے لگے:

"مسٹر میک! ایک نظریہ قائم کرنے کے لئے تو مجھے ابھی اور مصالحہ کی ضرورت ہے (لاش پر جھک کر) یہ زخم تو واقعی نہایت دہشت انگیز ہیں۔ کیا خانساماں تھوڑی دیر کے لئے آسکتا ہے۔ آمس! میرا خیال ہے کہ مسٹر ڈگلس کے بازو پر تم نے یہ غیر معمولی علامت یعنی ایک دائرے میں مثلث کو بارہا دیکھا ہوگا۔"

"جی ہاں، بارہا دیکھا ہے۔"

"تم کو اس کا کبھی پتا نہ لگا کہ اس کے معنی کیا ہیں؟"

"نہیں جناب"

"جب وہ بنایا گیا ہوگا تو بہت ہی تکلیف ہوئی ہوگی۔ بلاشبہ یہ جلا کر بنایا گیا ہے۔ آمس، میں دیکھتا ہوں کہ مسٹر ڈگلس کے جبڑے کی ہڈی پر پلاسٹر کا ایک ٹکڑا ہے۔ تم نے کبھی ان کی زندگی میں اس کو دیکھا؟"

"جی ہاں۔ کل داڑھی مونڈنے میں یہ ذرا سا کٹ گیا تھا۔"

"تمھاری دانست میں اس سے پیشتر کبھی داڑھی مونڈتے وقت ان سے ایسا ہوا؟"

"ادھر تو مدت سے میں نے نہیں دیکھا"

"خیال آفریں" ہومز نے کہا۔ "ممکن ہے کہ یہ محض اتفاق ہو یا اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ حالتِ سکون میں نہ تھے اور ان کو خطرہ کا اندیشہ تھا۔ کل ان کے برتاؤ میں تم نے کوئی بات خلافِ معمول دیکھی؟"

"مجھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ جوش سے بھرے ہوئے اور بے چین تھے۔"

"ہاں تو اس سے یہ معلوم ہوا کہ یہ حملہ بالکل غیر متوقع نہیں تھا۔ تو ہم نے ایک قدم ترقی کی۔ کیوں جناب؟ مسٹر میک تو اب جرح آپ کر لیجیے۔"

"نہیں جناب آپ ہی کے ہاتھوں ہونا بہتر ہے۔"

"اچھا تو اب ہم اس کارڈ و و۔ ۳۴۱ پر آتے ہیں۔ یہ ایک کھردرا مقویٰ ہے۔ کیا اس طرح کا کوئی مقویٰ گھر میں ہے؟"

"میرے خیال میں تو نہیں"

ہومز میز تک آئے اور تھوڑی سی روشنائی ہر بوتل سے لے کر جاذب پر ڈالی اور کہنے لگے۔

"یہ اس کمرے میں نہیں لکھا گیا ہے۔ یہ سیاہ روشنائی ہے اور اس کی روشنائی نیل گوں ہے۔ یہ تحریر ایک موٹے قلم کی ہے اور یہاں باریک ہیں۔ نہیں میں یہی کہوں گا کہ یہ باہر کہیں لکھا گیا۔ آمس کیا تم اس تحریر سے کچھ سمجھے۔؟"

"نہیں حضرت کچھ بھی نہیں۔"

"مسٹر میک! آپ کیا خیال کرتے ہیں؟"

"مجھے تو اس میں کسی خفیہ انجمن کا پتا معلوم ہوتا ہے اور یہ غالباً وہی انجمن ہے جس کا نشان بازو پر بنا ہوا ہے۔"

"میرا بھی یہی خیال ہے" وہائٹ میسن نے کہا

"اچھا تو اس کو اصول کا رمان کر یہ دیکھنا چاہیئے کہ ہماری دقتیں کس حد تک دور ہو جاتی ہیں۔ اس کو یوں سمجھئے کہ اسی انجمن کا ایک گماشتہ اس مکان میں آتا ہے، مسٹر ڈگلس کا انتظار کرتا ہے، اپنے ہتھیار سے ان کا سر تقریباً اُڑا دیتا ہے اور پھر خندق تیر کے نکل جاتا ہے اور ایک کارڈ مقتول کے پاس چھوڑ جاتا ہے جس کا اخباروں میں ذکر ہونے سے دیگر ممبران انجمن سمجھ جائیں کہ بدلہ لے لیا گیا یہاں تک تو سب مربوط ہے لیکن سب ہتھیاروں میں سے صرف اسی بندوق کو کیوں انتخاب کیا؟"

"ہاں یہی تو؟"

"اور یہ گم شدہ انگشتری کیا معنے؟"

"بالکل ٹھیک"

"اور اب تک کوئی گرفتاری کیوں نہیں ہوئی؟ دو بج چکے ہیں۔ میں یہ فرض کئے لیتا ہوں کہ چالیس میل کے اندر اندر ہر کانسٹبل صبح سے ایک بھیگے آدمی کی تلاش میں ہے؟"

"جی ہاں درست ہے"

"تو اس صورت میں، بشرطیکہ کوئی اس کاٹھ کا نا قریب نہ ہو۔ اور اس نے کپڑے بدل نہ لئے ہوں، اس کا گرفتار ہو جانا یقینی ہے اور اس پر بھی ابھی تک وہ ہاتھ نہیں آیا ہے"

ہومز اب کھڑکی تک پہنچ گئے تھے اور اپنے عدسہ سے خون کے داغ کو دیکھ رہے تھے۔ کہنے لگے :

"یہ صاف جوتے کا نشان معلوم ہوتا ہے۔ یہ چوڑا بھی خاصہ ہے۔ کچھ باہر کی طرف معلوم ہوتا ہے۔ عجیب بات ہے۔ اس کیچڑ بھرے کونے میں جو نشانات ہیں ان کو دیکھتے ہوئے یہ گمان ہوتا ہے کہ یہ نشان کسی خوشنما توے کا ہے۔ کچھ بھی ہو ہے ذرا دھندلا سا۔ اس بغلی میز کے نیچے کیا ہے؟"

"مسٹر ڈگلس کے ڈمبل" آمس نے جواب دیا۔

"ڈمبل۔ ایں یہ تو ایک ہے۔ دوسرا کہاں ہے؟"

"مسٹر ہومز! میں نہیں جانتا۔ ممکن ہے ایک ہی ہو۔ میں نے تو مہینوں سے نہیں دیکھے"

"ایک ہی ڈمبل ——" ہومز نے متانت سے کہا۔

لیکن دروازے پر کی دستک نے ان کے کلام کو قطع کر دیا۔ ایک دراز قد، سال خوردہ فراست آثار، صاف استردہ شخص نے ہم پر نظر ڈالی۔ میں نے بلا دقت کے پہچان لیا کہ یہ سیسل بارکر ہیں جن کی نسبت میں سن چکا تھا۔ ان کی تیز نظر آنکھیں ہم سب پر یکے بعد دیگرے متجسسانہ پڑ رہی تھیں کہنے لگے :

"معاف کیجئے گا۔ آپ کی مشاورت میں خلل انداز ہوا۔ لیکن آپ کو تازہ ترین خبر سناتا ہوں"

"کوئی گرفتاری؟"

"ایسی قسمت کہاں۔ لیکن اس کی بائیسکل ملی ہے وہ کم بخت اس کو چھوڑتا گیا آیئے! اس پر ایک نظر ڈالیئے ہیں دروازے سے سو قدم پر ہے۔"

ہم پہونچے تو دیکھا کہ تین چار سائیس اور چند بے فکرے کھڑے ایک بائیسکل کو دیکھ رہے ہیں جس کو سدا بہار کی جھاڑیوں میں سے جہاں وہ چھپی تھی نکال کر باہر ڈال دیا گیا تھا۔ وہ رَج کے کارخانے کی بنی مستعملہ بائیسکل تھی، اس کی حالت سے معلوم ہوتا تھا کہ اس پر سفر بہت کیا گیا ہے۔ ایک خورجی بھی تھی جس میں پیچ بند اور تیل کی کُپّی بھی تھی۔ لیکن مالک کا کوئی نشان نہ تھا۔

"اگر ان سب کی رجسٹری ہو کر نمبر اندازی ہو جائے تو پولس کو بے انتہا مدد ملے" انسپکٹر نے کہا "لیکن ہم کو جتنا معلوم ہے وہی غنیمت ہے۔ اگر یہ نہ معلوم ہو سکے کہ گیا کہاں تو غالباً اس کا پتا تو لگ جائے گا کہ وہ آیا کہاں سے تھا؟ لیکن حیرت تو یہ ہے کہ وہ اس کو چھوڑتا کیوں گیا؟ طرہ یہ کہ بغیر اس کے وہ فرار کیسے ہوا؟ مسٹر ہومز، ان باتوں پر تو ذرا سی بھی روشنی پڑتی نہیں معلوم ہوتی۔"

"کیا نہیں معلوم ہوتی۔" میرے دوست نے متفکرانہ کہا "تعجب ہے"

پانچواں باب

اشخاص ڈراما

"مطالعہ خانہ میں آپ جو چاہتے تھے وہ دیکھ لیا؟" وہائٹ میسن نے ہم سے گھر میں پھر داخل ہوتے وقت پوچھا۔

"فی الحال تو دیکھ لیا" انسپکٹر نے کہا اور رہوڈز نے بھی اشارہ کر دیا۔

"تو غالباً اب آپ گھر والوں کے اظہارات سننا چاہیں گے۔ ہم اسی تناول خانے کو استعمال کر سکتے ہیں۔ اچھا آمس تم ہی پہلے آؤ اور بتلاؤ کہ تم کیا جانتے ہو"

خانساماں کا بیان سیدھا سادھا اور صاف تھا۔ اس کے بیان میں صداقت معلوم ہوتی تھی۔ پانچ برس ہوئے جب مسٹر ڈگلس برلسٹون میں آئے تو وہ ملازم ہوا تھا۔ وہ یہ سمجھتا تھا کہ مسٹر ڈگلس ایک امیر آدمی ہیں۔ جنہوں نے امریکہ میں دولت کمائی۔ وہ ایک مہربان اور لحاظ کرنے والے آقا تھے اگرچہ جیسا آمس چاہتا تھا بالکل ویسے تو نہ تھے لیکن خیر یہ خواہش کیسے پوری ہو سکتی ہے۔ اس نے مسٹر ڈگلس میں کبھی خوف کی علامتیں نہیں پائیں بلکہ برخلاف اس کے اس نے اپنے علم میں اس سے بڑھکر نڈر کسی شخص کو نہ پایا۔ وہ ہر رات کو پل اٹھوا دیا کرتے تھے کیوں کہ یہ مکان کی قدیم رسم تھی اور وہ اس کو برقرار رکھنا چاہتے تھے۔ مسٹر ڈگلس شاذ ہی لندن جاتے تھے یا گاؤں سے باہر۔ لیکن واردات سے ایک روز قبل وہ ٹمبرج ویلیس میں کچھ خرید کر رہے تھے اس دن آمس نے مسٹر ڈگلس میں کسی قدر بے چینی اور اضطراب پایا کیوں کہ ان میں بے صبری اور چڑچڑاپن پیدا ہو گیا تھا جو ان کے معمول کے خلاف تھا۔ وہ یعنی آمس اس رات سویا نہ تھا بلکہ مکان کے عقب میں مودی خانے میں چاندی کے ظروف رکھ رہا تھا کہ اس نے بڑے زور سے گھنٹی بجتے سنی۔ اس نے کسی فیر کی آواز نہ سنی تھی لیکن اس کو سنائی بھی نہ دے سکتی تھی۔ کیوں کہ مودی خانہ اور باورچی خانہ بالکل مکان کے عقب پر تھے اور راستے میں کئی بند دروازے اور ایک لمبا رہ گزر حائل تھا۔ خانہ دار اپنے کمرے سے نکل آئی تھی، محض اس گھنٹی کی آواز پر۔ وہ دونوں مکان کے سامنے ساتھ ساتھ گئے تھے۔ جب وہ زینے کے قریب پہنچے تو اوپر سے مسز ڈگلس کو اترتے [دیکھا]۔ ان میں کوئی تعجیل نہ تھی اور نہ کوئی خاص اضطراب نظر آیا۔ جب وہ زینے سے

اُتر آئیں تو مطالعہ خانے میں سے مسٹر بارکر نکلے۔ اُنھوں نے مسز ڈگلس کو روک دیا اور التجا کی کہ وہ لوٹ جائیں۔ کہنے لگے:

"خدا کے واسطے اپنے کمرے میں لوٹ جایئے۔ جیک بے چارے نے رحلت کی آپ کچھ نہیں کر سکتیں۔ خدا کے واسطے لوٹ جایئے۔"

اس طرح کی ترغیب کے بعد مسز ڈگلس واپس گئیں۔ وہ چلائیں نہیں اور نہ اُنھوں نے نالہ و شیون کیا۔ مسز ایلین ان کو لے کر خواب گاہ میں چلی گئی اور وہیں رہی۔ آمس اور مسٹر بارکر پھر مطالعہ خانے میں آئے۔ جہاں اُنھوں نے سب کچھ ویسا ہی پایا جیسا کہ پولیس نے۔ اس وقت بتّی روشن نہ تھی بلکہ لیمپ جل رہا تھا۔ اُنھوں نے کھڑکی میں سے بھی دیکھا تھا۔ لیکن رات بہت تاریک تھی اور نہ کچھ دکھائی دیتا تھا اور نہ کچھ سنائی دیتا تھا۔ تب وہ دونوں جھپٹ کر کمرے سے باہر نکلے۔ آمس نے بڑھ کر پُل نیچے کیا اور مسٹر بارکر جلدی سے نکل پولیس کو بُلانے گئے۔

یہ تھا خانساماں کی شہادت کا خلاصہ۔

مسز ایلین خانہ دار کا بیان خانساماں کے بیان کی تصدیق تھا۔ اس کا کمرہ مکان سے مودی خانہ کی نسبت جس میں آمس مشغول تھا، زیادہ نزدیک تھا۔ وہ سونے جا رہی تھی کہ اتنے میں زور سے گھنٹی کی آواز آئی۔ وہ ذرا اونچا بھی سنتی تھی۔ غالباً اسی وجہ سے وہ فیر کی آواز نہ سن سکی۔ ویسے بھی مطالعہ خانہ بہت دُور تھا۔ اس کو یاد تھا کہ اس نے ایک آواز سُنی جس کو اس نے دروازہ بند کئے جانے کی آواز سمجھا۔ یہ گھنٹی بجنے سے کوئی آدھ گھنٹہ پہلے کا واقعہ ہے۔ جب مسٹر آمس آئے تو وہ بھی اُن کے ساتھ ہولی مطالعہ خانے سے مسٹر بارکر، زرد رو اور مضطرب نکلے۔ اُنھوں نے مسز ڈگلس کو روک دیا جو زینے پر سے اُتر رہی تھیں۔ اُنھوں نے ان کو واپس ہونے کی رائے دی۔ چنانچہ وہ واپس چلی گئیں۔ لیکن جو کچھ اُنھوں نے کہا وہ سُنا نہ جا سکا۔ اُنھوں نے (مسٹر بارکر) مسز ایلین

سے کہا تھا۔ "ان کو اوپر لے جاؤ۔ ان ہی کے ساتھ رہو۔" چنانچہ وہ ان کو خواب گاہ میں لے گئی اور تسلّی دینا شروع کی۔ وہ بہت پریشان تھیں، تھرتھر کانپ رہی تھیں، لیکن نیچے جانے کا ارادہ نہ کیا۔ وہ آتش دان کے قریب شب پوش، ہاتھوں پر سر جھکائے بیٹھی تھیں، مسز ایلین ان کے ساتھ بہت رات گئے تک رہی باقی جملہ ملازم سو گئے تھے اور ان کو اسی وقت خبر ہوئی جب کہ پولس دروازے پر آ چکی تھی۔ چوں کہ وہ مکان کے بالکل عقب ہی میں سو رہے تھے اس واسطے کچھ سُن بھی نہ سکتے تھے۔

یہاں تک خانہ دار کا بیان تھا جس سے جرح کرنے پر کوئی مزید بات سوائے نوحہ و گریہ اور اظہار تعجب، نہ معلوم ہو سکی۔

مسز ایلین کے بعد مسٹر سیسل بارکر بطور گواہ کے پیش ہوئے۔ گزشتہ رات کے واقعات کے متعلق انھوں نے پولس میں دیئے ہوئے بیان سے زیادہ کچھ نہ کہا۔ ان کی ذاتی رائے یہی تھی کہ قاتل کھڑکی سے بھاگ نکلا ہے۔ ان کے خیال میں خون کا دھبّہ اس کے لئے قطعی اور فیصل قول تھا۔ علاوہ ازیں چوں کہ پل اٹھا ہوا تھا اس کے سوا دوسرا راستہ بھی نہ تھا۔ وہ یہ نہیں بتلا سکتے تھے کہ قاتل کا کیا حشر ہوا، یا اگر وہ بائسکل اس کی تھی تو اس نے چھوڑ کیوں دی۔ وہ خندق میں ڈوبا بھی نہ ہوگا کیوں کہ اس کی گہرائی تین فٹ سے کہیں زیادہ نہیں ہے۔ اپنے ذہن میں وہ قتل کی ایک صورت قائم کئے ہوئے تھے۔ ڈگلس تنہائی پسند تھے اور ان کی زندگی کے چند ابواب ایسے تھے جن پر وہ کبھی گفتگو نہ کرتے تھے۔ وہ جوانی میں آئرلینڈ سے امریکہ چلے گئے تھے۔ وہ خوب پھلے پھولے۔ بارکر کی اُن سے ملاقات کیلی فورنیا میں ہوئی تھی جہاں وہ ایک مقام "بے نی ٹو کے نی آن" میں کان کنی کے کام میں شریک ہو گئے تھے۔ ان کو اچھی خاصی کامیابی ہوئی لیکن دفعتاً ڈگلس اپنا حصّہ بیچ انگلستان چلے آئے۔ اس وقت وہ رنڈوے تھے۔ بارکر نے بھی اپنا روپیہ

سمیٹا اور لندن میں رہنے کے لئے آ گئے۔ اس طرح انھوں نے اپنی دوستی دوبارہ قائم کرلی۔ ڈگلس کو دیکھ کر وہ سمجھ گئے کہ کوئی نہ کوئی خطرہ ان کے پیچھے لگا ہوا ہے اور "کے لی فورنیا" سے ان کی دفعتاً روانگی اور پھر انگلستان کے ایک خاموش مقام میں سکونت پزیری کو وہ ہمیشہ اس خطرہ سے ملحق سمجھا کئے۔ ان کا خیال تھا کہ کوئی خفیہ انجمن، کوئی بے رحم جماعت ڈگلس کے سراغ میں تھی، اور جس کو بغیر ڈگلس کے قتل کے دوسری طرح چین آتا نہ معلوم ہوتا تھا۔ اُن کی بعض باتوں سے ایسا ہی مترشح ہوتا تھا۔ اگرچہ اُنھوں نے کبھی اس جماعت کا نام ونشان نہ بتایا اور نہ یہ بتایا کہ اُنھوں نے اِن کا کیا قصور کیا تھا۔ وہ صرف اتنا سمجھتے تھے کہ کارڈ کا راز اس خفیہ انجمن سے کسی نہ کسی طرح وابستہ ہے۔

"آپ "کے لی فورنیا" میں ڈگلس کے ساتھ کتنے عرصے رہے؟" انسپکٹر میک ڈانل نے دریافت کیا۔

"کل پانچ برس"

"آپ کہتے ہیں کہ وہ ناکتخدا تھے"؟

"رنڈوے تھے"؟

"آپ نے کبھی سنا کہ ان کی پہلی بیوی کہاں کی تھیں؟"

"نہیں۔ مجھے یاد ہے کہ وہ ذکر کرتے تھے کہ ان کی بیوی سوئیڈن نسل کی تھیں۔ میں نے ان کی تصویر دیکھی ہے۔ وہ بہت خوب صورت عورت تھیں۔ ان کا انتقال میری ملاقات سے ایک سال قبل بہ عارضہ میعادی بخار ہوگیا تھا۔

"آپ ان کے ماضی کو امریکہ کے کسی خاص حصے کے ساتھ مختص نہیں کرتے؟"

"وہ شکاگو کا اکثر ذکر کیا کرتے تھے۔ اس شہر سے وہ بخوبی واقف تھے اور وہاں اُنھوں نے کام بھی کیا تھا۔ وہ کوئلہ اور لوہے کے اضلاع کا بھی ذکر کیا کرتے

تھے۔ اُنھوں نے اپنے زمانے میں سفر بہت کیا تھا۔"

"کیا وہ سیاست داں تو نہیں تھے؟ کیا اس خفیہ انجمن کو سیاست سے تو کوئی تعلق نہیں تھا؟"

"سیاست سے ان کو کوئی رغبت نہ تھی۔"

"آپ کے خیال میں وہ جرائم پیشہ تو نہیں تھے۔"

"میری نظر سے تو ایسا بے لوث آدمی نہیں گزرا"

"ان کی 'کے لی فورنیا' کی زندگی میں کوئی انوکھی بات تو نہ تھی۔"

"وہ ہماری ہی کان پر کام کرنا اور وہیں رہنا زیادہ پسند کرتے تھے۔ ان کا بس چلتا تو وہ کبھی دوسرے آدمیوں کے ساتھ جا کر کام نہ کرتے۔ اس سے مجھے خیال ہوا کہ کوئی شخص ان کے پیچھے لگا ہوا ہے۔ جب وہ یوں دفعتاً یورپ چلے گئے تو میرے خیال میں تقویت ہوگئی۔ میرے نزدیک ان کو کسی قسم کی اطلاع مل چکی تھی۔ ان کے آنے کے ایک ہفتہ ہی بعد کوئی نصف درجن آدمی ان کی تلاش میں آئے۔"

"کس قسم کے آدمی؟"

"وہ تو عجیب مہیب شکل کے آدمی تھے۔ وہ کان تک آئے اور پوچھنے لگے کہ وہ کہاں ہیں۔ میں نے کہا کہ وہ یورپ چلے گئے ہیں اور مجھے نہیں معلوم کہ کہاں گئے ہیں اور کہاں ملیں گے۔ ان کے بشرے سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ ان کی نیت میں فساد تھا۔"

"کیا یہ امریکن تھے یعنی 'کے لی فورنیا' کے۔"

"میں کے لی فورنیا والوں کو تو نہیں جانتا۔ تھے تو وہ سب کے سب امریکن لیکن وہ کان کن نہیں تھے۔ مجھے یہ بھی نہیں معلوم کہ وہ تھے کیا۔ ان کے دفع ہونے سے میں بہت خوش ہوا۔"

"اس کو چھ برس ہوئے ؟"

"قریب ساٹھ کے۔"

"اور آپ کے لی فورنیا میں پانچ برس ساتھ رہے تو اس کے یہ معنے ہوئے کہ اس قصہ کو کم از کم گیارہ برس گزرتے ہیں۔"

"جی ہاں"

"واقعی یہ ایک زبردست قضیہ ہوگا جس کو اتنی مدت تک اس قدر شدّت کے ساتھ جاری رکھا۔ اس کا سبب بھی کچھ ایسا ویسا نہ ہوگا۔"

"میرا خیال ہے کہ اس کا اثر ان پر تمام عمر رہا۔ وہ کبھی اس سے غافل نہ تھے۔"

"لیکن اگر کسی شخص کو معلوم ہو کہ اس کے لئے خطرہ ہے اور اس کی نوعیت سے بھی واقف ہو تو کیا آپ کے خیال میں وہ حفاظت کے لئے پولیس کی مدد نہ حاصل کرے گا ؟"

"ممکن ہے کہ ایسا خطرہ ہو جس سے حفاظت نہ کی جا سکتی ہو۔ ایک بات آپ کو ضرور معلوم ہونی چاہیئے اور وہ یہ کہ وہ ہمیشہ مسلّح رہتے تھے۔ ان کی جیب سے تپنچہ کبھی باہر نہیں رہتا تھا۔ لیکن بد قسمتی سے وہ اس وقت شب پوش تھے اور تپنچہ خواب گاہ میں رہ گیا تھا۔ جب پل اٹھ جاتا تو میرے خیال میں وہ اپنے آپ کو محفوظ سمجھتے تھے۔"

میک ڈانل نے کہا۔ "میں ذرا ان تاریخوں کو زیادہ وضاحت سے معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ ڈگلس کو کے لی فورنیا چھوڑے چھ برس ہوئے آپ ان کے ایک برس بعد آئے۔ کیوں جناب ؟"

"جی ہاں"

"ان کی شادی کو پانچ برس ہوئے۔ تو آپ ان کی شادی کے وقت ہی آئے ہوں گے ؟"

"کوئی ایک مہینہ قبل۔ میں ہی ان کا شہبالا بنا تھا۔"

"کیا شادی سے پہلے آپ مسز ڈگلس سے بھی واقف تھے ؟"

"نہیں تو۔ میں انگلستان سے دس برس تک باہر رہا۔"

"لیکن اس وقت سے اب تک تو خوب ملاقات بڑھ گئی ہوگی ؟"

بارکر نے اب سراغ رساں پر ایک تیز نظر ڈالی اور جواب دیا :

"اس وقت سے میں نے ان کے شوہر سے بہت ملاقات بڑھائی تھی اور اگر ان سے بھی ملاقات رہی تو اس کا سبب یہ ہے کہ آپ کسی شخص سے بغیر اس کی بیوی سے ملے ہوئے تعلقات زیادہ نہیں پیدا کر سکتے۔ اگر آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ کوئی تعلق...."

"جناب میں کچھ خیال نہیں کرتا۔ میرا فرض ہے کہ ہر اس امر کی تحقیقات کروں جو مقدمہ زیر بحث سے تعلق رکھتا ہو۔ لیکن میرا منشاء ناراض کرنے کا نہیں ہے۔"

"بعض تحقیقاتیں تو یقیناً دل فگار ہوتی ہیں" بارکر نے اس فقرے کو ذرا غصے سے ادا کیا۔

"ہم تو صرف واقعات کے طالب ہیں اگر وہ صاف ہو جائیں تو اس میں آپ ہی کا فائدہ ہے اور ہر شخص کا فائدہ ہے۔ ہاں تو کیا مسٹر ڈگلس آپ کی اس دوستی کو پسند کرتے تھے ؟"

بارکر اب زرد پڑ گئے اور ان کے بڑے اور مضبوط ہاتھ آپس میں ملنے لگے بولے۔

"آپ کو ان سوالات کے پوچھنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اس کو معاملہ زیر تحقیق سے کیا علاقہ ؟"

"میں پھر وہی سوال کرتا ہوں۔"

"میں جواب دینے سے انکار کرتا ہوں۔"

"آپ انکار کر سکتے ہیں لیکن آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ آپ کا انکار خود ایک جواب ہے۔ اگر کوئی بات چھپانے کی نہ ہوتی تو آپ انکار نہ کرتے۔"

بارکر ایک لمحہ کے لئے ساکت ہو گئے۔ چہرے سے عزم ظاہر تھا۔ کالی اور گھنی ابروئیں آپس میں مل گئی تھیں۔ انھوں نے اب گردن اٹھائی اور مسکراتے ہوئے کہنے لگے:

"خیر آپ حضرات صرف اپنے فرض کو انجام دے رہے ہیں۔ اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ اس میں سدِّ راہ ہوں۔ لیکن آپ سے میں صرف یہ درخواست کروں گا کہ خدارا مسز ڈگلس کو اس معاملہ میں پریشان نہ کیجئے۔ ان پر پہلے ہی سے کیا کم مصیبت ہے۔ میں آپ کو یہ بتلا دینا چاہتا ہوں کہ مسٹر ڈگلس میں اگر کوئی عیب تھا تو وہ بھی ان کا ارتباط تھا۔ ان کو مجھ سے بہت انس تھا۔ اس سے بڑھکر کوئی شخص اپنے دوست کا مونس نہیں ہو سکتا تھا اور ان کو اپنی بیوی سے بھی عشق تھا۔ وہ میرا آنا پسند کرتے تھے اور ہمیشہ بلاتے ہی رہتے تھے۔ اس پر بھی اگر ان کی بیوی سے میں کبھی باتیں کر لیتا یا کوئی اشارہ ہم دونوں میں ہو جاتا تو رقابت کی ایک آگ اس کے سینے میں بھڑک اٹھتی اور وہ فوراً ہی بے قابو ہو کر نہ جانے کیا سے کیا کہنے لگتے۔ اسی بنا پر ایک سے زائد مرتبہ میں نے نہ آنے کی قسم کھالی۔ لیکن وہ مجھکو خوشامدانہ اور ندامت سے بھرے خط لکھتے کہ مجھکو آنا پڑتا۔ لیکن حضرات آپ اس کو اچھی طرح سے سمجھ لیجئے کہ کسی شخص کی بیوی ایسی وفادار نہیں ہو سکتی تھی اور یہ بھی یاد رکھئے کہ مجھ سے بڑھکر کوئی ان کا غمخوار بھی نہ تھا۔"

بارکر نے اس کو جوش و خروش کے ساتھ ادا کیا۔ لیکن اس پر بھی انسپکٹر

میک ڈانل نے اس کا ذکر نہ چھوڑا۔ چنانچہ کہنے لگے:

"آپ کو معلوم ہے کہ مقتول کی انگلی سے انگشتری اتار لی گئی ہے"

"معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے"

"معلوم ہونے سے آپ کا کیا مطلب؟ آپ کو معلوم ہے کہ یہ واقعہ ہے!"

اس پر وہ ذرا پراگندہ خاطر ہوئے۔

"جب میں نے معلوم ہونا کہا تو میرا مطلب یہ تھا کہ ممکن ہے خود انھوں نے اتار لی ہو"

"صرف یہی واقعہ کہ انگشتری اتاری گئی یہ اشارہ کرتا ہے، عام اس سے کہ کس نے اتاری، کہ شادی اور قتل باہم مربوط ہیں۔ کیوں جناب؟"

بارکر نے ایک پھریری لی۔ جواب دیا۔

"میں اس کے سمجھنے کا دعویٰ نہیں کرتا کہ اس میں کیا اشارہ ہے۔ لیکن اگر اس سے آپ کا یہ مطلب ہے کہ آپ اس خاتون کی عفت پر کسی طرح کا داغ لگائیں (اب ان کی آنکھیں چمک اٹھیں اور بظاہر بڑی دقت سے اُنھوں نے اپنے جذبات پر قابو پایا) تو میں بس اتنا ہی کہتا ہوں کہ آپ بالکل غلط راستے پر جا رہے ہیں"

"میرے خیال میں فی الحال آپ سے جو پوچھنا تھا دریافت کر چکے" انسپکٹر نے ذرا سرد مہری سے کہا۔

شرلک ہومز بول اٹھے "ایک ذرا سی بات رہ گئی ہے۔ جب آپ کمرے میں داخل ہوئے تو صرف ایک شمع میز پر جل رہی تھی کیوں جناب؟"

"جی ہاں"

"اس کی روشنی سے آپ کو معلوم ہوا کہ کوئی سانحہ ہوا ہے"

"بالکل درست"

"آپ نے فوراً مدد طلب کی"

"جی ہاں"

"اور مدد فوراً پہنچ گئی ؟"

"منٹ دو منٹ میں"

"تاہم جب وہ لوگ آئے تو انھوں نے شمع کو گل پایا اور لمپ جلتا دیکھا۔ یہ تو کچھ عجیب سی بات ہوئی"

پھر بارکر ذرا گھبرائے سے ایک لمحہ کے بعد بولے :

"مجھے تو عجیب نہیں معلوم ہوتی۔ شمع کی روشنی بہت دھیمی تھی میرا پہلا خیال تیز روشنی کا تھا۔ میز پر لمپ رکھا تھا اس لئے میں نے روشن کر دیا"

"اور شمع گل کر دنی ؟"

"جی ہاں"

شرلک ہومز نے مزید سوالات نہ کئے اور بارکر ہم میں سے ایک دوسرے کے منہ تکتے ہوئے اُٹھے اور کمرے سے باہر چلے گئے۔ ان کی نگاہوں سے مجھے تمرد اور عناد معلوم ہوتا تھا۔

انسپکٹر میک ڈانل نے ایک رقعہ مسز ڈگلس کے پاس بھیجا کہ وہ ان سے ملنا چاہتے ہیں لیکن مسز موصوف نے کہلا بھیجا کہ وہ خود تناول خانے میں آکر ملیں گی چنانچہ اب وہ داخل ہوئیں۔ وہ دراز قد اور خوب صورت عورت تھیں۔ عمر ان کی کوئی تیس برس کی ہوگی۔ خود داری اور تکلف حد درجے کا تھا۔ میں نے اپنے ذہن میں جو حسرت ناک اور پریشان حال نقشہ ان کا کھینچا تھا اس سے بہت مختلف نظر آئیں۔ یہ سچ ہے کہ ان کے چہرے پر زردی تھی اور طبیعت گری ہوئی معلوم ہوتی تھی لیکن ان کے انداز میں متانت تھی اور ان کا وہ خوش وضع ہاتھ جو میز پر رکھا تھا۔ اتنا ہی قابو میں تھا جتنا کہ میرا۔ ان کی غمگین اور التجاؤں بھری

آنکھیں ہم سب پر متجسسانہ پڑھ رہی تھیں۔ وہ سائلانہ انداز فوراً تقریر کی صورت میں بدل گیا۔ پوچھنے لگیں:

"آپ نے اب تک کچھ پتا لگایا"

میں نے سمجھا کہ بجائے اُمید کے ان کے لہجہ میں خوف کا شائبہ تھا۔ شاید میرے تخیل نے یہ تصرف کیا ہو۔ مگر مجھے محسوس ضرور ہوا۔

انسپکٹر نے جواب دیا:

"ہم نے ہر ممکن کارروائی کی ہے۔ آپ مطمئن رہیں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کیا جائے گا۔"

"روپیہ کا ہرگز خیال نہ کیجئے۔ میری خواہش ہے کہ ہر ممکن کوشش کی جائے۔"

اس مرتبہ ان کے لہجہ میں کچھ لکنت تھی۔

"غالباً آپ ہم کو کچھ بتا سکتی ہیں جس سے معاملہ پر روشنی پڑ سکے۔"

"مجھے خوف ہے کہ نہیں بتا سکتی۔ لیکن جو کچھ مجھے معلوم ہے آپ کو بتلا سکتی ہوں۔"

"مسٹر بارکر سے ہم نے سُنا کہ آپ نے درحقیقت دیکھا نہیں یعنی آپ نے اس منحوس کمرے میں قدم تک نہیں رکھا۔"

"جی نہیں۔ اُنھوں نے مجھکو زینے ہی سے واپس کر دیا اور اپنے کمرہ میں جانے کی درخواست کی۔"

"بجا ہے۔ آپ نے فیر کی آواز سُنی اور فوراً نیچے آئیں۔"

"میں نے پہلے لبادہ پہنا اور پھر نیچے آئی۔"

"فیر کی آواز سننے سے کتنے دیر بعد آپ کو مسٹر بارکر نے زینے پر روکا۔"

"دو منٹ گزرے ہوں گے۔ ایسے اوقات میں وقت کا کیا خیال رہ سکتا ہے اُنھوں نے میری خوشامد کی کہ میں نہ جاؤں۔ اُنھوں نے مجھے یقین دلایا کہ میرے

گئے کچھ نہ ہوگا۔ پھر مسز ایلن مجھے اوپر لے گئیں۔ مجھے تو یہ سب ایک خوفناک خواب معلوم ہوا۔"

"کیا آپ ہم کو بتا سکتی ہیں کہ آپ کے آواز سننے سے کتنی دیر پہلے آپ کے شوہر نیچے چلے گئے تھے؟"

"نہیں میں نہیں بتا سکتی۔ وہ اپنے لباس بدلنے گئے تھے اور میں نے ان کو جاتے نہیں سنا۔ وہ ہر رات گھر کا چکر لگایا کرتے تھے۔ کیوں کہ وہ آگ سے ہمیشہ ڈرتے تھے۔ صرف یہی ایک چیز تھی جس سے وہ گھبرایا کرتے تھے۔"

"ہم بھی اسی بات کی طرف آرہے تھے۔ آپ اپنے شوہر سے انگلستان ہی میں ملیں۔ کیوں جناب؟"

"جی ہاں۔ ہماری شادی کو پانچ برس ہوئے۔"

"کیا آپ نے ان سے امریکہ کی نسبت کوئی ایسی بات سنی جس سے معلوم ہو سکتا کہ ان کے لئے کوئی خطرہ ہے؟"

مسز ڈگلس نے جواب دینے سے پہلے خوب سوچا بالآخر بولیں:

"ہاں۔ میں نے ہمیشہ محسوس کیا کہ ان کو کسی نہ کسی خطرے کا اندیشہ تھا۔ انھوں نے مجھ سے تذکرہ کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس وجہ سے نہیں کہ وہ مجھ پر اعتبار نہیں کرتے تھے بلکہ اس وجہ سے کہ وہ میری طبیعت کو مکدر اور پریشان کرنا نہیں چاہتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ میں اس وہم میں گھل جاتی اس لئے انھوں نے خاموشی ہی اختیار کی۔"

"یہ آپ کو کیسے معلوم ہوا؟"

مسز ڈگلس کے چہرے پر تبسم کی ایک لہر دوڑ گئی۔

"کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی شوہر کسی راز کو عمر بھر چھپائے رہے اور اس عورت کو

جو اس کی عاشق ہو۔ اس کی خبر تک نہ ہو۔ میں نے کئی طرح سے اس کو جانا۔ اپنی امریکی زندگی کی بابت گفتگو کرنے سے انکار نے مجھے اس کی خبر دی۔ ان کی چند احتیاطوں نے مجھے اس کی اطلاع دی، ان کے بعض کلمات نے اس کی طرف اشارہ کیا۔ وہ جس طرح غیر متوقع اجنبیوں کو بہ غور دیکھا کرتے تھے۔ اس سے میں نے پتا لگایا۔ مجھے اس کا کافی یقین تھا کہ ان کے دشمن بہت طاقتور ہیں اور ان کو اس کا پورا پورا احساس تھا کہ ان کے دشمن ان کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ وہ ہمیشہ ان سے بچنے کی فکر میں ہوشیار رہتے تھے۔ مجھے اِس کا اس درجہ یقین تھا کہ برسوں سے جب کبھی وہ معمول سے دیر کر کے آتے تو میں پریشان ہو جاتی۔"

اب ہومز بولے:

"کیا میں دریافت کر سکتا ہوں کہ وہ الفاظ کیا تھے جن کی طرف آپ کی توجہ مبذول ہوئی۔"

"وادیٔ خوف، جب میں ان سے پوچھتی تو وہ اسی کا نام لیتے اور کہا کرتے کہ میں وادیٔ خوف میں رہ چکا ہوں اور ابھی تک اس سے باہر نہیں نکلا۔ میں پوچھتی کہ کیا ہم کبھی اس سے باہر نہیں نکلیں گے۔ وہ جواب دیتے کہ کبھی کبھی میں خیال کرتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ کبھی نہ نکلیں گے۔"

"آپ نے اُن سے یہ تو پوچھا ہو گا کہ وادیٔ خوف سے ان کی کیا مراد تھی؟"

"میں نے یقیناً پوچھا تھا۔ لیکن ان کے چہرے کا رنگ اُڑ جاتا، سر ہلایا کرتے اور کہتے "یہی غنیمت ہے کہ ہم میں سے ایک اس کا مزا چکھ چکا ہے۔ بس کافی ہے۔ خدا نہ کرے اس کا سایہ بھی کبھی تم پر پڑے۔ وہ کوئی نہ کوئی حقیقی وادی تھی اور وہاں کوئی سانحہ ہوش ربا پیش آیا تھا۔ اس کا تو مجھے یقین ہے۔ لیکن اس سے زیادہ میں کچھ نہیں بتلا سکتی۔"

"کیا اُنھوں نے کبھی کوئی نام نہیں لئے تھے ؟"

"لئے تھے۔ ایک مرتبہ بخار میں ان کو ہذیان ہو گیا تھا۔ تین برس ہوئے۔ جب کہ اُن کو شکار میں ایک حادثہ پیش آیا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ اس وقت ان کی زبان پر ایک نام بار بار آتا تھا۔ وہ غصہ اور دہشت کے لہجہ میں کہا کرتے تھے " میک گنٹی نام تھا۔ سالار میک گنٹی۔ جب وہ اچھے ہو گئے تو میں نے ان سے پوچھا کہ میک گنٹی کون تھا اور کس کا سالار تھا۔ اُنھوں نے جواب دیا خدا کا شکر ہے کہ میرا نہیں تھا۔ اس کے علاوہ وہ اور کچھ نہ کہتے۔ لیکن سالار میک گنٹی اور وادی خوف میں کوئی تعلق ضرور ہے۔"

انسپکٹر میک ڈانل نے کہا :

"ایک بات اور رہ گئی۔ آپ مسٹر ڈگلس سے لندن کے ایک اقامت خانے میں ملی تھیں نا۔ اور اسی وقت آپ ان سے منسوب ہو گئیں۔ کیا اس شادی میں کوئی فسانہ کوئی بات خفیہ یا پُر اسرار تھی ؟"

"رومان تو ضرور تھی اور رومان کب نہیں ہے۔ البتہ کوئی پُراسرار بات نہیں تھی"

"ان کا کوئی رقیب تو نہیں تھا ؟"

"نہیں۔ میں بالکل آزاد تھی۔"

"آپ نے تو سنا ہی ہوگا کہ ان کی انگشتری عرصہ سے غائب ہے۔ اس میں آپ کوئی اشارہ پاتی ہیں ؟ فرض کیجئے ان کی اوائل کی زندگی کا کوئی دشمن ان کے پیچھے لگ گیا اور ان کا پتا لگا کے یہ قتل کر گیا تو اس کے انگشتری لے جانے کے کیا اسباب ہو سکتے ہیں ؟"

میں قسم کھانے کے لئے تیار ہوں کہ ایک لمحہ کے لئے اس کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔ جواب میں کہنے لگی :

"میں واقعی نہیں بتلا سکتی۔ یہ درحقیقت ایک عجیب بات ہے۔"

"خیر اب ہم آپ کو زیادہ تکلیف نہیں دینگے اور ہم کو افسوس ہے کہ ہم نے ایسے وقت میں آپ کو اتنی تکلیف دی۔ اور بھی باتیں ہیں۔ لیکن جب وہ پیدا ہوں گی تو آپ سے دریافت کرلیں گے۔"

وہ اُٹھیں اور مجھے پھر محسوس ہوا کہ وہ ہم پر ایک تیز سائلانہ نظر ڈال رہی ہیں گویا کہ ان کی آنکھیں زبان حال سے یہ کہہ رہی ہیں کہ "میری شہادت نے تمھارے اوپر کیا اثر پیدا کیا"۔ اس کے بعد وہ کمرے سے چلی گئیں۔

ان کے چلے جانے کے بعد جب دروازہ بند ہو گیا تو انسپکٹر میک ڈانل ذرا سوچ کے کہنے لگے:

"ہے تو واقعی بڑی خوب صورت یہ شخص بارکر نامی یہاں بہت آتا جاتا ہے۔ وہ ایک ایسا آدمی ہے کہ ایک عورت اسے پسند کرسکتی ہے۔ اس کو اقرار ہے کہ متوفی میں رقابت کا خیال تھا اور بہت ممکن ہے کہ اس کے پاس اس رقابت کا کوئی قوی سبب ہو۔ پھر یہ عروسی انگشتری رہی جاتی ہے۔ اس کو آپ کیسے چھوڑ سکتے ہیں۔ ایک شخص جو ایک مردہ کے ہاتھ سے انگشتری اُتارتا ... کہئے مسٹر ہومز، آپ کی کیا رائے ہے؟"

میرے دوست ہاتھوں پر سر رکھے اپنے خیال میں مستغرق تھے۔ اب وہ اُٹھے اور گھنٹی بجائی۔ جب خانساماں آیا تو اس سے پوچھا:

"اس وقت مسٹر بارکر کہاں ہیں؟"

"دیکھتا ہوں"

ایک لمحہ بعد واپس آکے اس نے کہا کہ مسٹر بارکر باغ میں ہیں۔

"اچھا آمس کیا تم کو یاد ہے کہ گزشتہ رات کو جب تم مطالعہ خانے میں مسٹر بارکر سے آکر ملے تو ان کے پیروں میں کیا چیز تھی؟"

"جی ہاں مجھکو یاد ہے۔ وہ اس وقت فرشی جوتیاں پہنے تھے۔ جب وہ پولس

کو بلانے گئے تو میں نے ان کو بوٹ لا کر دیا۔

"جوتیاں اب کہاں ہیں ؟"

"وہ ابھی تک ہال میں کرسی کے نیچے ہیں ؟"

"بہت خوب۔ دیکھو ہمارے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ ہم کو معلوم ہو کہ کون سے نشان مسٹر بارکر کے جوتے کے ہیں اور کون سے دوسروں کے"

"جی ہاں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں نے دیکھا تھا کہ وہ جوتیاں خون آلود تھیں چنانچہ میری بھی ہو گئی تھیں"

"کمرے کی حالت کا لحاظ کرتے ہوئے یہ قدرتی بات ہے۔ اچھا آمس اب اگر ضرورت ہو گی تو تم کو بلالیں گے"

چند منٹ بعد ہم مطالعہ خانے میں پہنچ گئے۔ ہومز اپنے ساتھ ہال سے فرشی جوتیاں بھی لیتے آئے تھے۔ جیسا آمس نے کہا تھا دونوں کے تلووں میں خون بھرا تھا۔ ہومز کھڑکی کے سامنے کھڑے ہو کر ان کی جانچ کرنے لگے اور کہنے لگے :

"حیرت انگیز واقعی حیرت انگیز ہے"

جھک کے فوراً انھوں نے کھڑکی کے خونی دھبے پر وہ جوتی رکھی۔ وہ پوری پوری بیٹھ گئی۔ وہ اپنے ساتھیوں پر زیر لب ہی مسکراتے رہے۔ انسپکٹر مارے اضطراب کے مبہوت ہو گئے تھے۔ اب بولے تو آواز میں کرختگی تھی :

"اجی حضرت، اس میں ذرا بھی شبہ نہیں۔ بارکر نے کھڑکی پر یہ نشان خود بنایا ہے بوٹوں کے نشان سے بہت چوڑا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ آپ نے کہا تھا کہ یہ کسی پھیلے جوتے کا ہے۔ یہ دیکھئے اس کی تصدیق ہے۔ لیکن اب آپ ہیں کس فکر میں۔ کہئے۔ کونسی فکر ہے؟"

"ہاں فکر کیا ہے ؟" میرے دوست نے غور کے بعد جواب دیا۔

وہائٹ میسن جو خوشی میں آگے ہاتھ ملتے تھے بول اٹھے۔

" دیکھئے میں نہ کہتا تھا کہ یہ نامعقول ہے اور دیکھئے کیسا نامعقول نکلا!"

چھٹا باب

نمود روشنی

ہرسہ سراغ رسانوں کو بہت سی جزئیات کی تحقیقات کرنا تھی اس لئے میں سرائے میں اپنے قیام گاہ چلا آیا۔ لیکن آتے آتے میں مکان کے اطراف اس عجیب دقیانوسی باغ کی سیر کرتا آیا۔ اس کے چاروں طرف بڑے پرانے پرانے "یو" کے درخت عجیب شکلوں میں ترشے ہوئے کھڑے تھے۔ اندر ایک خوب صورت سبزہ زار تھا جس کے وسط میں ایک دھوپ گھڑی تھی۔ اس سب کا اثر کچھ ایسا مفرح اور تسکین دہ تھا کہ میری کسل مند طبیعت کے لئے بسا غنیمت تھا۔ اس پُرامن اور پُرسکون فضاء میں مطالعہ خانے میں فرش پر پڑی ہوئی اُس خون آلودہ لاش کا خیال محو ہو جاتا تھا یا صرف خواب معلوم ہوتا تھا۔ اس پر بھی جب میں اس کے چاروں طرف گشت لگا رہا تھا اور اپنی طبیعت کو تسکین دے رہا تھا۔ تو ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس نے اس واردات کو پھر یاد دلا دیا اور میرے ذہن میں ایک بہت ہی بُرا نقش قائم کر دیا۔

میں نے ابھی ذکر کیا کہ "یو" کے درخت باغ کو گھیرے ہوئے تھے۔ مکان سے اس پار والے کنارے پر وہ ایک مسلسل جھاڑی بن گئے تھے۔ اس جھاڑی کی دوسری طرف، مکان کی طرف سے ہر آنے والے کی نظر سے پوشیدہ ایک پتھر کی نشست تھی۔ جب میں اس کے قریب پہنچا تو مجکو آوازیں سنائی دیں۔ ایک تو ذرا بھاری آواز کسی مرد کی معلوم ہوتی تھی۔ جس کے جواب میں ایک ہنستی ہوئی زنانی آواز سنائی

دبی تھی۔ ایک لمحہ بعد میں جھاڑی کے کنارے پہنچ گیا۔ اور پیشتر اس کے کہ وہ مجھے دیکھیں میری آنکھیں مسز ڈگلس اور بارکر نامی شخص پر پڑیں۔ مسز موصوفہ کی صورت دیکھ کر مجھے بڑی حیرت ہوئی۔ تناول خانے میں وہ سنجیدہ اور متین معلوم ہوتی تھیں۔ اب رنج کا شائبہ تک نہ تھا۔ اُن کی آنکھیں زندگی کی خوشی سے چمک رہی تھیں اور اُن کے چہرے سے اپنے ساتھی کے کسی بات پر مسکراہٹ معلوم ہوتی تھی۔ وہ شخص آگے بیٹھا ہوا تھا۔ کہنیاں زانو پر ٹیکے اور ہاتھ ملائے ہوئے خود بھی جواباً مسکرا رہا تھا۔ فوراً ہی (لیکن بس ایک لمحہ ہی کی دیر ہوئی) میرے آنے پر وہ دونوں سنجیدہ ہو بیٹھے۔ جلدی میں دو ایک لفظ دونوں میں سُنائی دیئے اور پھر بارکر اُٹھا اور میری طرف آیا۔ کہنے لگا:

"معاف کیجئے گا۔ لیکن کیا میں ڈاکٹر واٹسن سے مخاطب ہوں؟"

میں نے سرد مہری سے اشارہ کیا کہ غالباً وہ سمجھ گیا ہوگا کہ میرے ذہن پر کیا اثر پیدا ہوا ہے۔

"ہم سمجھے کہ آپ ہی ہونگے۔ اس لئے کہ شرلک ہومز کے ساتھ آپ کی دوستی تو اب مشہور ہو گئی ہے۔ کیا مسز ڈگلس سے دو باتیں کر لینے میں آپ کو کچھ تکلیف ہوگی؟"

میں مُنہ بنائے اس کے پیچھے ہو لیا۔ میری آنکھوں میں ابھی تک وہ خونی تصویر پھر رہی تھی۔ اس واردات کے چند گھنٹے کے اندر ہی اس کی بیوی اور اس کا رازدار دوست اسی کے باغ میں ایک جھاڑی کے پیچھے بیٹھے ہنس رہے تھے۔ میں نے ذرا تکلف سے خاتون کو سلام کیا۔ تناول خانے میں میں اُس کے رنج پر رنجیدہ تھا اب اُس کی نگاہوں کے جواب میں میری نگاہیں خاموش تھیں۔ کہنے لگیں:

"مجھے اندیشہ ہے کہ آپ مجھے بے درد اور سنگ دل سمجھتے ہونگے؟"

میں نے شانے ہلائے اور کہا:

"مجھے اس سے کیا سروکار"

"غالباً ایک نہ ایک دن آپ میرے ساتھ انصاف کر سکیں گے۔ اگر آپ صرف یہ اندازہ کر سکتے ....."

بارکر نے بات کاٹ کر کہا:

"کیا ضرورت ہے کہ ڈاکٹر واٹسن صاحب کچھ اندازہ کریں۔ بقول ان کے انکو اس سے کیا سروکار"

میں نے کہا "بجا ہے۔ تو پھر میں اجازت چاہتا ہوں"

وہ خاتون اب لجاجت سے چلانے لگی:

"ڈاکٹر صاحب زرا ایک لمحہ ٹھیر جائیے۔ صرف ایک سوال پوچھنا چاہتی ہوں جس کا جواب سوائے آپ کے کوئی دوسرا اس پردۂ دنیا پر صحت کے ساتھ نہیں دے سکتا۔ اس سے میرے اوپر بہت ہی بڑا اثر پڑے گا۔ آپ دوسروں سے زیادہ مسٹر شرلک ہومز اور پولس کے تعلقات کو جانتے ہیں۔ فرض کیجئے کہ کوئی راز کی بات ان کے علم میں لائی جائے تو کیا ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ سراغ رسانوں کو اس کی اطلاع کر دیں"

"ہاں یہی بات ہے" بارکر بھی بولے "کیا وہ خود اپنی طرف سے ہیں یا دوسروں کے ساتھ ہیں؟"

"میں نہیں کہہ سکتا کہ مجکو ان معاملات پر گفتگو کرنے کا کہاں تک حق حاصل ہے"

"ڈاکٹر صاحب۔ میری درخواست ہے میری التجا ہے کہ آپ گفتگو کریں۔ میں یقین دلاتی ہوں کہ اگر آپ اس معاملہ میں راہ بتائیں گے تو ہم کو۔ مجھکو بہت مدد ملے گی"

اس عورت کی آواز میں کچھ ایسی صداقت بھری تھی کہ میں تھوڑی دیر کے لئے

اس کے اوچھے پن کو بھول گیا اور مجھے صرف امتثال امر کا خیال رہ گیا۔ چنانچہ میں نے جواب دیا:

"مسٹر ہومز، اپنی طرف سے تحقیقات کر رہے ہیں۔ وہ خود اپنے مختار ہیں۔ اور جیسا ان کی سمجھ میں آئے گا ویسا ہی کریں گے۔ ساتھ ہی اس کے جو افسر اس مقدمے میں کام کر رہے ہیں ان سے بھی وہ ملے ہوئے ہیں اور یقیناً وہ کسی ایسی بات کو نہیں چھپائیں گے جس سے مجرم اپنے کیفر کردار کو پہنچ سکے۔ اس کے علاوہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا اور اگر آپ زیادہ دریافت کرنا چاہتی ہیں تو خود مسٹر ہومز سے دریافت کیجئے"

یہ کہہ، ٹوپی اٹھا اور ان کو وہیں بیٹھا چھوڑ کر میں اپنے راستے پر ہو لیا۔ جب میں کنارے پر مڑا تو پیچھے پھر کر دیکھا کہ وہ دونوں گفتگو میں مشغول ہیں اور چوں کہ وہ میری طرف دیکھ رہے تھے اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ میری ملاقات ہی موضوع سخن تھی۔

جب میں نے ہومز سے تمام واقعات کی اطلاع کی تو کہنے لگے:

"میں ان کی راز داری نہیں چاہتا"

وہ تمام سہ پہر تے نر ہاؤس میں اپنے دونوں ساتھیوں سے مشورہ کرتے رہے اور پانچ بجے کے قریب بہت بھوکے واپس آئے۔ میں نے ان کے واسطے چائے پہلے سے تیار کرا رکھی تھی۔

"واٹسن! راز داری کبھی اچھی نہیں ہوتی۔ اگر کہیں قتل و سازش کے پاداش میں گرفتاری ہوئی تو بہت ہی بدنمائی ہوگی"

"تمھارے خیال میں یہاں تک نوبت پہنچ گئی؟"

وہ بہت ہی خوش خوش اور مائل بگفتگو تھے۔

"مہربان من! جب میں یہ چوتھا انڈا ختم کر چکوں گا تو تم کو اصلی حالت سے آگاہ کرنے کے لئے تیار ہو جاؤں گا۔ میں نہیں کہتا کہ ہم تہ تک پہنچ گئے۔ تہ تو ابھی

ڈور ہے۔ لیکن ہم نے گم شدہ ڈمبل کا پتا لگا لیا ہے —"

"ڈمبل ؟"

"ارے! کیا واقعی تم ابھی تک نہیں سمجھے کہ یہ واردات گم شدہ ڈمبل پر ہی گھومتی ہے۔ خیر۔ شرمندہ ہونے کی کوئی بات نہیں۔ کیوں کہ آپ نے آپس میں میرے خیال میں نہ تو انسپکٹر میک اور نہ مقامی حضرات اس واقعہ کی عظیم الشان اہمیت کو سمجھ سکے ہیں۔ ایک ڈمبل! واٹسن ذرا سوچو تو، ایک پہلوان اور پھر ایک ہی ڈمبل ذرا ایسی کثرت سے یک طرفہ بالیدگی کا نقشہ کھینچو کہ ریڑھ کی ہڈی کے خم ہو جانے کا قطعی اندیشہ ہے یا نہیں کس قدر تحیّر خیز ہے"

ان کے منھ میں نوالہ اب تک موجود تھا، آنکھیں ان کی شرارت سے بھری ہوئی تھیں اور وہ میرے اس عالم تحیر کا تماشا دیکھ رہے تھے۔ اُن کی یہ شدید گرسنگی کامیابی کا ثبوت تھی۔ کیوں کہ مجھے اچھی طرح سے یاد ہے کہ جب کبھی کسی مسئلہ میں ان کا دماغ ذرا پریشان رہتا تھا وہ کئی کئی دن اور کئی کئی رات تک کھانے کا نام نہیں لیتے تھے اس دماغی مراقبے سے وہ اور بھی لاغر ہو جاتے تھے۔ بالآخر انھوں نے پائپ جلایا اور اس قدیم دیہاتی سرائے کے ایک کونے میں بیٹھ کر انھوں نے اپنی داستانِ شروع کی لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بجائے کچھ بیان کرنے کے وہ خود ہی باآواز بلند کچھ سوچ رہے ہیں۔

"واٹسن۔ یہ جھوٹ ہے۔ ایک بہت بڑا دھڑلے کا، شوخی بھرا، اور بالکل سفید جھوٹ ہے۔ یہی بات ہے جو سب سے پہلے ہم کو معلوم ہوتی ہے۔ یہی ہمارا نقطہ آغاز ہے۔ بارکر نے جو کچھ کہا سب غلط۔ لیکن مسز ڈگلس نے بارکر کے قصہ کی تصدیق کی۔ اس لئے وہ بھی جھوٹی۔ وہ دونوں جھوٹے اور سازشی ہیں۔ پس ہمارے سامنے ایک سیدھا سا مسئلہ یہ پیش ہوتا ہے کہ ان کے جھوٹ بولنے کی کیا وجہ؟ اور

وہ کون سی صداقت ہے جس کے چھپانے کی وہ ایسی سرتوڑ کوشش کر رہے ہیں۔ اچھا آؤ واٹسن ہم اور تم دونوں مل کر اس جھوٹ کو پار کر کے صداقت تک پہنچنے کی کوشش کریں۔ مجکو بھلا کیسے معلوم ہوا کہ وہ جھوٹ بول رہے ہیں؟ محض اس وجہ سے کہ انھوں نے ایک قصہ گھڑا جو کسی طرح درست ہو ہی نہیں سکتا۔ زرا سوچو۔ بیان کردہ قصے کے بموجب قاتل کو قتل کے بعد ایک دقیقہ سے بھی کم وقفہ ملا جس میں اس نے لاش کی انگلی سے وہ انگوٹھی اتاری جو ایک دوسری انگوٹھی کے نیچے تھی۔ اور پھر اس انگوٹھی کو پہنا دیا۔ اور ایسا تو کوئی بھی نہیں کرے گا۔ بعد ازاں مقتول کے پاس وہ عجیب کارڈ چھوڑ گیا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بالکل غیر ممکن ہے۔ ممکن ہے کہ تم اس میں بحث کرو لیکن واٹسن میں تمھاری فراست کو اتنا کم نہیں سمجھتا کہ اس کی توقع رکھوں کہ تم کہو کہ مقتول کے قتل ہونے سے پہلے انگوٹھی لے لی گئی تھی۔ بتّی کا صرف تھوڑا ہی سا جلنا اس بات کی شہادت ہے کہ گفتگو بہت ہی مختصر ہوئی ہوگی۔ کیا ہم نے ڈگلس کی نڈر طبیعت کے متعلق جو کچھ سنا ہے اس کے ہوتے ہوئے ہم یقین کر سکتے ہیں کہ اس نے وہ انگوٹھی اپنی خوشی سے دی ہوگی یا اس نے دینے کا ارادہ بھی کیا ہوگا یا نہیں۔ نہیں! نہیں! قاتل تنہا مقتول کے ساتھ کچھ دیر رہا۔ اور اس وقت لمپ روشن تھا۔ مجھے اس میں زرا بھی شبہ نہیں۔ لیکن بہ ظاہر حالات بندوق کا فیر ہی موت کا سبب ہوا۔ اس لئے بندوق بیان کردہ وقت سے کچھ پہلے فیر کی گئی ہوگی۔ ایسے معاملہ میں غلطی کا امکان نہیں معلوم ہوتا۔ پس معلوم ہوا کہ ایک گہری سازش عمداً کی گئی ہے جس میں وہ دو اشخاص جنھوں نے بندوق کی آواز سنی شامل ہیں۔ بارکر نامی شخص اور وہ عورت ڈگلس۔ مزید برآں اگر میں یہ ثابت کر دوں کہ کھڑکی پر خون کا دھبہ بارکر نے ڈال دیا تھا تاکہ پولس کو دھوکہ ہو، تو تم کو ماننا پڑے گا کہ بارکر کے خلاف معاملہ سنگین ہو جاتا ہے۔

"اب یہ سوال رہ جاتا ہے کہ قتل کا ارادہ ارتکاب کس وقت ہوا۔ ساڑھے دس بجے تک تو نوکر چاکر مکان میں چل پھر رہے تھے تو اس وقت سے پہلے تو ناممکن ہے۔ پونے گیارہ بجے جملہ ملازمین اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے تھے سوائے آمس کے جو مودی خانہ میں تھا۔ آج سہ پہر کو تمھارے چلے آنے کے بعد میں نے چند تجربات کئے مجھکو معلوم ہوا کہ سب دروازہ بند ہونے کی حالت میں مطالعہ خانے میں میک ڈانل نے جتنا شور بھی مچایا وہ مودی خانہ میں مجھ تک نہ پہنچ سکا۔ لیکن خانہ دار کے کمرے کی صورت جداگانہ ہے۔ یہ اس قدر فاصلے پر بھی نہیں ہے۔ چنانچہ جب بہت زیادہ شور کیا گیا تو میں نے وہاں سے ایک دھیمی آواز سنی۔ پرندمار بندوق اگر نزدیک سے فیر کی جائے تو اس کی آواز مدھم ہوتی ہے جیسا کہ اس واردات میں یقیناً تھی۔ وہ بہت زور کی آواز نہ ہوگی تاہم رات کی خاموشی میں مسز ایمن کے کمرے تک پہنچ گئی۔ بقول اس کے وہ کسی قدر اونچا سنتی ہے، اس پر بھی اپنے بیان میں اس نے یہ کہا تھا کہ گجر بجنے سے آدھ گھنٹہ پہلے اس نے دروازہ بند کرنے جیسی آواز سنی تھی۔ گجر سے آدھ گھنٹہ قبل پونے گیارہ بجے تھے۔ مجھے ذرا بھی شبہ نہیں کہ جو کچھ اس نے سنا وہ اسی بندوق کی آواز تھی۔ پس قتل کا اصلی وقت یہی ہے۔ اگر یہ سچ ہے تو ہم کو یہ معلوم کرنا ہے مسٹر بارکر اور مسز ڈگلس اگر بالفرض یہ دونوں خود قاتل نہیں ہیں، تو پونے گیارہ بجے سے جب کہ بندوق کی آواز سن کر وہ دوڑے اور سوا گیارہ بجے تک جب کہ انھوں نے گھنٹی بجا کر نوکروں کو بلایا، یہ دونوں کیا کرتے رہے۔ وہ کر کیا رہے تھے اور انھوں نے گھنٹی فوراً ہی کیوں نہ بجائی؟ یہی سوال اب ہمارے سامنے ہے اور اگر اس کا جواب ہم پا گئے تو ہمارا مسئلہ بہت کچھ حل ہو جائے گا۔"

میں نے کہا: "مجھے بھی یقین ہے کہ ان دونوں کے درمیان کچھ نہ کچھ سمجھوتہ ہے واقعی وہ عورت بھی کیسی سنگ دل ہے کہ شوہر کو قتل ہوئے چند گھنٹے گزریں اور وہ

اس طرح بیٹھی ہوئی مذاق پر ہنسے ؟"

" بجا ہے۔ اپنے بیان کے مطابق بھی وہ ایک اچھی بیوی ثابت نہیں ہوتی واٹسن تم کو تو معلوم ہے کہ میں عورتوں کا کچھ زیادہ ثنا خواں تو ہوں نہیں۔ لیکن میرا تجربہ مجھکو بتلاتا ہے کہ بہت کم ایسی بیویاں ہوں گی کہ وہ اپنے اور اپنے شوہر کی لاش کے درمیان کسی شخص کی بات کو بھی حائل ہونے دیں گی۔ واٹسن، اگر میں نے شادی کی بھی تو اپنی بیوی کے دل میں کم سے کم اتنی وقعت تو پیدا کر ہی دوں گا کہ اگر میری لاش پڑی ہو تو کسی خانہ دار کی یہ مجال نہ ہو کہ وہ اس کو وہاں سے بہلا کر لے جا سکے۔ واقعات کی یہ رونمائی بہت بھونڈے طریقے سے عمل میں آئی۔ مبتدی سا مبتدی سُراغ رساں بھی اس زنانہ بین و شیون کے نہ ہونے سے متحیر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ میرے خیال میں اگر اور کچھ نہ ہوتا تو یہی امر اس بات کے ثبوت کے لئے کافی تھا کہ پہلے ہی سے ایک سازش کی گئی تھی"

" تو آپ کا قطعاً یہ خیال ہے کہ بارکر اور مسز ڈگلس دونوں قتل کے مرتکب ہیں"

ہومز نے کہا۔ " واٹسن! تمھارے سوالوں میں ہمیشہ ایک ہیبت ناک راستگی ہوتی ہے۔ میرے لئے تو یہ گولیوں سے کم نہیں۔ اگر تم یہ کہو کہ مسز ڈگلس اور بارکر اس قتل کی حقیقت سے آگاہ ہیں اور اصل واقعہ کے اخفا کی کوشش میں ہیں تو میں تمھیں ایک صاف جواب دے سکتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ ان دونوں نے چھپانے کی سازش کر رکھی ہے۔ لیکن تمھارا یہ سوال کم بخت اس قدر صاف نہیں ہے۔ اب آؤ ان مشکلات پر غور کریں جو سدراہ ہیں۔ ہم یہ فرض کئے لیتے ہیں کہ ان دونوں میں ناجائز محبت ہے۔ اور یہ کہ ان دونوں نے اس شخص کے استیصال کا مصمم ارادہ کر لیا ہے جو ان کے مقصود میں حائل ہیں۔ یہ کسی قدر بعید از قیاس ہے کیوں کہ نوکروں سے تمام و کمال دریافت کرنے پر بھی اس رائے کی تائید میں

کوئی واقعہ نہیں ملتا۔ اس کے خلاف اس بات کی کافی شہادت موجود ہے کہ یہ دونوں میاں بیوی ایک دوسرے سے بہت محبت کرتے تھے۔"

"مجھے یقین ہے کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔" کیوں کہ مجھے اس وقت باغ والے مسکراتے خوب صورت چہرے کا خیال آیا۔

"خیر کم از کم ان کے طرزِ عمل نے تو یہی اثر پیدا کیا۔ اچھا تو ہم یہ فرض کئے لیتے ہیں کہ یہ دونوں عجیب وغریب شخص ہیں کہ اس معاملہ خاص میں وہ ہر ایک کو دھوکا دیتے ہیں اور پھر دونوں مل کر اس شوہر کے قتل کی سازش کرتے ہیں۔ اتفاق سے یہ ایک ایسا آدمی ہے کہ اس کے سر پر ایک خطرہ سوار ہے ....."

"لیکن یہ تو انھیں کا قول ہے۔"

ہومز کا چہرہ فکر مند تھا۔

"میں سمجھا واٹسن! تم ایک ایسی رائے قائم کرنا چاہتے ہو جس کی رو سے جو کچھ یہ کہتے ہیں از سرتا پا غلط ہے۔ تمھارے خیال کے مطابق نہ تو کوئی مخفی خطرہ تھا نہ کوئی خفیہ انجمن تھی، نہ وادیِ خوف، نہ میک مندن وغیرہ کا وجود تھا۔ یہ تو ایک ہی لاٹھی سے ہانکنے والا کلیہ ہے۔ اچھا دیکھو اس سے کس انجام پر پہنچتے ہیں۔ اس واردات کی توجیہہ کے لئے وہ یہ سارا قصہ اختراع کرتے ہیں اور پھر اسی قصہ کی مطابقت میں وہ باغچہ میں ایک بائسکل چھوڑ دیتے ہیں تاکہ کسی بیرونی شخص کا دھوکا ہو۔ کھڑکی کی چوکھٹ پر خون کا نشان بھی اسی کا پتا دیتا ہے اور اسی طرح بدن پر والا کارڈ بھی اسی کا موئد ہے۔ اگرچہ ممکن ہے کہ کارڈ گھر پر تیار کیا گیا ہو۔ یہاں تک سب تمھارے خیال کے مطابق ہے۔ لیکن اب ہم کو وہ بے ڈھب اور بے ڈول سنگر پزے ملتے ہیں جو کسی طرح سے بھی اپنی جگہ پر نہیں آتے۔ تمام ہتھیاروں کو چھوڑ کر صرف اسی کو کیوں استعمال کیا اور پھر وہ بھی امریکن ساخت

کی۔ ان کو اس کا کیسے یقین ہوا کہ ان کی بندوق کی آواز سے کوئی آئے گا نہیں۔۔ یہ تو محض اتفاق ہے کہ مسز ایلن دروازہ بند ہونا سمجھ کے اس کی تحقیقات کو نہیں گئیں۔ آپ کے ان دونوں مجرموں نے یہ سب کس واسطے کیا؟"

"مجھے اقرار ہے کہ میں ان کی توجیہہ نہیں کرسکتا۔"

"اچھا پھر اور دیکھئے اگر کوئی عورت اور اس کا عاشق مل کر اس کے شوہر کو مارنا چاہیں تو کیا وہ اپنے کرتوت کا اعلان کرنے کے لئے متوفی کے ہاتھ سے عروسی انگشتری بھی اُتار لیں گے۔ کہو واٹسن کیا اس کا امکان معلوم ہوتا ہے"

"نہیں تو"

"اچھا پھر یہ دیکھو کہ اگر باہر چھپی ہوئی بائیسکل کا خیال تم کو آتا تو کیا تم یہ سمجھتے کہ یہ واقعی قاتل نے چھوڑ دیا ہے۔ جب کہ ہر ابجد خواں اس کو محض دھوکے کی ٹٹی سمجھے گا کیوں کہ فرار ہونے کے لئے بائیسکل ہی قاتل کے لئے بہت مفید ہوسکتی تھی۔"

"میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آتا۔"

"تاہم واقعات کا کوئی سلسلہ بھی ایسا نہیں ہوتا جس کے لئے فہم انسانی کوئی نہ کوئی توجیہہ نہ تراش سکے محض دماغی تفریح و تمرین کے طور پر بلا لحاظ صدق و کذب کے میں حالات کی ایک صورت پیش کرتا ہوں۔ میں مانتا ہوں کہ یہ محض تخیل ہے لیکن اب اوقات تخیل ہی صداقت کی ماں ہوا کرتی ہے۔"

"ہم یہ فرض کئے لیتے ہیں کہ اس شخص ڈگلس کی زندگی میں کوئی نہ کوئی مجرمانہ یا شرمناک راز تھا۔ اس راز کی وجہ سے ایک نامعلوم شخص اس کو قتل کردیتا ہے۔ اس شخص کو تھوڑی دیر کے لئے سمجھ لیجئے کہ کوئی باہر سے انتقام لینے آیا تھا۔ اس منتقم نے متوفی کی انگلی سے عروسی انگشتری اتار لی اگرچہ مجھے اقرار ہے

کہ اس کا سبب سمجھ میں نہیں آتا۔ ممکن ہے کہ یہ قضیہ متوفی کی پہلی شادی سے تعلق رکھتا ہو اور یہ انگشتری اسی سلسلے میں اُتاری گئی ہو۔ اس منتقم کے نکل جانے سے پہلے بارکر اور خاتون دونوں کمرے میں پہنچ لئے تھے۔ قاتل نے انھیں یقین دلایا کہ اگر اس کو گرفتار کرنے کی کوشش کی گئی تو چند بہت ہی ناگوار راز طشت ازبام ہو جائیں گے۔ وہ اس سے قائل ہو گئے اور اُنھوں نے قاتل کو نکل جانے دیا۔ اس کے لئے اُنھوں نے پل اُتار دیا جس میں ذرا بھی شور نہ ہوا اور پھر چڑھا دیا۔ وہ اس طرح سے نکل گیا اور اس نے خیال کیا کہ بائیسکل چھوڑ کے پاپیادہ ہی چلنے میں زیادہ حفاظت ہے۔ اس لئے اس نے اپنی سائیکل ایسی جگہ چھوڑی جہاں وہ اس کی نکل جانے سے پہلے نہ دکھائی دے سکے۔ یہاں تک ہم ممکنات میں ہیں کیوں کیا نہیں ہیں؟"

میں (ذرا رُکتے ہوئے) "بے شک ممکن تو ہے"

"واٹسن! یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ جو کچھ وقوع میں آیا ہے وہ بہت ہی عجیب و غریب ہے۔ اچھا تو پھر جب ان دونوں نے قاتل کے چلے جانے کے بعد غور کیا تو انھیں معلوم ہوا کہ انھوں نے ایسی شکل پیدا کر دی ہے جس کی وجہ سے ان کو اپنی برأت یا عدم شرکت ثابت کرنا مشکل ہو جائے گا۔ اُنھوں نے فوراً ہی ایک تدبیر سوچی لیکن کسی قدر بھونڈی۔ بارکر نے اپنی زیرپائی سے کھڑکی کی دہلیز پر خون کا نشان کر دیا تاکہ معلوم ہو کہ قاتل ادھر سے گیا ہے۔ ظاہراً ان دونوں نے بندوق کی آواز ضروری سُنی ہوگی۔ اس لئے اُنھوں نے فوراً گھنٹی بجائی جب اُن کو بجانا چاہیئے تھا۔ لیکن واقعہ سے کوئی آدھ گھنٹہ بعد"

"اور ان سب باتوں کے لئے ثبوت کیا ہے؟"

"سنو اگر کوئی باہر کا شخص ہوتا تو اس کا سراغ لگایا جا سکتا ہے ا

اس کو گرفتار کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر نہیں ہے تب بھی علم و فن نے ابھی ہتھیار نہیں ڈالے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس کمرے میں تنہائی کی ایک شام بہت مفید ہو گی"۔

"تنہائی میں ایک شام"

"میری رائے تو ابھی جانے کی ہے۔ میں نے میاں آمس سے سب کچھ طے کر لیا ہے۔ وہ کچھ بار کر کا بہت دل دادہ تو ہے نہیں۔ میں اس کمرے میں بیٹھوں گا اور دیکھوں گا کہ کچھ کشف ہوتا ہے یا نہیں۔ میں تو مقامی کشف کا قائل ہوں۔ تم چاہے ابھی ہنسو لیکن آگے چل کر دیکھ لینا۔ ہاں تمھارے پاس تو ایک بڑی سی چھتری ہے"۔

"یہ لو"

"اگر کہو تو عارضتاً لے لوں"۔

"ضرور۔ لیکن کیا بے کار ہتھیار ہے خدانخواستہ اگر ..."

"گھبرانے کی بات نہیں ورنہ تم کو ضرور لیتا۔ لیکن میں چھتری لے جاؤں گا۔ فی الحال تو میں ٹمبرج ویلز سے اپنے ہم مشربوں کی واپسی کا منتظر ہوں۔ وہاں وہ بائیسکل کے مالک کی تلاش میں مصروف ہیں"۔

رات ہو چکی تھی چیف انسپکٹر میک ڈانل اور وہائٹ مین اس مہم سے واپس آئے۔ آئے تو بہت خوش خوش تھے اور کہتے تھے کہ ہمیں بہت کچھ معلوم ہو گیا ہے میک ڈانل کہنے لگے:

"جناب مجھے اقرار ہے کہ پہلے مجھے باہر والے شخص کی نسبت شبہ تھا۔ لیکن اب وہ بات نہیں۔ بائیسکل پہچان لی گئی۔ اس کے مالک کا پتا لگ گیا، اس کا حلیہ ہم کو معلوم ہو گیا۔ آدھی مہم تو ہمیں سر ہو گئی"۔

ہومز نے کہا۔ "مجھے تو یہ انجام کا آغاز معلوم ہوتا ہے۔ آپ دونوں کو مبارک ہو۔ ہم نے اس واقعہ سے شروع کیا کہ ایک روز قبل جب مسٹر ڈگلس ٹھہ

گئے تھے تو وہ آزردہ خاطر تھے۔ پس ٹمبرج ویلز ہی میں ان کو خطرے کا احساس ہوا پس ظاہر ہوا کہ اگر کوئی باہر کا شخص آیا ہے تو وہ ٹمبرج ویلز ہی سے آیا ہوگا ہم اپنے ساتھ بائیسکل لے گئے اور تمام ہوٹلوں میں اس کو دکھایا۔ "عقاب زریں" کے مینیجر نے اسے فوراً پہچان لیا کہ ہارگریو نامی ایک شخص اس کا مالک ہے جس نے دو روز ہوئے ایک کمرہ کرایہ پر لیا تھا۔ یہ بائیسکل اور ایک خورجی اس کا اثاثہ البیت تھیں۔ اس نے لندن سے آنا بتلایا تھا لیکن کوئی پتا نہیں دیا تھا۔ خورجی لندن ساخت کی تھی اور اس کی شمولیات بھی برطانوی تھیں۔ لیکن وہ خود امریکی تھا۔"

ہومز (ذرا خوش ہوکر) "واقعی جناب نے نہایت زبردست کام کیا ہے اور میں یہاں بیٹھا اپنے دوست کے ساتھ خیالی پلاؤ پکاتا رہا۔ مسٹر میک! آپ کی اس مستعدی سے سبق لینا چاہیئے۔"

"جی ہاں ضرور" انسپکٹر نے خوش ہوکر کہا "لیکن یہ سب کچھ تمھارے نظریہ میں آسکتا ہے۔"

میں نے کہا:

"ممکن ہے آئے یا نہ آئے۔ مسٹر میک۔ ذرا انجام تو سنائیے۔ کیا اس شخص کی شناخت کے لئے کوئی چیز نہ تھی؟"

"تھی مگر بہت کم جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اس نے نہایت ہوشیاری سے شناخت کے لئے کوئی چیز باقی نہ رکھی۔ کوئی کاغذ، خط یا کسی قسم کا نشان تک کپڑوں پر نہ تھا۔ اس کی خوابگاہ کی میز پر ایک نقشہ اس ضلع کا رکھا تھا۔ کل ناشتہ کے بعد وہ ہوٹل سے سائیکل پر چلا تھا اور پھر ہماری تحقیقات تک اس کا کچھ پتا نہ چلا۔"

وہائٹ میسن نے کہا:

"مسٹر ہومز! یہی تو مجھے بھی حیران کئے ہوئے ہیں۔ اگر وہ شخص نہیں چاہتا

تھا کہ اس پراگندہ نمائی ہو تو اس کے لئے یہی مناسب تھا کہ ہوٹل واپس جاتا اور مثل کسی سیاح کے وہاں خاموشی سے رہتا۔ لطف یہ کہ اس کو معلوم تھا کہ اس کی غیرحاضری کی اطلاع منیجر پولس میں کرے گا اور اس کی مفقود الخبری قتل کے ساتھ وابستہ سمجھی جائے گی۔"

"بادی النظر میں تو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ تاہم اس نے جو کچھ کیا اب تک تو ٹھیک ہی کیا کیوں کہ ابھی تک گرفتار نہیں ہوا۔ لیکن اس کا حلیہ۔ حلیے کی سنائیے۔"

ہیک ڈائل نے بیاض نکالی۔

"یہ لیجئے جہاں تک معلوم ہوسکا اس میں درج ہے۔ لوگوں نے اس کو کچھ غور سے تو دیکھا نہیں تھا۔ اس پر بھی دربان، منشی اور خواص سب کے سب متفق ہیں کہ کچھ ایسا ہی تھا یعنی پونے چھ فٹ کا قد تھا، پچاس برس یا کچھ اوپر کی عمر تھی، بال کسی قدر بھورا گئے تھے، مونچھیں کسی قدر سفیدی مائل، ناک خمیدہ اور چہرے کو سب نے بتایا کہ مہیب اور خوفناک تھا۔"

"سوائے چہرے کے یہ تو ڈگلس ہی کا حلیہ ہوسکتا ہے۔"

ہومز نے کہا: "اس کی عمر بھی پچاس ہے، بال اور مونچھیں بھی ویسی ہی اور قد بھی اتنا ہی۔ کیا آپ کو کچھ اور بھی معلوم ہوا؟"

"وہ ایک بھاری سی خاکی مائل نیم تنہ پہنے تھا جس کے نیچے ایک صدری تھی اور اوپر ایک چھوٹا زرد لبادہ، سر پر ایک نرم ٹوپی تھی۔"

"اور پرندمار بندوق کدھر گئی؟"

"وہ دو فٹ سے بھی کم ہے۔ اس کو وہ اپنے بغچہ میں بھی چھپا سکتا تھا۔ اور لبادے میں تو بغیر دقت کے لا سکتا تھا۔"

اس سب کا اثر ہمارے قضیہ پر کیا پڑا؟"

"سنئے حضرت۔ جب ہم کو وہ آدمی مل جائے گا۔ اور آپ یقین جانیے کہ حلیہ معلوم ہونے کے پانچ منٹ بعد ہی میں نے تاروں پر اس کا حلیہ دوڑا دیا۔ تو اس وقت ہم اچھی طرح فیصلہ کرسکیں گے۔ بحالت موجودہ بھی ہم نے بہت کچھ مراحل طے کرلئے۔ ہم کو معلوم ہوگیا کہ ہارگریو نامی ایک امریکن دوروز ہوئے ٹمبرج ویلز میں سائیکل اور بقچہ لئے آیا۔ جس میں ایک کٹی ہوئی بندوق تھی۔ پس معلوم ہوا کہ وہ قتل ہی کے ارادہ سے آیا تھا۔ کل صبح وہ اس مقام کے لئے سائیکل پر روانہ ہوا اور بندوق لبادے میں چھپی تھی۔ جہاں تک ہم کو معلوم ہے کسی نے اس کو آتے نہیں دیکھا۔ لیکن یہ کوئی ضرور نہیں کہ پائین باغ کے دروازے تک پہنچنے کے لئے اس کو گاؤں میں سے گزرنا پڑتا دوسرے سڑک پر اور بھی سائیکل سوار تھے۔ غالباً اس نے اپنی سائیکل فوراً جھاڑی میں چھپادی۔ چنانچہ وہیں سے وہ برآمد بھی ہوئی۔ اس کے بعد وہ خود چھپ گیا اس کو اس کا انتظار تھا کہ کب مسٹر ڈگلس باہر نکلتے ہیں۔ مکان کے اندر ایسی بندوق استعمال کرنا کچھ خلاف معمول ہے لیکن وہ اس کو باہر ہی استعمال کرنا چاہتا تھا۔ اور ایسی صورت میں وہ بہت ہی مفید ہوتی ہے کیوں کہ اس کا نشانہ مشکل ہی سے خطا کرتا ہے۔ علاوہ اس کے انگریزی شکارگاہوں کے آس پاس بندوق کی آواز اکثر سننے میں آتی رہتی ہے جس کی وجہ سے کوئی اس طرف متوجہ نہ ہوتا۔"

"یہاں تک تو سب صاف ہے۔" ہومز نے کہا۔

"خیر۔ تو مسٹر ڈگلس برآمد ہی نہ ہوئے۔ ایسی صورت میں وہ کیا کرتا۔ اس نے اپنی بائیسکل چھوڑدی اور جھٹ پٹے میں مکان کی طرف بڑھا۔ پل گرا ہوا تھا اور میدان خالی تھا۔ اس نے قدم اٹھا ہی دیا اور دل میں سوچا کہ اگر کوئی ملا تو کچھ نہ کچھ عذر کردوں گا۔ لیکن اسے کوئی نہ ملا۔ جو کمرہ پہلے ملا اسی میں وہ گھس گیا اور پردے کے پیچھے چھپ گیا۔ وہاں سے اس نے دیکھا کہ پل چڑھا دیا گیا۔ اس وقت اس کے لئے

راہ فرار صرف خندق ہی تھی۔ وہ سوا گیارہ بجے تک انتظار کرتا رہا۔ اس وقت مسٹر ڈگلس حسب عادت کمرے میں آئے۔ بس پھر کیا تھا اس نے فوراً گولی ماری اور فرار ہوگیا۔ اسے معلوم تھا کہ اس کی بائیسکل ہوٹل والے پہچان لیں گے اور اس کا پتا چلا لیں گے اس لئے وہیں چھوڑا اور خود کسی نہ کسی طرح لندن پہنچ گیا یا کسی اور محفوظ جگہ جو اس نے پہلے سے مقرر کر رکھی تھی۔ کہئے مسٹر ہومز کیسی سنائی؟"

"سچ پوچھئے تو جو کچھ آپ نے کہا وہ بالکل صاف اور بالکل درست ہے۔ آپ اس نتیجے پر پہنچئے اور میرا نتیجہ یہ ہے کہ واردات اطلاع سے آدھ گھنٹے قبل وقوع میں آئی۔ اور نیز یہ کہ مسٹر بارکر اور مسز ڈگلس دونوں نے کچھ نہ کچھ پوشیدہ رکھنے کی سازش کر رکھی ہے۔ نیز یہ کہ انھوں نے قاتل کو فرار ہونے میں مدد دی یا کہ کم از کم یہ کہ اس کے فرار ہونے سے پہلے یہ کمرے میں پہنچ گئے تھے اور نیز یہ کہ انھوں نے کھڑکی کی راہ سے فراری کی جعلی شہادت پیش کی۔ درآں حالے کہ انھوں نے خود اس کو پل اتار کر جانے دیا۔ یہ ہے میرا خیال اس نصف اوّل کی بابت۔"

دونوں سراغ رساں اپنا سر ہلانے لگے۔ پہلے لندن والے نے کہا:

"جناب اگر یہ صحیح ہے تو ہم ایک مشکل سے نکل کر دوسری میں پھنس گئے۔"

اس پر وہائٹ میسن بولے۔

"ایک لحاظ سے سخت تر مشکل میں۔ خاتون کبھی عمر بھر میں بھی امریکہ نہیں رہیں تو ایسا کون سا تعلق ممکن ہو سکتا ہے۔ جس کی وجہ سے اس نے ایک امریکن قاتل کو پناہ دی ہو۔"

اب ہومز نے جواب دیا:

"مجھے مشکلات کا اعتراف ہے۔ آج شب کو میں بذاتِ خود ایک تحقیقات کروں گا اور ممکن ہے کہ اس سے قضیہ کے حل میں مدد ملے۔"

"کیا ہماری مدد کی ضرورت ہے۔؟"

"نہیں نہیں۔ صرف تاریکی اور ڈاکٹر واٹسن کی چھتری۔ بس یہی میری ضروریات ہیں اور ہاں آمس۔ وفادار آمس۔ وہ بے شک مجھے کچھ نہ کچھ مدد دے گا۔ میرے تمام خیالات صرف ایک بات پر آ کر ٹھیرتے ہیں اور وہ یہ کہ ایک پہلوان آدمی صرف ایک ڈمبل کے لئے خلاف فطرت آنے سے ہی کیوں کسرت کرتا ہے۔"

جب ہومز اپنی اس تنہا مہم سے واپس آئے تو رات بہت جا چکی تھی۔ ہم دونوں ایک کمرے میں سوئے اور اس سرائے میں اس کے علاوہ دوسرا بندوبست بھی نہ ہو سکتا تھا۔ میں سو گیا تھا کہ اس کے داخل ہونے سے میں کچھ بیدار ہوا۔ میں نے اسی حالت میں پوچھا:

"کہو ہومز۔ کچھ پتا لگا؟"

وہ میرے پاس خاموشی سے کھڑا ہو گیا۔ شمع اس کے ہاتھ میں تھی۔ اس وقت وہ قدر آور اور نحیف الجثہ پیکر میری طرف جھکا۔ کہنے لگا:

"کہو واٹسن! اگر کسی ایسے دیوانہ کے ساتھ جس کا دل و دماغ بے قابو ہو گیا ہو ایک ہی کمرے میں سونے کا اتفاق ہو تو کیا تم ڈرو گے؟"

"نہیں تو" میں نے متعجبانہ جواب دیا۔

"تو خوش قسمتی ہے۔"

اس کے بعد پھر اس رات بھر اس کی زبان سے کوئی لفظ نہ نکلا۔

ساتواں باب

حل

دوسرے دن صبح ناشتہ کے بعد ہم نے انسپکٹر میک ڈانل اور وہائٹ مین دونوں کو مقامی تھانہ دار کے دیوان خانے میں مصروف گفتگو پایا۔ سامنے میز پر خطوں اور تاروں کا ایک انبار لگا تھا۔ جس میں سے وہ بہت ہوشیاری سے چھانٹ رہے تھے۔ چنانچہ تین تار ایک طرف رکھے تھے۔ ہومز نے مسرتانہ پوچھا۔

ابھی تک اس سائیکل سوار کا پیچھا نہیں چھوڑا۔ اس بدمعاش کی بابت تازہ خبر کیا ہے؟"

میک ڈانل نے حسرتانہ انبار کی طرف اشارہ کیا۔

"فی الحال اس کی اطلاع لی سسٹر نانگھم ساوتھ ایمپٹن ڈربی الیسٹ ہم رک مانڈ، اور چودہ دیگر مقامات سے آئی ہے۔ ان میں سے تین مقاموں پر یعنی الیسٹ ہم لیسٹر اور لورپول میں اس کی شناخت ہو گئی ہے اور وہ گرفتار بھی ہو گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے دیہات میں آج کل بہت سے زرد کوٹ والے مفرورین پھر رہے ہیں"

ہومز نے ہمدردانہ کہا:

"پناہ بخدا۔ اچھا جناب مسٹر میک اور جناب وہائٹ مین صاحب! میں آپ دونوں کو ایک نہایت رزیں رائے دینا چاہتا ہوں۔ جب میں نے آپ کے ساتھ اس قصیہ میں ہاتھ ڈالا تھا تو شرط یہ تھی کہ میں کوئی ادھوری بات پیش نہ کروں گا۔ بلکہ اپنی معلومات محفوظ رکھوں گا اور تحقیقات کرتا رہوں گا۔ تاآں کہ مجھے اطمینان

نہ ہو جائے کہ وہ سب صحیح ہیں۔ اسی وجہ سے میں اپنا مافی الضمیر صاف صاف نہیں بیان کر سکتا۔ ساتھ ہی اس تمے میں نے یہ بھی کہا تھا کہ آپ کے ساتھ نہایت دیانت سے کام لوں گا۔ چنانچہ میری دانست میں آپ لوگوں کا اس بےکار مقدمہ پر ایک لمحہ بھی ضائع کرنا فضول ہے۔ اسی وجہ سے میں آج صبح آپ کو نصیحت کرنے آیا ہوں اور وہ صرف تین لفظوں میں ادا ہوسکتی ہے۔ یعنی تحقیقات ترک کر دیجئے "!

میک ڈانل اور وائٹ ہیسن دونوں یہ بیان سُن کر مبہوت ہو گئے۔ انسپکٹر چلّا اُٹھے :

" تو آپ کو کوئی اُمید نہیں ؟ "

" میں آپ کے مقدمہ کو فضول محض سمجھتا ہوں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ حقیقت تک پہنچنا یاس انگیز ہے " لیکن یہ سائیکل سوار۔ یہ تو کوئی اختراع نہیں ہے۔ ہمیں اس کا حلیہ، اس کا بغچہ اور اس کی سائیکل معلوم ہے وہ کہیں نہ کہیں تو ہو گا۔ تو گرفتار نہ کرنے کی وجہ ؟ "

" جی ہاں۔ جی ہاں۔ بے شک وہ کہیں نہ کہیں ہے اور بلا شک ہم اس کو گرفتار بھی کر لیں گے "

" لیکن میں نہیں چاہتا کہ آپ اپنی قوتیں ایسٹ ہم یا لورپول میں ضائع کریں مجھے یقین ہے کہ حقیقت تک پہنچنے کے لئے کوئی نہ کوئی مختصر راہ مل ہی جائیگی "

" آپ کچھ چھپا رہے ہیں۔ مسٹر ہومز، یہ آپ کے لئے زیبا نہیں " انسپکٹر نے دق ہو کر کہا۔

" مسٹر میک ! آپ میرے طریقوں سے واقف ہیں۔ اگر میں چھپاؤں گا تو بہت تھوڑے عرصہ کے لئے، میں ذرا اپنے تفصیلات کی تصدیق کر لینا چاہتا ہوں جو کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔ اور پھر میں آداب بجالا کے لنڈن کو روانہ ہو جاؤں

آپ کی خدمت میں اپنے تمام نتائج پیش کرتا جاؤں گا۔ آپ کا احسان میرے اوپر اتنا ہے کہ میں اس کے خلاف کر نہیں سکتا۔ میرے تجربے میں ابھی تک اس سے عجیب تر اور ایسا دلچسپ کوئی قضیہ نہیں آیا۔"

"مسٹر ہومز۔ یہ میری سمجھ سے بالکل باہر ہے۔ ہم نے گزشتہ رات آپ کو ٹمبرج ویلز سے واپس آتے دیکھا۔ اس وقت آپ ہمارے سارے نتائج سے متفق تھے اس کے بعد سے اب ایسا کون سا انقلاب پیدا ہو گیا ہے جس نے آپ کی رائے کو بالکل بدل دیا؟"

"اب چوں کہ آپ دریافت کرتے ہیں اس لئے عرض کرتا ہوں کہ جیسا میں نے پیشتر عرض کیا تھا کہ میں نے گزشتہ رات کوٹھی میں گزاری۔"

"تو کیا پیش آیا؟"

"فی الحال تو میں ایک سرسری سا جواب آپ کو دے سکتا ہوں۔ ہاں میں اس قدیم عمارت کا مختصر مگر صاف اور دلچسپ بیان پڑھ رہا تھا۔ مقامی تمباکو والے کے یہاں چار پیسے میں وہ دو ورق مل جاتے ہیں۔..."

ہومز نے واسکٹ کی جیب سے ایک چھوٹی سی کتاب نکالی جس کے سرورق پر کوٹھی کا کچا خاکہ تھا۔

"... جناب مسٹر میک! جب اپنے ماحول کے تاریخی حالات کی فضا میں گھومنے کا موقع ملے تو تحقیقات میں جان پڑ جاتی ہے۔ گھبرایئے نہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ایسا تاریخ سے معرا مقدمہ کچھ نہ کچھ ماضی کی یاد دلا دیتا ہے۔ آپ کی اجازت سے ایک نمونہ پیش کرتا ہوں۔

"۵ سنہ جلوس جیمس اول میں تعمیر ہوئی۔ ایک اور پرانی عمارت کی جگہ پر یہ واقع ہے۔ مال برلسٹون کی یہ کوٹھی قدیم خندق دار محلات کا بہترین نمونہ ہے۔"

"ہم کو تو آپ بے وقوف بنا رہے ہیں"

"اونھ - اونھ - واہ مسٹر ہیک ! یہ پہلی مرتبہ میں نے آپ کو غصہ میں دیکھا - اب آپ کو یوں ہی کہدے تو میں سارا نہیں پڑھوں گا - لیکن جب آپ کو یہ معلوم ہو کہ اس میں ۱۶۴۴ء میں پارلی منٹری کرنل کے اس قلعہ کے لینے کا حال درج ہے، اور خانہ جنگی کے زمانہ میں چارلس کے کئی دن تک چھپے رہنے کا حال ہے اور آخر میں جارج ثانی کی آمد کا حال ہے تو آپ کو اقرار کرنا پڑے گا کہ اس قدیم مسکن سے وابستہ بہت سی دل چسپ حکایات ہیں"

"مجھے اس میں زرا بھی شبہ نہیں لیکن حضرت اس سے ہم کو کیا واسطہ"

"کیا کچھ بھی نہیں ؟ وسعت نظر ہمارے پیشہ کی اولین شرط ہے - خیالات کی ترتیب اور معلومات کا صحیح استعمال بعض اوقات بے حد کار آمد ہوتے ہیں - میری ان گستاخیوں کو معاف کیجئے گا - لیکن یہ باتیں وہ شخص کر رہا ہے جو اگرچہ محض شوقیہ کرتا ہے تاہم آپ سے معمر اور آپ سے زیادہ پختہ کار ہے"

"سب سے اوّل میں ہی اس کا اقرار کرتا ہوں - اب آپ مطلب پر آگئے اس کا مجھے اعتراف : لیکن آپ راستہ نہ جانے کس بلا کا پیچدار استعمال کرتے ہیں"

"بہت اچھا - میں تاریخ چھوڑ کر اب زمانہ حال میں آیا جاتا ہوں - جیسا پہلے بیان کر چکا ہوں میں گزشتہ شب قلعہ میں گیا تھا - نہ میں مسٹر بارکر سے ملا اور نہ مسنز ڈگلس سے - میں نے ان کو تکلیف دینے کی ضرورت ہی نہ سمجھی، لیکن مجھے یہ سن کر خوشی ہوئی کہ خاتون غم زدہ نہیں ہے اور نیز یہ کہ اس نے کھانا بھی خوب کھایا میں خاص طور سے میاں آمس کے پاس گیا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بغیر کسی کے کہے اس بے چارے نے مجھے تھوڑی دیر تک مطالعہ خانے میں بیٹھنے دیا"

"کیا اس کو لئے ہوئے ؟" میں بول اٹھا -

"نہیں نہیں - ہر چیز اب ترتیب کے ساتھ ہے - مسٹر میک، مجھے معلوم ہوا کہ آپ اس کی اجازت دے چکے ہیں - کمرہ اپنا اصلی حالت پر تھا اور اسی میں میں نے پاؤ گھنٹہ نہایت نفع کے ساتھ گزارا۔"

"آپ کر کیا رہے تھے ؟"

"میں اس زرا سی بات کا تبنگڑ انہیں بنانا چاہتا - میں اصل میں گمشدہ ڈمبل کو دیکھ رہا تھا - اس قضیہ میں تو میری نظروں میں اُس کی بڑی اہمیت تھی - چنانچہ میں نے اس کو ڈھونڈھ ہی نکالا۔"

"کہاں ؟"

"آہ - بس یہیں سے تو نامعلوم کی سرحد شروع ہو جاتی ہے - مجھے تھوڑا سا اور چلنے دیجئے اور پھر آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کو سب کچھ بتا دوں گا۔"

"خیر آپ ہی کی شرطوں کو قبول کرنا پڑے گا - لیکن جب آپ یہ کہتے ہیں کہ اس قضیہ سے دست بردار ہو جاؤ تو ——— خدا را بتائیے اس میں کیا مصلحت ہے ؟"

"جناب مسٹر میک ! صرف یہی کہ آپ کو اس کی خبر نہیں کہ آپ تحقیقات کس کی بابت کر رہے ہیں۔"

"ہم برلسٹون منیر کے مسٹر جان ڈگلس کے قتل کی تفتیش کر رہے ہیں۔"

"ہاں ہاں یہ تو آپ کر رہے ہیں - لیکن براہ کرم اس سائیکل سوار کا پیچھا چھوڑ دیجئے - آپ کو اس سے کچھ بھی نفع نہ ہوگا۔"

"تو آپ کی کیا رائے ہے ہم کو کیا کرنا چاہیئے ؟"

"اگر آپ میرا کہا مانیں تو میں آپ کو ٹھیک ٹھیک بتلا دوں۔"

"مجھے اقرار ہے کہ آپ کی اُن عجیب وغریب باتوں میں کوئی نہ کوئی مصلحت پوشیدہ رہتی ہے - آپ جو کہیں گے میں کرنے کے لئے تیار ہوں۔"

"مسٹر بیین صاحب، آپ بھی؟"

اب بے چارہ دیہاتی مفتش ایک ایک کا منھ تکنے لگا۔ مسٹر ہومز اور ان کے طریقے اس کے لئے بالکل نئے تھے۔ آخر کار کہا:

"اگر انسپکٹر صاحب تیار ہیں تو میں بھی تیار ہوں۔"

"بہت خوب! اچھا تو سنئے۔ آپ دونوں حضرات اس وقت جائیے اور دیہات کی خوش گوار اور پاکیزہ ہواؤں میں لطف سیر حاصل کیجئے۔ میں نے سنا ہے کہ برلسٹون کے مناظر بہت عمدہ ہیں۔ دوپہر کا کھانا تو کسی نہ کسی سرائے میں مل ہی جائے گا۔ اتفاق سے میں ان اطراف سے زیادہ واقف نہیں ہوں ورنہ پتا بھی بتا دیتا۔ شام کو جب تھک کر لیکن خوش ——"

"جناب۔ اب مذاق کی حد ہو چکی" میک ڈانل نے غصہ سے اٹھ کر کہا

"اچھا خیر۔ آپ کا جس طرح جی چاہے دن گزاریئے" ہومز نے انسپکٹر کی پیٹھ ٹھونک کر کہا۔ "جو آپ کا جی چاہے کیجئے، جہاں آپ کا جی چاہے جائیے لیکن غروب سے پہلے مجھ سے یہاں ملئے اور بالضرور ملئے۔ مسٹر میک، دیکھئے ملئے گا ضرور؟"

"ہاں یہ کچھ سمجھ کی بات ہے۔"

"ساری باتیں سمجھ کی تھیں لیکن خیر میں زور نہیں دیتا اس وقت تک جب تک آپ یہاں میری ضرورت کے وقت موجود ہیں۔ لیکن اب رخصت ہونے سے پہلے ذرا مسٹر بارکر کو تو ایک رقعہ لکھ دیجئے۔"

"اچھا"

"آپ پسند کریں تو میں لکھوا دوں۔ لکھئے —— جناب عالی۔ میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ خندق خالی کرا دوں۔ اس امید میں کہ شاید وہاں کوئی۔"

"ناممکن۔ میں دریافت کر چکا ہوں" انسپکٹر نے کہا
"اوہ۔ جناب جو میں کہوں براہ کرام وہی لکھئے"
"اچھا کہئے"
"۔۔۔ کہ شاید وہاں کوئی ایسی چیز برآمد ہو جو تحقیقات پر اثر ڈال سکے۔ میں نے سب انتظامات کر لئے ہیں اور کام کل صبح سے شروع ہو جائے گا۔"
"ناممکن"
"۔۔۔ تاکہ چشمہ کا رخ بدل دیا جائے۔ اس لئے اطلاعاً عرض ہے"
"اب اس پر دستخط کر دیجئے اور اس کو چار بجے کسی کے ہاتھ بھیج دیجئے۔ وقت معینہ پر ہم پھر ملیں گے۔ اس وقت تک جس کا جو جی چاہے وہ کرے کیوں کہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ تحقیقات ختم ہو چکی"

جب ہم پھر جمع ہوئے تو شام ہو چکی تھی۔ ہومز کا انداز متین تھا، میں معلومات کا خواہاں تھا اور سراغ رسانوں کے بشرے سے پریشانی اور ناراضی ظاہر تھی۔

میرے دوست نے نہایت سنجیدگی سے کہا:

"سنئے جناب عالی۔ میں آپ سے یہی درخواست کرتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ ہر ایک چیز کی جانچ کیجئے۔ اس وقت آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ آیا میرے نتائج غلط تھے یا صحیح۔ آج کی شام سرد ہے اور میں نہیں کہہ سکتا کہ ہماری مہم کب تک سر ہو اس لئے براہ کرم گرم سے گرم کپڑے پہن لیجئے۔ یہ اشد ضروری ہے کہ ہم اپنے مقام پر اندھیرا ہونے سے قبل پہنچ جائیں۔ بس اجازت ہو تو ہم ابھی چل پڑیں"

ہم مے تر ہاؤس کے باہر باہر ہوتے ہوئے ایسے مقام پر پہنچے جہاں کٹہرا نہ تھا اسی میں ہو کر ہم اندر داخل ہوئے اور پھر ہومز کے پیچھے پیچھے چلے یہاں تک ایک جھاڑی میں چھپے جو صدر دروازہ اور پل کے مقابل تھی۔ پل گرا ہوا تھا۔ ہومز

بہترین کوئلے اور لوہے کی وادیوں کے سرے پر ایک چھوٹا سا بارونق قصبہ ہے۔ مسٹر بارکر مجھے یاد ہے کہ آپ نے ڈگلس کی پہلی بیوی کا تعلق یہیں سے تبلایا تھا۔ چنانچہ شخص متوفی کے جسم پر جو کارڈ تھا اس میں بھی یہی حروف تھے کیا عجب جو معنی بھی یہی ہوں جو اوپر بیان ہوئے یا ممکن ہے کہ یہ وادی جہاں سے قتل و غارت گری کے دل دادہ نکلتے ہیں وہی وادی خوف ہو، جس کی نسبت ہم سُنا کرتے تھے۔ یہاں تک تو سب صاف ہے اب مسٹر بارکر میں نے بہت سا وقت ضائع کر دیا۔ اب آپ اپنی تاویلات پیش کیجئے "

اس بڑے سراغ رساں کی گفتگو کے دوران میں مسٹر بارکر کا چہرہ دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔ کبھی غصہ تھا کبھی حیرت اور کبھی ضعف ارادہ تو کبھی بدحواسی، ایک رنگ آتا تھا ایک رنگ جاتا تھا۔ بالآخر مجبور ہو کر طنز و طعن کی آڑ پکڑی۔ کہنے لگا۔

"مسٹر ہومز، آپ اتنا تو جانتے ہی ہیں کچھ اور بھی سُنایئے"

"بے شک میں آپ کو بہت کچھ تبلا سکتا ہوں۔ لیکن اب تو کچھ آپ ہی کے منہ سے بھلا معلوم ہوگا"

"آہا۔ آپ کا یہ خیال ہے۔ کیوں جناب! اچھا تو سُنیئے جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اگر اس میں کوئی راز ہے تو میرا نہیں اور میں ہرگز فاش نہ کروں گا"

"مسٹر بارکر اگر آپ یوں چلتے ہیں تو ہم کو آپ پر نگاہ رکھنی پڑے گی۔ یہاں تک کہ پروانہ گرفتاری مل جائے اور آپ کو حراست میں لے لیں" انسپکٹر نے متانت سے کہا۔

"جو آپ کے جی میں آئے کیجئے" بارکر نے تحقیراً کہا

جہاں تک اس کا تعلق تھا کارروائی یہیں ختم معلوم ہوتی تھی کیوں کہ اس کے چہرے پر ایک نظر یہ تبلانے کے لئے کافی تھی کہ چاہے کچھ ہو جائے وہ اب ایک لفظ بھی زبان سے نہ نکالے گا۔ لیکن ایک زنانہ آواز نے اس عقدے کو کھول دیا۔ مسز ڈگلس نیم بند دروازے کے پاس کھڑی باتیں سُن رہی تھیں اور اب کمرے میں در آئیں

کہنے لگیں:

"سسل! تم نے ہمارے لئے بہت کچھ کیا۔ اب چاہے نتیجہ کچھ ہی ہو تم نے بہت کیا۔"

اس پر ہومز بہت سنجیدگی سے بولے:

"بہت بلکہ بہت سے بھی زیادہ۔ بیگم صاحبہ مجھے آپ کے ساتھ پوری ہمدردی ہے۔ لیکن میں آپ پر یہ امر بھی ظاہر کر دینا چاہتا ہوں کہ آپ کو ہماری مقامی پولس کو اس قدر کم عقل نہ سمجھنا چاہیئے تھا۔ بلکہ جملہ واقعات کی اطلاع دے دینا چاہیئے تھا۔ ممکن ہے کہ میرا ہی قصور ہو۔ کیوں کہ میں نے آپ کے اس اشارے پر کام نہیں کیا جو آپ نے واٹسن صاحب کی معرفت مجھ تک بھیجا تھا۔ لیکن اس وقت میرے دلائل یہی تبلاتے تھے کہ جرم سے آپ کا براہ راست تعلق ہے لیکن اب مجھے کامل یقین ہو گیا ہے کہ ایسا نہیں ہے ساتھ ہی اس کے ابھی بہت سی باتیں توجہ طلب باقی ہیں۔ اس لئے میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ آپ مسٹر ڈگلس کو بلائیں تاکہ وہ اس حقیقت سے پردہ اٹھائیں۔"

ہومز کے الفاظ سنتے ہی مسز ڈگلس حیرت سے چلا اٹھیں۔ میں نے اور سراغ رسانوں دونوں نے اس کی تقلید کی۔ کہ اتنے میں ایک آدمی کی آہٹ ہوئی جو دیوار سے نکلا معلوم ہوتا تھا۔ چنانچہ کونے سے اب وہ ہماری طرف بڑھا۔ مسز ڈگلس گھومیں اور ان کے بازو اس کے گلے میں حمائل ہو گئے۔ بارکر نے بڑھ کے مصافحہ کیا۔ خاتون نے کہا۔

"جیک۔ یہی بہتر تھا۔ مجھے یقین ہے کہ یہی بہتر ہوا۔"

"واقعی مسٹر ڈگلس یہی بات ہے، مجھے یقین ہے کہ آپ بھی اس کو بہتر ہی پائیں گے۔"

وہ حضرت آنکھیں ملتے پلک جھپکاتے ہوئے کھڑے تھے۔ جیسے کوئی اندھیرے سے روشنی میں آئے۔ اس کا چہرہ قابل دید تھا۔ تیز آنکھیں، مضبوط، مختصر اور بھوری مونچھیں اور ٹھڈی جو کوتاہ اور آگے کو نکلی ہوئی تھی۔ ہم سب کو خوب غور سے دیکھا اور پھر سب کو چھوڑ کے میری طرف بڑھے اور مجھے کاغذوں کا ایک پلندہ دیا۔ اب

وہ کہنے لگے، لیکن ایسی آواز میں جو نہ تو بالکل انگریزی تھی اور نہ بالکل امریکن لیکن یہ خوشگوار تھی۔

"میں نے آپ کی نسبت سنا ہے۔ آپ اس طائفہ کے مورخ ہیں لیکن جناب آپ کے ہاتھوں کبھی ایسا قصہ نہ گزرا ہوگا۔ میں اس پر شرط بدنے کے لئے تیار رہوں۔ جس طرح آپ کا جی چاہے اس کو لکھیئے لیکن واقعات یہی ہیں اور جب تک یہ آپ کے ہاتھ میں ہیں پبلک کی نظر آپ سے نہیں ہٹ سکتی۔ میں دو دن تک اس دربے میں بند تھا اور جتنی روشنی بھی میسر تھی اسی میں میں نے اس کو قلم بند کیا۔ اب یہ آپ کی نذر ہے۔ اسی میں 'وادی خوف' کا قصہ درج ہے۔"

"یہ تو ذکر ماضی ہے۔ ہم تو آپ کے حال کا قصہ سننا چاہتے ہیں۔" شرلک ہومز نے کہا۔

"وہ بھی سنئے۔ کیا میں سگرٹ پی سکتا ہوں۔ شکریہ۔ آپ بھی تو اس سے شغل رکھتے ہیں۔ بھلا خیال تو کیجئے کہ جیب میں سگرٹ ہو اور اس ڈر کے مارے کہ خوشبو سے پتا لگ جائے گا پینا حرام۔"

کانس پر جھک کر ایک کش سگار کا لیا

"مسٹر ہومز، میں نے آپ کا ذکر سنا ہے لیکن اس کا مجھے گمان نہ تھا کہ آپ سے ملاقات بھی ہوگی۔ لیکن اس کو ختم کرنے سے پہلے (میرے کاغذات کی طرف اشارہ کرکے) آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ یہ بالکل نئی چیز ہے۔"

اس نئے آنے والے پر انسپکٹر میک ڈانل کی نظریں جمی ہوئی تھیں۔ بالآخر کہنے لگے:

"یہ تو میری سمجھ سے باہر ہے۔ اگر برلسٹون کے مسٹر ڈگلس آپ ہی ہیں تو دو دن سے ہم کس کی موت کی تفتیش کر رہے ہیں اور آپ یہ نکل کہاں سے پڑے آپ تو

شل جن کے آموجود ہوئے۔"

مسٹر ہومز ملامت کے لہجے میں بولے:

"دیکھا مسٹر میک۔ میں تو آپ سے کہتا تھا۔ آپ نے وہ مقامی رسالہ نہ دیکھا جس میں شاہ چارلس کی پوشیدگی کا حال درج تھا۔ اس زمانے میں لوگ معتبر تہ خانوں کے علاوہ کہیں چھپتے ہی نہ تھے اور جس نے ایک مرتبہ پناہ دی وہ دوبارہ بھی دے سکتا ہے مجھے تو یقین ہی ہو گیا تھا کہ مسٹر ڈگلس اسی مکان میں ہیں۔"

"اور کب تک ہمارے ساتھ آپ یہ چال چلا کئے اور کب تک آپ نے ہم کو ایسی چیز کے پیچھے رہنے دیا جس کو آپ لغو سمجھتے ہیں۔" انسپکٹر نے غصہ بھرے لہجہ میں پوچھا۔

"ایک منٹ کے لئے بھی نہیں۔ رات ہی تو اس قضیہ کے متعلق میں نے خیالات قائم کئے اور چوں کہ آج شام سے پہلے ان کی تصدیق نہ ہوئی تھی اس لئے میں نے آپ کو اور آپ کے دیگر رفقا کو ایک دن کے واسطے آرام کرنے کا مشورہ دیا۔ آپ ہی بتلائیے میں اور کرتا ہی کیا۔ جب مجھکو خندق میں وہ کپڑے ملے تو میں سمجھ گیا کہ جس لاش پر ہم تحقیقات کر رہے تھے وہ مسٹر ڈگلس کی لاش نہیں ہو سکتی لامحالہ وہ ٹنبرج والے سائیکل سوار کی ہو گی۔ اس کے علاوہ دوسری صورت ہی کوئی نہ تھی۔ پس مجھے یہ دریافت کرنا تھا کہ مسٹر ڈگلس ہیں کہاں۔ اور گمان غالب یہ تھا کہ اپنی اہلیہ اور اپنے دوست کی مدد سے مکان میں کہیں چھپ گئے ہیں۔ کیوں کہ اس مکان میں ایسی جگہیں موجود ہیں تاکہ جب معاملہ رفع دفع ہو جائے تو وہ فرار ہو سکیں ـــ"

"سمجھے تو آپ خوب" مسٹر ڈگلس نے کہا۔ "میں تو سمجھا تھا کہ برطانوی قانون کی زد سے بچ جاؤں گا۔ کیوں کہ میں اس سے واقف بھی نہ تھا، دوسرے یہ کہ اس میں مجھے ان بدمعاشوں سے ہمیشہ کے لئے پیچھا چھڑانے کا موقع مل گیا۔ یہ خیال رہے کہ میں نے اول سے آخر تک کوئی کام ایسا نہیں کیا جس سے مجھے شرم آتی ہو یا یہ کہ

اب کرنے میں مجھے تکلف ہو۔ لیکن اس کا فیصلہ تو آپ خود قصہ پڑھنے کے بعد کریں گے مجھے آگاہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں صداقت پر قائم رہنے کے لئے تیار ہوں۔ میں بالکل ابتدا سے تو شروع نہیں کرنا چاہتا۔ اس کا حال تو اس میں ہے (کاغذوں کی طرف اشارہ کرکے) آپ اس کو نہایت ہی عجیب و غریب پائینگے۔ خلاصہ یہ ہے کہ چند آدمی ایسے ہیں جو خاص خاص وجوہ سے میرے سخت ترین دشمن ہیں اور مجھ پر اپنا داؤں چلانے کے لئے اپنی ساری کوششیں صرف کرنے کے لئے تیار ہیں۔ جب تک میں زندہ ہوں اور جب تک وہ زندہ ہیں۔ اس دنیا میں میرے لئے کہیں بھی پناہ نہیں ہے انھوں نے شکاگو سے کے لی فورنیا، تک میرا پیچھا کیا۔ پھر مجکو امریکہ سے نکلنے پر مجبور کیا۔ اس کے بعد میں نے شادی کرلی اور اس دُور افتادہ مقام میں سکونت اختیار کرلی۔ میرا خیال تھا کہ میرے آخری دن اطمینان کے ساتھ گزریں گے۔ میں نے اپنی بیوی کو حقیقت حال سے آگاہ نہیں کیا اور نہ میں نے ضرورت سمجھی کہ خواہ مخواہ اُن کو بھی اس پھندے میں پھنساؤں۔ اُن کو پھر کبھی چین نہ نصیب ہوتا اور ہمیشہ خطرے کی وجہ سے پریشان حال رہتیں۔ میرا خیال ہے کہ اُن کو کچھ سا ن گمان ہوگیا تھا۔ کیوں کہ شاید میری زبان سے ایک آدھ لفظ نکل گیا ہوگا۔ لیکن کل تک جب آپ لوگ اُن سے ملے تھے اُن کو خبر نہ تھی کہ صورت معاملات ہے کیا جو کچھ اُنھیں معلوم تھا اُنھوں نے آپ سے بیان کردیا اور یہی مسٹر بارکر نے بھی کیا۔ کیوں کہ جس رات یہ واردات ہوئی، اس رات افہام تفہیم کا بہت ہی کم موقع تھا۔ اب اُن کو سب کچھ معلوم ہے لیکن اگر میں نے پیش تر ہی سے اُن پر حالات روشن کردیئے ہوتے تو میرے لئے منفعت بخش ہوتا۔ مگر یہ امر بہت مشکل تھا (اپنی بیوی کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لئے) اور جو کچھ میں نے کیا بہترین سمجھ کے کیا۔

"سنئے حضرات۔ ان واقعات سے ایک روز قبل میں ٹمبرج گیا تھا اور وہاں

ایک سڑک پر مجھے ایک شخص کی جھلک نظر آئی۔ وہ صرف ایک جھلک تھی لیکن ایسی باتوں میں میری نگاہ بہت تیز ہے۔ چنانچہ میں نے فوراً پہچان لیا کہ وہ کون ہے۔ وہ میرا بدترین اور سخت ترین دشمن تھا اور ایک بھوکے بھیڑئیے کی طرح وہ میرے پیچھے لگا ہوا تھا۔ میں سمجھ گیا تھا کہ کوئی آفت آنے والی ہے۔ اسی لئے میں گھر آیا اور اس کے لئے تدبیریں کرنے لگا۔ مجھے خیال تھا کہ میں خود ہی تمام معاملے کو سنبھال لوں گا۔ کیوں کہ ایک زمانہ میں ممالک متحدہ امریکہ کے گوشے گوشے میں میری خوش طالعی کا شہرہ تھا مجھے اب بھی اپنی خوش بختی کا یقین تھا۔

"دوسرے روز میں دن بھر ہوشیار رہا اور باہر باغ تک بھی نہ گیا۔ یہ بہت ہی اچھا ہوا ورنہ وہ دفعتہً اپنی بندوق لئے مجھ پر آ ٹوٹتا اور مجھکو سنبھلنے کا موقع بھی نہ ملتا۔ جب پل چڑھا دیا گیا (اور جب کبھی بھی شام کو پل چڑھا دیا جاتا تھا تو مجھے بہت اطمینان ہو جاتا تھا) تو میرے ذہن سے وہ بات اتر گئی۔ مجھے اس کا گمان تک بھی نہ تھا کہ میرے گھر میں آ کر وہ میری تاک میں بیٹھا ہو گا۔ لیکن جب میں حسب عادت شب کے وقت مکان کا چکر لگا رہا تھا تو مطالعہ خانے میں داخل ہوتے ہی مجھے خطرے کی بو آنے لگی۔ میرا خیال ہے کہ جب کبھی کسی آدمی کو کوئی خطرہ پیش آتا ہے (اور مجھے اپنی زندگی میں تو نہ جانے کتنوں سے سابقہ پڑ چکا ہے) تو ایک چھٹا حس ہوتا ہے جو فوراً سرخ جھنڈی ہلا دیتا ہے۔ مجھے وہ سرخ جھنڈی نظر آتی تھی۔ لیکن اس کے سبب سے ناواقف تھا۔ فوراً ہی مجھکو کھڑکی کے پردے کے نیچے ایک جوتا نظر آیا اور پھر میں ساری کیفیت سمجھ گیا۔

"اس وقت ایک ہی شمع تھی جو میرے ہاتھ میں تھی۔ لیکن چونکہ دروازہ کھلا تھا اس لئے بڑے کمرے کے چراغ سے اچھی خاصی روشنی آ رہی تھی۔ میں نے شمع رکھدی اور ایک جست کی تاکہ کانس پر رکھے ہوئے ہتوڑے کو اٹھا لوں۔ اسی وقت وہ میرے

اوپر جھپٹا، مجھے چھرا چمکتا نظر آیا۔ اس لئے میں نے ہتھوڑا رسید کیا۔ اس کے کہیں نہ کہیں لگا کیوں کہ اس کے بعد ہی چھرا فرش پر الگ جا گرا۔ وہ میز کے ادھر اُدھر دیکھنے لگا اور اتنے میں کوٹ کی جیب سے بندوق نکالی۔ میں نے گھوڑا چڑھانے کی آواز سُنی، لیکن فیر کرنے سے پہلے میں نے اس کو پکڑ لیا۔ میرے ہاتھ میں بندوق کی نال آئی۔ اور پھر ہم دونوں منٹ دو منٹ تک گتھے رہے۔ جس کی بھی گرفت چھوٹتی اس کے لئے موت تھی۔ اس نے اپنی گرفت نہ چھوڑی لیکن نال کے نیچا کرنے میں ایک لمحہ بھر کی دیر ہو گئی ممکن ہے میں نے گھوڑا دبا دیا ہو۔ یا ممکن ہے کہ چھینا جھپٹی میں وہ دب گیا ہو۔ بہر حال دونوں فیر اس کے منہ پر پڑے اور میں وہاں حیرت میں کھڑا ٹیڈ بالڈون کی لاش کو دیکھنے لگا۔ میں نے سڑک پر اسے پہچان لیا تھا اور جب وہ میرے اوپر جھپٹا تب بھی پہچان لیا تھا۔ لیکن اس وقت جو حالت ہوئی اس میں تو اس کی ماں بھی نہ پہچانتی۔ میں نے ایسے منظر بہت دیکھے تھے لیکن اس وقت کی حالت نے مجھے بے چین کر دیا۔

"میں میز کے پہلو ہی پر کھڑا تھا کہ بارکر جلدی جلدی اتر کر آئے۔ میں نے اپنی اہلیہ کو بھی آتے سُنا اور دروازے کی طرف دوڑا کہ اسے روک دوں۔ کیوں کہ یہ منظر عورتوں کے دیکھنے کا نہ تھا۔ میں نے اس کے پاس فوراً آنے کا وعدہ کیا میں نے دو ایک لفظ بارکر سے کہے اور وہ فوراً سمجھ بھی گئے۔ اس کے بعد ہم نے دوسروں کی آمد کا انتظار کیا۔ لیکن کوئی نہ آیا جس سے معلوم ہوا کہ انھوں نے کچھ بھی نہیں سُنا اس لئے واردات کی اطلاع سوائے ہمارے کسی کو نہ تھی۔

"اس وقت ایک خیال میرے ذہن میں آیا اور میں اس کی بلند پروازی سے مبہوت سا ہو گیا۔ متوفی کی آستین کھل گئی تھی اور اس کے بازو پر لاج کا نشان گدا تھا یہ دیکھئے"

جس شخص کو ہم ڈگلس سمجھتے تھے اس نے اپنی آستین ہٹائی تو ہم کو ایک دائرے میں ایک بھورا مثلث بالکل ویسا ہی نظر آیا جیسا کہ ہم نے لاش کے بازو پر دیکھا تھا۔

" اسی کو دیکھکر مجھے وہ خیال پیدا ہوا۔ ایک ہی نظر میں مجھے سب صاف معلوم ہونے لگا۔ اس کا قد، اس کے بال اور اس کا نقشہ میرا ہی جیسا تھا۔ اس وقت تو کوئی اس بے چارے کو پہچان بھی نہ سکتا تھا۔ میں نے اس کے کپڑے اتارے اور پندرہ منٹ میں بار کر اور میں نے مل کر اس کو اپنا کوٹ پہنا دیا۔ اس کے بعد وہ اسی حالت میں پڑا رہا جس حالت میں آپ نے اُسے پایا تھا۔ اس کی جملہ چیزیں ہم نے ایک پوٹلی میں باندھیں اس کو اس ڈمبل میں باندھ کر جس کے علاوہ وہاں اور کچھ تھا بھی نہیں ہم نے کھڑکی سے باہر پھینک دیا۔ جو کارڈ وہ میرے بدن پر رکھنے لایا تھا وہ اب اس کے بدن پر تھا۔ میں نے اپنی انگوٹھیاں اُتار کے اس کی انگلیوں میں پہنا دیں۔ لیکن جب عروسی انگشتری کی باری آئی (اس نے اپنا قوی بازو آگے بڑھا) تو آپ دیکھ سکتے ہیں کہ میں اپنی حد کو پہنچ گیا تھا۔ شادی کے بعد سے میں نے اب تک اس کو اُتارا بھی نہیں ہے اور اتارنے کے لئے بھی ریتی کی ضرورت ہوتی۔ میں یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ اس کے اُتارنے سے مجھے رنج ہوتا۔ بہر حال اگر میں چاہتا بھی تو اُتار نہ سکتا تھا۔ پس ہم نے اس کو اسی حال پر چھوڑ دیا۔ اس کے علاوہ میں پلاستر کا ایک پھایہ لے آیا اور اس کو وہاں لگا دیا۔ جہاں میں اس وقت لگائے ہوئے ہوں۔ مسٹر ہومز بس آپ سے یہیں چوک ہو گئی ورنہ اگر آپ اسی پلاستر کو اٹھا کر دیکھتے تو آپ کو کوئی زخم نظر نہ آتا۔

" بہر حال یہ حالت تھی۔ اگر میں چند دنوں کے لئے کسی گوشہ میں بیٹھ جاتا اور پھر حسب موقع ایسی جگہ چلا جاتا جہاں میری اہلیہ میرے پاس آجاتی تو ہمیں اپنی بقیہ زندگی آرام سے گزارنے کا ایک موقع مل جاتا۔ جب تک میں زندہ ہوں یہ خبیث مجھکو چین نہ لینے دیں گے۔ لیکن اگر اخباروں کے ذریعے سے ان کو یقین ہو جائے کہ

بالڈون نے اپنے شکار کا کام تمام کردیا تو میری ساری مصیبتوں کا خاتمہ ہو جائے۔ اتنا وقت نہیں تھا کہ اپنی اہلیہ اور بارکر کو تفصیل سے سمجھاتا۔ لیکن وہ اتنا سمجھ گئے کہ میری مدد کر سکے۔ مجھے اس پناہ گاہ کا حال معلوم تھا اور آمیس کو بھی معلوم تھا۔ لیکن اس کے ذہن میں یہ بات نہ آسکی کہ اس واقعہ کو اس جگہ سے بھی کوئی تعلق ہے بہرحال میں اس میں چلا گیا اور باقی سب کچھ بارکر نے کیا۔

"میرے خیال میں آپ خود جانتے ہوں گے کہ اُنھوں نے کیا کیا۔ انھوں نے کھڑکی کھول کے وہاں خون کا دھبہ ڈال دیا۔ تاکہ یہ معلوم ہو کہ راہ فرار یہی تھی۔ یہ ذرا بعید از قیاس تھا۔ لیکن چوں کہ پل اُٹھا ہوا تھا اس لئے اس کے سوا چارہ نہ تھا۔ جب ہر چیز تیار ہوگئی تو اُنھوں نے گھنٹی بجادی۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا آپ کو معلوم ہے۔ اور حضرات اب آپ کا جو جی چاہے کیجئے۔ جو کچھ میں نے آپ کے سامنے بیان کیا وہ حرف بحرف صحیح ہے۔ اب خدا پناہ میں رکھے۔ آپ یہ بتائیے کہ انگریزی قانون مجھے کس نظر سے دیکھتا ہے؟"

ایک خاموشی طاری ہوگئی جس کو شرلک ہومز نے توڑا۔

"انگریزی قانون من حیث الکل ایک منصفانہ قانون ہے۔ جس کے آپ مستحق ہوں گے وہی عمل آپ کے ساتھ کیا جائے گا۔ لیکن میں آپ سے یہ پوچھتا ہوں کہ اس آدمی کو آپ کی سکونت کا کیوں کر پتا چلا۔ اور مکان کے اندر وہ کیسے گیا۔ نیز یہ کہ کیسے معلوم ہوا کہ کس جگہ آپ کی تاک میں بیٹھے؟"

"میں کچھ نہیں جانتا۔"

ہومز جس کا چہرہ بالکل سفید اور نہایت متین تھا "ممکن ہے کہ آپ کو انگریزی قانون حتیٰ کہ امریکہ والے دشمنوں سے بھی زیادہ سخت خطرے سے دوچار ہونا پڑے۔ مجھے تو آپ کے لئے مصیبت آتی معلوم ہوتی ہے۔ آپ میری صلاح مانئے۔ آپ

برابر ہوشیار رہیئے"



اب میں اپنے ناظرین باتمکین سے درخواست کروں گا کہ وہ میرے ساتھ کچھ عرصہ کے لیے آئیں تاکہ میں اُنھیں ایوان برلسٹون سے بہت دُور کی اور نیز جس سال میں ہم نے اپنا یہ سفر کیا تھا جو جان ڈگلس نامی شخص کے قصے پر ختم ہوا اس سال سے بہت مدت پہلے کی سیر کراؤں۔ کوئی بیس برس پہلے کا تصور کیجئے اور کوئی ہزار میل مغرب کی طرف کا خیال باندھئے تاکہ میں آپ کے سامنے ایک انوکھا اور دردناک قصہ بیان کروں۔ ایسا انوکھا اور دردناک کہ آپ مشکل سے اس پر یقین لائیں گے کہ جیسا میں کہتا ہوں ویسا ہی واقع بھی ہوا تھا۔ یہ نہ سمجھئے کہ ایک قصہ کے ختم ہونے سے پہلے میں نے دوسرے کا ذکر چھیڑ دیا۔ آپ کو خود ہی پڑھنے سے معلوم ہو جائے گا۔ اور جب میں یہ قصہ ختم کر چکوں گا اور آپ اس معمے کو حل کر چکے ہوں گے تو ہم پھر بیکر اسٹریٹ کے کمروں میں ملیں گے۔ جہاں یہ اور اس جیسی دیگر وارداتیں انجام کو پہنچتی ہیں۔



حصۂ دوم

دوندگان

پہلا باب

نوجوان

۱۸۷۵ء کے ماہ فروری کی چوتھی تاریخ تھی۔ سردی بہت شدید ہوئی تھی، کوہ رگل مرٹن کی گھاٹیاں یخ بستہ تھیں، دخانی رِل کی وجہ سے ریل کی پٹری صاف تھی۔ لوہے کے کارخانے سے کوئلہ کی کانوں تک جو پٹری جاتی ہے اس پر ایک روز شام کو ایک گاڑی آہستہ آہستہ شور مچاتی چڑھاؤ پر چلی جا رہی تھی۔ راستہ میں ایک مقام اس ٹیگ واٹل نامی سے وریمیسا کا میدان شروع ہو جاتا تھا، وادی وریمیسا کا صدر مقام بھی یہی وریمیسا شہر تھا۔ یہاں سے پٹری بارٹن چوک تک اتار پر جاتی ہے۔ جہاں سے ہمڈیل اور مرٹن کا زراعتی صوبہ ملتا ہے۔ ریل کی پٹری اکہری تھی لیکن ہر بغلی ین ے۔ اور ان کی کوئی کمی نہ تھی، گاڑیوں کی گاڑیاں کوئلے اور کچے لوہے سے لدی کھڑی تھیں جن سے معلوم ہوتا تھا کہ زمین کے اندر کتنی دولت چھپی ہوئی ہے جس کی وجہ سے ایک آبادی ممالک متحدہ امریکہ کے اس دور و دراز اور سنسان خطے میں آ بسی تھی۔

اس خطے کی سنسانی کا کیا پوچھنا۔ سب سے پہلے جس شخص نے اس ویرانے میں قدم رکھا ہوگا اس کے تو وہم و گمان میں بھی نہ ہوگا کہ بہترین سبزہ زار میدانوں اور زرخیز چراگاہوں میں اتنی دولت نہیں ہے جتنی کہ اس سیاہ ٹیکریوں اور گھنے جنگلوں والی زمین میں دفن ہے۔ ریل کی پٹری جہاں سے گزر رہی تھی وہ ایک ایسی وادی تھی جس کے دونوں طرف گھنا اور دشوار گزار جنگل تھا جس کے درختوں کے اوپر پہاڑوں کی عریاں چوٹیاں اور کہیں کہیں برف اور ٹیلے دکھائی دیتے تھے۔ ان کی وجہ سے یہ وادی گویا شیطان کی آنت بن گئی تھی۔

سب سے بڑی مسافر گاڑی میں روغنی چراغ ابھی ابھی روشن کئے گئے تھے اس گاڑی میں کوئی بیس یا تیس مسافر بیٹھے ہونگے۔ ان میں سے اکثر وہ لوگ تھے جو وادی کے زیریں حصے میں دن بھر کام کرنے کے بعد اپنے مسکن کو جا رہے تھے کم از کم کوئی بارہ ۱۲ آدمی ایسے تھے جن کے آلودہ چہروں اور ہاتھوں میں سیفٹی لالٹینوں سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ وہ کان کن ہیں۔ یہ لوگ اپنا ایک جتھا بنائے الگ بیٹھے ہوئے سگرٹ پی رہے تھے۔ باتیں آہستہ آہستہ کر رہے تھے۔ نشست کے اس پار ۲ دو آدمی بیٹھے تھے جن کی طرف یہ لوگ بار بار دیکھتے تھے۔ ان دونوں کی وردی اور بلّوں سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ پولس کے جوان ہیں۔ چند مزدور پیشہ عورتیں اور ایک یا دو مسافر اور تھے جو اپنی وضع قطع سے سوداگر معلوم ہوتے تھے ان سب کے علاوہ ایک شخص تنہا ایک کونے میں بیٹھا ہوا تھا۔ ہمارا مطلب اسی شخص سے ہے۔ ذرا اسے غور سے دیکھنا۔ یہ اسی قابل ہے۔

ایک خوش رنگ، میانہ قد، اور نوجوان آدمی ہے اندازے سے کوئی تیس ۳۰ برس کا معلوم ہوتا ہے۔ اس کی آنکھیں بڑی، ہوشیار اور نگاہیں ظرافت آمیز تھیں۔ بار بار اپنے چشمے سے اپنے ہم سفروں پر متجسسانہ نظریں ڈالتا تھا۔

ظاہر تو یہی ہوتا تھا کہ آدمی ملنسار اور سادہ مزاج ہے اور ہر شخص سے صلح و آشتی کا خواہاں۔ ہر شخص بآسانی معلوم کر سکتا تھا کہ وہ عادتاً محفل پسند اور بالطبع شائق گفتگو ہے ساتھ ہی اس کے ہنس مکھ اور حاضر جواب بھی۔ تاہم غور سے مطالعہ کرنے والے پر یہ امر ظاہر ہو سکتا تھا کہ اس کے جبڑے کی سختی اور لبوں کی پختگی میں بہت کچھ پوشیدہ تھا۔ اور اگرچہ ظاہر میں یہ شخص خوش گفتار اور سیاہ مو نوجوان تھا تاہم اس بات کا پتا چلتا تھا کہ جس محفل میں بھی شریک ہوگا اپنا برا یا بھلا اثر ضرور پیدا کر دے گا۔

پہلے تو اس نے چند آزمائشی سوالات اپنے قریب کے کان کن سے کئے لیکن جواب مختصر سے اور ترش پائے۔ اسی لئے خاموش ہو کر ایک کونہ میں سرک بیٹھا اور کھڑکی میں سے بڑھتے ہوئے اندھیارے میں جھانکنے لگا۔ منظر بالکل خوش کن نہ تھا۔ اس بڑھتی ہوئی تاریکی میں سے پہاڑ کے کنارے کی بھٹیوں کی آگ کی سرخی نظر آ رہی تھی۔ ہر دو جانب لگائے ہوئے کوئلے اور دھاتی فضلے کے انبار انبار لگے ہوئے تھے۔ اوپر سے کانوں کی چمنیاں نکلی ہوئی نظر آ رہی تھیں۔ اس تمام خطے میں ادھر ادھر چھوٹے چھوٹے چوبی مکانوں کے گھیرے نظر آ رہے تھے۔ جہاں جہاں گاڑی ٹھیرتی سیاہ فام ہی زیادہ نظر آتے تھے۔ اس لئے ورمیسا کی کوئلے اور لوہے کی وادیاں نہ تو تفریح کے لئے موزوں تھیں اور نہ سکونت کے لئے۔ ہر چہار جانب تنازع للبقا بھیانک صورتوں میں نمودار تھا۔ چنانچہ جو اس تنازع میں شریک تھے وہ بھی اگرچہ مضبوط تھے تاہم جاہل تھے۔

ہمارا نوجوان اس غمزدہ خطے کو کچھ ایسے انداز سے دیکھ رہا تھا جس میں تنفر و دلچسپی دونوں شامل تھے جس سے اس امر کا پتا چلتا تھا کہ وہ نووارد ہے۔ تھوڑی تھوڑی دیر بعد وہ اپنی جیب سے ایک بھاری لفافہ نکالتا تھا جس میں سے کچھ دیکھتا تھا اور پھر اس کے حاشیہ پر کچھ قلم بند بھی کرتا جاتا تھا۔ ایک مرتبہ اپنی پشت کی جیب سے

اس نے ایک ایسی چیز نکالی جس کے متعلق گمان بھی نہ ہوسکتا تھا کہ اس جیسے نرم مزاج والے کے پاس ہوگی۔ وہ چیز ایک بڑا بھاری فوجی تمنچہ تھا۔ جب اس نے روشنی کی طرف اس کا رخ کیا تو کارتوس کی ٹوپی پر روشنی پڑنے سے معلوم ہوا کہ تمنچہ بھرا ہوا تھا۔ اس نے فوراً ہی جیب میں اس کو چھپا لیا لیکن پاس ہی بنچ پر جو شخص بیٹھا تھا اس نے دیکھ ہی تو لیا۔ چنانچہ کہنے لگا:

"ارے میاں تم تو کیل کانٹے سے لیس معلوم ہوتے ہو"

نوجوان مضطربانہ مسکرایا۔

"ہاں جہاں سے میں آیا ہوں وہاں ذرا ضرورت رہتی ہے"

"اور وہ کون سا مقام ہے"

"میں اب تو شکاگو سے آرہا ہوں"

"ان اطراف میں تو اجنبی ہو؟"

"ہاں"

"تو یہاں بھی اس کی ضرورت ہوگی"

"کیا واقعی" اب تو نوجوان کی دلچسپی بڑھی۔

"کیا یہاں کے کارنامے نہیں سنے؟"

"خلاف معمول تو کچھ نہیں سنا"

"ارے میں تو سمجھتا تھا کہ تمام ملک ان کارناموں سے گونج اٹھا ہے، آپ بھی جلد سن لیں گے۔ کہئے آنا کیسے ہوا؟"

"میں نے سنا تھا کہ یہاں کام کرنے والے کے لئے خوب موقعے ہیں"

"کیا آپ حزب العمال کے رکن ہیں"

"یقیناً"

"تو ضرور آپ کو کام مل جائے گا۔ آپ کے کوئی دوست بھی ہیں"

"ابھی تو نہیں۔ لیکن میں پیدا کر سکتا ہوں"

"اور وہ کیسے؟"

"میں سلسلہ احراریہ کا رکن ہوں۔ کوئی شہر ایسا نہیں جہاں اس سلسلے کے لوگ نہ ہوں اور جہاں یہ لوگ ہوں گے وہیں میرے دوست بھی ہو جائیں گے"

اس گفتگو نے مخاطب کے اوپر بہت اثر کیا۔ اس نے گاڑی میں دوسروں کی طرف مشتبہ نظریں ڈالیں۔ کان کن ابھی تک کانا پھوسی میں مصروف تھے۔ دونوں پولس کے جوان اونگھ رہے تھے۔ بس وہ اٹھا اور نوجوان کے پاس آ اس کے مقابل بیٹھ گیا۔ کہنے لگا:

"ہاتھ وہاں رکھو"

پھر دونوں میں مصافحہ ہوا۔

"معلوم ہوا کہ آپ سچے ہیں لیکن اطمینان کر لینا اچھا ہوتا ہے"

اس نے اب اپنا داہنا ہاتھ دائیں ابرو پر رکھا۔ مسافر نے فوراً اپنا بایاں ہاتھ اپنی بائیں ابرو پر رکھا۔

"تاریک راتیں ناگوار ہوتی ہیں" کان کن نے کہا۔

"ہاں، مسافروں کو سفر میں" جواب ملا۔

"بہت خوب۔ میرا نام برادر اسکان لین ہے۔ میرا پتہ لاج نمبر ۳۴۱ وادی ورمیسا ہے۔ ان اطراف میں آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی"

"شکریہ۔ میں برادر جان میک مرڈو ہوں۔ لاج نمبر ۲۹ شکاگو۔ سالار اسکاٹ۔ میری خوش نصیبی کہ بسم اللہ آپ سے ہوئی"

"ہم لوگوں کی تو یہاں کثرت ہے۔ اس سلسلہ کو یہاں جیسی ترقی ہوئی کہیں بھی

حاصل نہیں ہے۔ لیکن آپ جیسے نوجوانوں کی تو ہمیں ضرورت رہتی ہے۔ مگر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ حزب العمال کا ایک سرگرم رکن ہو اور اس کو تنکاگو میں کام نہ ملے۔"

"وہاں کام تو بہت تھا"

"تو وہاں سے چلے کیوں آئے؟"

جان میک مرڈو نے پولس کے جوانوں کی طرف دیکھا اور مسکرایا۔

"بتا دوں تو ان دونوں سے پوچھو انھیں کتنی خوشی ہوگی"

اسکین لن نے اظہار ہمدردی کیا۔

"کوئی مشکل؟" کان میں پوچھا

"زبردست"

"روپیہ پیسے کا معاملہ؟"

"اس کے علاوہ بھی"

"قتل وغیرہ"

"ابھی تو ایسی باتوں کے دن نہیں آئے"

میک مرڈو نے اس انداز سے کہا جس سے معلوم ہوا کہ وہ مجبوراً ارادہ سے زیادہ کہہ رہا ہے۔ چنانچہ کہنے لگا۔

"میں جانتا ہوں کہ میں نے تنکاگو کیوں چھوڑا اور آپ کے لئے یہی کافی ہونا چاہیئے۔ آپ کون ہیں جو اس قسم کے سوالات اپنے ذمہ فرض سمجھتے ہیں۔"

اس کی آنکھوں کی چمک اب بڑھ گئی اور ان میں غصے کی آگ مشتعل تھی۔

"خیر جانے دیجئے۔ ناراض نہ ہو جئے۔ چاہے آپ نے کچھ ہی کیوں نہ کیا ہو۔ برادری میں تو آپ کی قدر و منزلت ضرور ہوگی۔ اب اس وقت کہاں کا عزم ہے؟"

"ورمیسا کا"

"یہاں سے تیسرا اسٹیشن ہے آپ ٹھیریں گے کہاں؟"

میک مرڈو نے لفافہ نکالا اور مدہم چراغ کے پاس لے گیا۔

"دیکھئے یہ پتا ہے۔ یعقوب شیفٹر کو جئے سٹے ری ڈن۔ یہ ایک قیام گاہ ہے جہاں کے لئے شکاگو کے ایک دوست نے سفارش کی ہے۔"

"بہرحال میں واقف نہیں۔ اور ورمیسا میرے پہرے میں بھی نہیں۔ میں ہاب سن پیچ میں رہتا ہوں۔ اور یہ لیجئے وہ آ ہی گیا لیکن رخصت سے پہلے ایک نصیحت آپ کو کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ اگر ورمیسا میں کسی قسم کی کوئی مشکل پیش آئے تو فوراً لاج میں جاکر سالار میک گنٹی سے ملئے گا۔ وہ ورمیسا کے لاج کے سالار ہیں اور ان نواح میں کوئی واقعہ اس وقت تک ظہور میں نہیں آتا جب تک کہ میک گنٹی اسود کی مرضی نہ ہو۔ اچھا اب رخصت۔ ممکن ہے لاج میں کسی شام ملاقات ہو۔ لیکن میرے الفاظ یاد رکھئے کوئی وقت پیش آئے تو فوراً سالار میک گنٹی کے پاس جائیے گا۔"

اسکانلن یہیں اتر گیا اور میک مرڈو اکیلا رہ گیا۔ رات بہت آچکی تھی۔ بھٹیوں کی چمنیاں تاریکی میں شور مچاتی اور آتش فشانی کرتی نظر آتی تھیں۔

اس پیلی زمینیہ کے مقابلے میں دھندلی شکلیں نظر آتی تھیں، کوئی جرثقیل کا دستہ گھماتے وقت جھکا نظر آرہا تھا، کوئی گھومتا اور کوئی مڑتا نظر آتا تھا۔ غرض کہ ایک شور محشر بپا تھا۔

کسی نے کہا "میری دانست میں تو دوزخ بھی کچھ اسی جیسا ہوگا۔"

میک مرڈو پھرا تو دیکھا کہ ایک پولس کے جوان نے اپنی جگہ بدل دی ہے اور اس صحرائے نار میں گھور رہا ہے۔

دوسرے نے جواب دیا: "مجھ سے پوچھئے تو میں یہی کہوں گا کہ واقعی دوزخ کا پورا نمونہ ہے اور ان اطراف میں بعض اشخاص تو ایسے ہیں کہ دوزخ میں اگر ان سے

زیادہ خبیث ہوئے تو سبھے تعجب ہوگا۔ میاں مسافر آپ تو نووارد معلوم ہوتے ہیں۔"

"ہوں تو آپ سے کیا؟" میک مرڈو نے ترش روئی سے جواب دیا۔

"صرف اس قدر کہ میں آپ کو رائے دوں گا کہ دوستوں کے انتخاب میں آپ ذرا ہوشیاری سے کام لیجئے۔ میں آپ کی جگہ ہوتا تو میں تو ماٹک اسکین لن یا اس جیسے دوسروں کو دوست بنانے میں تامل کرتا۔"

"آپ کی بلا سے میرے کوئی بھی دوست ہوں۔"

میک مرڈو نے کچھ اس طرح برافروختگی میں چلا کر کہا کہ سب کے سب اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"میں نے کوئی آپ سے رائے طلب کی تھی یا آپ مجھکو ایسا بچہ سمجھتے تھے کہ بغیر نصیحت کے چارہ نہیں تھا۔ آپ سے جب کوئی بولے تو آپ بھی بولئے گا۔"

وہ دونوں بے چارے جوان سیدھے سادے آدمی تھے۔ اس شخص کے اس جوش و خروش کو دیکھ کر متحیر سے رہ گئے۔ بالآخر ایک نے کہا:

"ناراض نہ ہوجئے، اس میں آپ ہی کی بھلائی کی بات تھی، آپ ہی نے تو کہا تھا کہ آپ نووارد ہیں۔"

"میں نووارد ضرور ہوں، لیکن آپ سے اور آپ جیسوں سے ناواقف نہیں ہوں میری دانست میں تو سب جگہ آپ لوگ ایک ہی قماش کے ہوتے ہیں۔ جہاں کوئی نہ سنے وہاں رائے دینا آپ کا کام ہے۔"

"معلوم ہوتا ہے کہ آپ سے آگے چل کر ملاقات ضرور ہوگی۔ اگر ذرا بھی مردم شناسی مجھ میں ہے تو میں کہوں گا کہ آپ تو آنٹھوں گانٹھ کمیت معلوم ہوتے ہیں۔"

"میں بھی یہی سمجھ رہا تھا۔" دوسرے جواں نے جواب دیا

"ضرور آپ سے ملاقات ہوگی۔"

"میں آپ سے نہیں ڈرتا آپ اس دھوکے میں نہ رہیئے گا۔ سُنئے میرا نام جیک میک مرڈو ہے اور اگر کبھی ضرورت پڑے تو یہ لیجئے میرا پتہ یہ ہے۔ مکان یعقوب شیفٹر کوچۂ شیئے رہی ڈن ورمیسا۔ بس دیکھا آپ نے میں آپ سے چھپتا نہیں پھرتا ہوں۔ رات دن ہر وقت آپ سے آنکھ ملانے کے لئے تیار رہوں۔ اچھی طرح اسے ذہن نشین کر لیجئے۔"

کان کنوں میں نووارد کے اس بہادرانہ مقابلے پر ہمدردی اور تحسین کی ایک لہر دوڑ گئی۔ پولس کے جوانوں نے کندھے ہلائے اور آپس کی گفتگو میں مشغول ہو گئے۔ چند دقیقہ بعد اسٹیشن ہی آ گیا جس میں روشنی کافی نہ تھی۔ یہاں تقریباً ساری گاڑی خالی ہو گئی کیوں کہ یہ سب سے بڑا اسٹیشن تھا۔ میک مرڈو نے اپنی خورجی اُٹھائی اور اس تاریکی میں قدم اُٹھانے ہی کو تھا کہ اتنے میں ایک کان کن نے اسے مخاطب کیا۔ قسم خدا کی بھائی تم نے تو خوب ہی جواب دیئے۔ تمھارے جوابات سن کر تو مزا آ گیا۔ لاؤ میں تمھاری خورجی لے چلوں۔ میں شیفٹر کے مکان کے پاس سے بھی گزروں گا، میرا مکان بھی اُدھر ہی ہے۔"

جب یہ دونوں چبوترے سے باہر ہوئے تو سب نے سلام کر کے رخصت کیا بس ورمیسا میں قدم رکھنے سے پہلے ہی سرکش میک مرڈو نے نام پیدا کر لیا۔

دیہات تو خوف و دہشت کی جگہ تھی ہی، شہر اس سے بھی زیادہ بھیانک نکلا۔ اس طول طویل وادی میں کم از کم اتنا تو تھا کہ اُن بڑی بڑی بھٹیوں اور دھوؤں کے بادلوں نے ایک مہیب سی شان پیدا کر رکھی تھی اور انسان کی محنت اور جفاکشی کا سب سے بڑی شہادت ان تودوں سے ملتی تھیں جو کھود کھود اس نے ڈھیر کر دیئے تھے لیکن شہر میں یہ کچھ بھی نہ تھا، وہاں تو بس غلاظت تھی یا کریہہ منظری۔ شاہراہ کی یہ حالت تھی کہ گاڑیوں کی آمد و رفت نے ایک ناگفتہ بہ حالت پیدا کر دی تھی۔ اور بغلی سڑکیں تو اور بھی تنگ اور ناہموار تھیں گیس کی جتنی قندیلیں روشن تھیں ان سے چوبی مکانوں

کا ایک طولانی سلسلہ دکھائی دیتا تھا۔ ہر ایک کے آگے لب سڑک برآمدہ تھا، لیکن مکانات سب کے سب کثیف اور گرد آلود تھے۔ جب وہ چوک میں پہنچے تو انھیں چند خوش رو دوکانیں نظر آئیں اور انھیں کے پاس کئی شراب خانے اور قمار خانے نظر آئے جن میں کان کن اپنی دن بھر کی گاڑھی کمائی لٹاتے تھے۔

"وہ دیکھو اتحاد گھر ہے" رہنما نے ایک مکان کی طرف اشارہ کیا جس میں کچھ ہوٹل کا سا انداز تھا۔ "جیک میک گنٹی وہاں کا باس ہے"

"کس قسم کا آدمی ہے" میک مرڈو نے پوچھا۔

"ایں! کیا تم نے باس کا نام نہیں سنا"

"کیسے سن سکتا تھا، تم کو معلوم ہی ہے کہ میں تازہ وارد ہوں"

"میں تو سمجھتا تھا کہ اس کا نام تمام علاقے میں مشہور ہے۔ اخباروں میں تو بہت ذکر آیا ہے"

"کس سلسلے میں؟"

"سنئے" کان کن نے اپنی آواز دھیمی کردی "وارداتوں کے سلسلے میں"

"کیسی وارداتیں؟"

"ایں۔ یہ بھی نہیں معلوم۔ برا نہ ماننا تم تو بالکل ہی بھولے بھالے ہو۔ ان اطراف میں ایک ہی قسم کے واردات کا تذکرہ سنو گے اور وہ دو ندوں کی واردات ہیں"

"ارے دو ندوں کا حال تو میں نے شکاگو میں پڑھا تھا، وہ تو قاتلوں کا ایک گروہ ہے؟"

"خاموش، اگر جان کی خیر چاہتے ہو"

کان کن نے گھبرا کے کہا اور تعجب سے اپنے ساتھی کی طرف دیکھنے لگا۔

"ارے میاں اگر یوں ہی کھلے خزانے ایسی باتیں کرنا شروع کردیں تو زندگی

بس چند روزہ ہی سمجھو۔ بہتوں نے تو اس سے بھی کم کہا تھا لیکن ان کو جان سے ہاتھ دھونا پڑا۔"
"میں تو کچھ جانتا وانتا نہیں۔ اتنا تو میں نے پڑھا تھا۔"
"اور میں کب کہتا ہوں کہ جو کچھ پڑھا وہ صحیح نہیں ہے۔" آدمی نے اِدھر اُدھر نظریں دوڑائیں کہ کہیں کوئی سُنتا تو نہیں "اگر جان لینا قتل ہے تو خدا جانے کتنے قتل ہوئے ہونگے لیکن کہیں جیک میک گنٹی کا نام اس سلسلہ میں نہ لینا، اُس تک ذرا ذرا سی خبریں بھی پہنچ جاتی ہیں۔ اور وہ ایسا آدمی نہیں ہے کہ یوں چپکا سُنا کرے۔ لو اب وہ مکان آ گیا جہاں تمھیں جانا ہے، تم مکان دار یعقوب شیف ٹر کو نہایت ایمان دار پاؤ گے۔"
"شکریہ"
میک مرڈو اپنے نئے ملاقاتی سے مصافحہ کرنے کے بعد خورجی ہاتھ میں لئے مکان کی طرف چلا۔ وہاں پہنچ کر زور سے ایک دستک دی۔
دروازہ فوراً کُھلا، لیکن کھولنے والا اس کی توقع کے بالکل خلاف نکلا۔
وہ ایک نوجوان عورت تھی جو نہایت حسین تھی۔ نقشہ سویڈنی تھا، رنگ گورا اور بال چمک دار تھے۔ اس کے مقابلے میں آنکھیں رسیلی اور سیاہ تھیں۔ اجنبی پر نظر ڈالی تو تحیر کے ساتھ اور چہرے پر خوش گوار اضطراب کے آثار نمودار ہوئے۔ کھلے دروازے میں سے جو روشنی آ رہی تھی اس میں میک مرڈو نے جو دیکھا تو اس کے ذہن میں اس سے خوب صورت تر کوئی شکل نہیں گزری تھی اور خصوصاً اس وقت تو گرد و پیش کی بدصورتیوں نے اس کو اور دوبالا کر دیا تھا۔ وہ اس قدر محو نظارہ ہو گیا کہ کچھ بولے بغیر یوں ہی کھڑا رہا۔ بالآخر اس دوشیزہ نے مہر سکوت توڑی اور اپنے خوش گوار سویڈنی لہجے میں کہنے لگی۔
"میں سمجھی کہ ابّا جان ہیں۔ آپ اُن سے ملنے تشریف لائے ہیں؟ وہ ابھی شہر گئے ہیں۔ ہر لمحہ میں ان کی منتظر ہوں۔"

میک مرڈو اس پر یوں ہی کچھ دیر تک فریفتہ نظریں ڈالا کیا یہاں تک کہ اس نے شرم کی وجہ سے نگاہیں نیچی کرلیں۔ بالآخر اس نے کہا۔

"نہیں مس! مجھے آپ کے والد سے ملنے کی جلدی نہیں لیکن آپ کا مکان مجھے قیام کے واسطے بتلایا گیا ہے۔ میں نے خیال کیا کہ شاید میرے لئے مناسب ہو اور اب مجھے معلوم ہوگیا کہ ضرور مناسب ہے؟"

"آپ نے بڑی جلدی فیصلہ کرلیا" اس نے مسکرا کر کہا

"سوائے اندھے کے سب ہی ایسا کرلیتے"

وہ اس تعریف پر ہنس پڑی۔

"اچھا آئیے۔ اندر آئیے۔ میرا نام ایٹی شیفٹر ہے۔ میری ماں کا انتقال ہوگیا ہے۔ اس لئے سارا کام میں ہی انجام دیتی ہوں۔ آپ اس کمرے میں تشریف رکھئے اتنے میں والد آجائیں گے۔ لیجئے وہ آہی گئے۔ اب اُن سے گفتگو کرلیجئے"

سڑک پر ایک بھاری بھرکم اور مسن آدمی آتا دکھائی دیا۔ چند الفاظ میں میک مرڈو نے اپنا مقصد بیان کردیا۔ مرفی نامی ایک شخص نے اس کو یہ پتا بتایا تھا۔ اس کو خود کسی دوسرے نے بتایا تھا۔ مسٹر شیفٹر فوراً راضی ہوگیا۔ نووارد نے شرائط ماننے میں کسی طرح کا عذر نہیں کیا، جو شرط پیش کی گئی فوراً قبول کرلی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بہت روپیہ والا ہے۔ چھتیس روپیہ فی ہفتہ پیشگی کے حساب سے طعام و قیام کا ذمہ لے لیا گیا۔ اس طرح میک مرڈو جس نے خود اپنے آپ کو فراری بتلایا تھا شیفٹر کے مکان میں سکونت پزیر ہوگیا۔ اور یہیں سے ایک طویل سلسلۂ واقعات کی بنا پڑی، جس کا انجام ایک دور دراز ملک میں ہوا۔

دوسرا باب

سالار

میک مرڈو ایک ایسا شخص تھا جو اپنا اثر جلد پیدا کر لیتا تھا۔ جہاں کہیں وہ جاتا لوگ اس کو محسوس کرتے۔ چنانچہ ہفتہ بھر کے اندر ہی وہ شیفٹر کے یہاں کے رہنے والوں میں مشہور ہو گیا۔ وہاں کوئی دس یا بارہ آدمی رہتے تھے لیکن سب کے سب بے چارے سیدھے سادھے کسی دفتر کے کلرک یا محرر تھے۔ اس آئرستانی کا ہم پلہ کوئی بھی نہ تھا جب کبھی شام کو وہ جمع ہوتے تو حاضر مذاق، حاضر جواب اور مغنی اس سے بڑھکر کوئی نہ ہوتا۔ علم مجلس اس کی جبلت میں داخل تھا اور اس میں کچھ ایسی کشش تھی کہ ہر شخص اس کی طرف کھنچتا۔ بایں ہمہ کبھی کبھی ریل گاڑی کی طرح، اپنے اندر کی آگ کو غصہ کی صورت میں بھی ظاہر کر دیا کرتا تھا۔ جس کی وجہ سے لوگ اس کی عزت کرتے تھے اور اس سے ڈرتے بھی تھے۔ قانون اور اس کے جملہ متعلقات کے لئے اس کے پاس سوائے حقارت کے کچھ اور نہ تھا۔ اس امر سے اس کے بعض ہم سایہ خوش ہوتے تھے اور بعض پر یہ گراں گزرتا تھا۔

شروع ہی سے اس نے اپنے برتاؤ سے یہ ظاہر کر دیا تھا کہ صاحب خانہ کی دختر پر وہ اسی وقت سے عاشق ہو گیا ہے جب سے اس کی نگاہ اس کے حسن و جمال پر پڑی۔ وہ کوئی ایسے ویسے عاشقوں میں بھی نہ تھا۔ دوسرے دن اس نے اس دوشیزہ پر اپنا عشق ظاہر کر دیا اور پھر روزانہ اس قصے کو دہراتا رہتا۔ وہ لڑکی خواہ کتنا ہی اس سے گریز کرتی یہ اپنی دھن میں برابر قائم رہا۔ چنانچہ کہا کرتا۔

" کیا کوئی اور بھی ہے؟ اگر ہے تو اس کو اپنی خیر منانی چاہئیے۔ کیا میں کسی لوہ

کی خاطر اپنی زندگی کی اُمید اور اپنے دل کی تمنا سے ہاتھ دھو بیٹھوں۔ ’’ایٹی‘‘ تمھارا جی چاہے تو ہر مرتبہ ’’نہیں‘‘ کہہ دیا کرو۔ لیکن ایک وہ دن بھی آئے گا کہ تم ’’ہاں‘‘ کہو گی اور انتظار کے لئے تو ابھی عمر پڑی ہے۔‘‘

اس آئرستانی زبان اور اس ظرافت نے اس کو ایک خطرناک عاشق بنا دیا تھا۔ اس کے چہرے سے پختہ کاری عیاں تھی اور چہرہ نہایت ہی پُر اسرار معلوم ہوتا تھا۔ یہی وہ چیزیں ہیں جو عورت کے دل کو لبھاتی اور بالآخر اس کو فریفتہ بنا دیتی ہیں۔ کبھی تو وہ اپنے وطن موناغن کا ذکر کرتا کہ کیسا خوب صورت سا چھوٹا جزیرہ ہے اور اس میں چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں اور ہرے بھرے مرغزار جن کا خیال ہی اس برفستانی مقام میں بہت ہی مُسکن تھا اور کبھی وہ اُتر کے ملکوں کا ذکر کرتا کہ [illegible] ہیں وہ رہا مچی گن میں اس نے دن گزارے۔ بفیلو سے وہ واقف اور بالآخر شکاگو میں آ رہا جہاں سے وہ ان اطراف میں آیا۔ تمام باتوں میں ’’رومان‘‘ کی سی کیفیت تھی یعنی یہ احساس تھا کہ اس بڑے شہر میں اس پر بہت سی وارداتیں گزر چکیں جو ایسی عجیب و غریب تھیں کہ ان کا تذکرہ مناسب نہ تھا۔ پھر وہ اشاروں اشاروں میں کہا کرتا کہ اس کو دفعتہً اپنی سکونت چھوڑنی پڑی۔ سب پرانے علائق قطع کرنا پڑے۔ پھر ادھر اُدھر مارا مارا پھرنا پڑا۔ یہاں تک کہ اس نواح میں اس کا آنا ہوا۔

ایٹی ان تمام باتوں کو سُنا کرتی۔ اس کے دل میں رحم اور ہمدردی کے جذبات پیدا ہوا کرتے اور یہی وہ جذبات ہیں جو نتیجتاً بہت جلد محبت میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔

مینک مردو چونکہ تعلیم یافتہ تھا اس لئے بہت جلد اسے ایک جگہ مل گئی۔ اسی کی وجہ سے وہ دن بھر غائب رہتا۔ یہی وجہ تھی کہ اس کو اتنا موقع نہ مل سکا کہ حزب الاحرار کے لاج میں جا کر سالار سے ملاقات کر سکتا۔ لیکن نائب سکین بین نے ایک شام آ کر اس کو فروگزاشت پر توجہ دلائی۔ یہ انگلینڈ ان سے ریل میں ملاقات ہوئی تھی

ایک پستہ قد، واضح چہرہ اور سیاہ چشم شخص تھا اپنے ملاقاتی سے دوبارہ ملنے پر مسرور تھا دو ایک جام چلنے کے بعد اس نے اپنے آمد کی غرض کی طرف توجہ کی کہنے لگا۔

"کہو بھائی میک مرڈو! کیسے ہو؟ مجھے تمھارا پتا یاد تھا اس لئے اس ملاقات کی جرأت کی۔ تعجب ہے کہ ابھی تک تم سالار کے پاس نہیں گئے۔ کہو کیا سبب ہے کہ سالار سیگ گنٹی سے تم نے ابھی تک ملاقات نہیں کی"

"مجھے روزگار کی تلاش تھی، اس لئے عدیم الفرصت تھا"

"تمھارے پاس چاہے کسی اور چیز کے لئے وقت ہو یا نہ ہو۔ اس سے ملنے کے لئے تمہیں وقت نکالنا پڑے گا۔ غضب خدا کا تم ابھی تک نہیں گئے۔ حالانکہ جس روز تم آئے تھے تم کو اس کے دوسرے ہی دن لاج میں جاکر اپنی آمد کی اطلاع دینا چاہیئے تھی۔ اگر تمھاری اس سے بگڑ جائے۔ بس بگڑنا ہی نہیں چاہیئے۔ اور کیا کہوں"

میک مرڈو نے اظہار تعجب کیا

"مگر اسکین لین! میں تو دو برس سے لاج کا ممبر ہوں۔ میں نے تو اب تک نہیں سنا کہ فرائض اس قدر عجلت طلب ہوتے ہیں"

"شکاگو میں نہ ہوں گے"

"یہاں بھی تو وہی سلسلہ ہے"

"سچ؟"

اسکین لین نے اس کی طرف دیر تک اور غور سے دیکھا۔ اس کی آنکھوں سے شیطنت ٹپکتی معلوم ہوتی تھی۔

"کیا نہیں ہے؟"

"مہینہ بھر بعد آپ خود ہی بتلا سکیں گے۔ میں نے سنا میرے آنے کے بعد تم سے پہرے والے نے کچھ گفتگو کی تھی"

"تم کو کیسے معلوم ہوا؟"

"اونہہ۔ اس ضلع میں تو اچھی بری خبریں سب ہی جلد پھیل جاتی ہیں۔"

"تو ہاں ہوئی تو تھی۔ میں نے ان کُتّوں سے کہدیا تھا کہ میں تمھیں کچھ نہیں سمجھتا۔"

"خدا کی قسم۔ تم تو ٹھیک گنتی ہی کے انداز پر ہو"

"ایں! تو کیا انھیں بھی پولس سے نفرت ہے؟"

اسکین لین نے قہقہہ مارا۔ رخصت ہوتے وقت کہنے لگا

"تم جانا اور خود اسے دیکھ لینا اور اگر تم نہ گئے تو پولس کی بجائے تمھارا ہی دشمن ہو جائے گا۔ ایک دوست کا کہا مانو اور فوراً اس کے پاس جاؤ۔"

حسن اتفاق سے اُسی روز شام کو ایک اور ملاقات میں بھی اس پر بہت زور ڈالا گیا کہ وہ اس رائے پر عمل کرے۔ ممکن ہے کہ ایٹی کے ساتھ اس نے پہلے سے زیادہ التفات شروع کر دیا ہو یا یہ کہ بالآخر نیک طبع میزبان کے ذہن میں بھی یہ خیال اُتر گیا ہو بہرحال سبب کچھ بھی ہو، ہوا یہ کہ صاحب خانہ نے اپنے نوجوان کرایہ دار کو اپنے خاص کمرے میں بُلایا اور بغیر کسی طول کلامی کے اپنا مدعا کہنا شروع کیا۔

"معلوم ہوتا ہے کہ جناب میری ایٹی کے پیچھے بُری طرح پڑ گئے ہیں کیوں۔ کیا میں نے غلط کہا کیا ایسا نہیں ہے؟"

"جی ہاں ایسا ہی ہے" نوجوان نے جواب دیا

"تو میں آپ کو یہی تبلانا چاہتا ہوں کہ اس سے اب کوئی فائدہ نہیں۔ آپ سے پہلے ہی ایک شخص بازی لے جا چکا ہے۔"

"وہ بھی یہی کہتی تھیں۔"

"تو آپ یقین کیجیے کہ اس نے بالکل صحیح کہا۔ لیکن کیا اس نے یہ بھی تبایا تھا کہ وہ ہے کون؟"

"نہیں میں نے پوچھا بھی تھا لیکن اُنھوں نے جواب نہ دیا۔"

"ہاں نہ جواب دیا ہوگا۔ غالباً وہ آپ کو خوف زدہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔"

"خوف زدہ" میک مرڈو اب آتش بدہن تھا۔

"جی ہاں۔ جناب۔ اس سے خوف زدہ ہونے میں شرم کی بات بھی نہیں اس کا نام ٹِڈِی بالڈوِن ہے۔"

"اور وہ کون مردود ہے؟"

"وہ دوندوں کا ایک سالار ہے"

"دوندے؟ میں نے ان کا ذکر بیشتر بھی سُنا ہے۔ جہاں دیکھو دوندوں ہی دوندوں کا ذکر ہے۔ لیکن ہمیشہ دبی زبان سے۔ آپ لوگ ڈرتے کس بات سے ہیں! آخر دوندے کیا بلا ہیں؟"

مکان دار نے فوراً اپنی آواز پست کر دی جیسا کہ ہر شخص اس انجمن کا ذکر کرتے وقت کیا کرتا تھا۔

"دوندے قدیم سلسلہ احراریہ کے لوگ ہیں۔"

نوجوان چونک پڑا

"ایں! میں خود اس سلسلے میں ہوں۔"

"آپ! اگر مجھے پہلے معلوم ہوتا تو اپنے مکان میں قیامت تک نہ ٹھیراتا چاہے آپ سو گنا کرایہ کیوں نہ دیتے۔"

"اس سلسلہ میں خرابی کیا ہے۔ یہ انجمن تو سلوک اور امداد باہمی کے لئے ہے۔ قواعد میں یہی درج ہے۔"

"دوسری جگہ ہوگا یہاں تو نہیں ہے۔"

"تو یہاں کیا ہے؟"

"یہاں تو یہ ایک قاتلوں کی انجمن ہے اور کیا ہے"

"اس کا ثبوت کیا ؟"

"ثبوت ! ایں - پچاسوں قتل اس کے ثبوت ہیں سنئے - ل میں اور خان نشار اور نکلسن خاندان اور بڈھا بیام اور بلی جمیس ان سب کا کیا حشر ہوا ؟ ثبوت ! اس وادی میں ایسا کون مرد یا عورت ہے جو اس کو نہیں جانتا"

"سنئے حضرت" میک مرڈو نے متانت سے کہا "یا تو آپ اپنے قول کو واپس لیجئے اور نہیں تو اس کا ثبوت پیش کیجئے - میرے جانے سے پہلے دونوں میں سے کوئی بات کیجئے - فرض کیجئے آپ میری جگہ ہوتے - میں یہاں اس شہر میں بالکل اجنبی ہوں - میں ایسی انجمن کا رکن ہوں جس کو میں بے ضرر سمجھتا ہوں - تمام ریاستوں کو عرضاً و طولاً چھان ڈالئے مگر سب جگہ آپ اس کو بے ضرر پائیں گے - لیکن جب یہاں اس میں شامل ہونے کا میں نے ارادہ کیا تو آپ کہتے ہیں کہ وہ قتل کی انجمن ہے جس کو یہاں "انجمن ژوندگان" کہتے ہیں - جناب شیف ٹر صاحب میری دانست میں یا تو آپ کو معذرت کرنی چاہیئے اور نہیں تو اس کی تاویل کیجئے"

"جناب میں نے تو آپ کو وہی بتلایا جو تمام دنیا جانتی ہے - جو ایک کا سالار وہی دوسرے کا بھی سالار - ایک انجمن کو ناراض کردو تو دوسری بدلہ لینے کے لئے تیار - ہم تو یہی دیکھتے چلے آئے ہیں"

"یہ تو گپ ہے میں ثبوت چاہتا ہوں"

"اگر کچھ عرصہ رہیئے تو ثبوت مل ہی جائے گا - لیکن میں بھول گیا - آپ خود ان ہی میں سے ہیں - آپ بھی بہت جلد ان ہی جیسے ہو جائیں گے - آپ اب دوسری جگہ تلاش کیجئے - آپ میرے یہاں نہیں رہ سکتے - یہی کیا کم مصیبت ہے کہ ان میں سے ایک آئے اور میری ایٹی سے اختلاط کرے اور میں اسے نکال نہ سکوں اور اس پر مستزاد یہ کہ ایک

دوسرے کو میں اپنے مکان میں ٹھہراؤں بھی۔ بس جناب آج رات کے بعد سے آپ یہاں نہیں سو سکتے۔"

اس طرح میک مرڈو کو گویا اپنی محبوبہ اِٹی اور اپنی آرام دہ جائے قیام سے اخراج کا حکم مل گیا۔ شام کو اس سے ملنے گیا تو وہ اپنے کمرے میں اکیلی بیٹھی تھی۔ چنانچہ اس نے اپنی داستانِ غم اس کو سنا ڈالی کہنے لگا۔

"لو۔ تمھارے باپ نے تو مجھے نوٹس دے دیا ہے اور اگر کمروں ہی تک بات رہتی تو مجھے قلق نہ تھا۔ رونا تو یہ ہے کہ اگرچہ تم سے ایک ہی ہفتہ کی ملاقات ہے لیکن تم میری زندگی کی روح ہو اور میں بغیر تمھارے رہ نہیں سکتا۔"

"اوہ چپ بھی رہو۔ اس طرح کی باتیں نہ کرو۔ میں تو تم سے پہلے ہی کہہ چکی کہ تم دیر میں پہنچے۔ تم سے پہلے ایک اور بھی آ چکا ہے اور اگرچہ میں نے ابھی اس سے شادی کا وعدہ نہیں کیا ہے تاہم میں کسی دوسرے سے بھی نہیں کر سکتی۔"

"اچھا فرض کرو میں پہلے آتا تو کیا مجھے موقع ملتا۔"

لڑکی نے ہاتھوں میں منھ چھپا لیا رو کر کہنے لگی۔

"کاش کہ تم پہلے آتے۔"

میک مرڈو فوراً اس کے سامنے دو زانو ہو گیا۔

"اِٹی۔ خدا کے واسطے اس پر تو قائم رہو۔ کیا تم اپنی اور میری زندگی محض اس وعدے کی بنا پر تلخ کر دو گی۔ پیاری اپنے دل کے کہنے پر چلو۔ اس وعدے سے بڑھکر یہی سیدھی راہ بتائے گا۔ اس وقت تو تمھیں یہ بھی نہ معلوم ہوا ہوگا کہ تم کیا کہہ رہی ہو۔"

اِٹی کے گورے گورے ہاتھ اس نے اپنے مضبوط گندمی ہاتھوں میں دبا لئے تھے

"اتنا کہدو کہ تم میری ہو جاؤ گی۔ پھر ہم بھگت لیں گے۔"

"یہاں تو نہیں۔"

"ہاں ہیں"

"نہیں۔ نہیں جیک" اس نے اپنے ہاتھ اس کی گردن میں ڈال دیئے

"نہیں یہاں نہیں۔ کیا تم مجھے اپنے ساتھ لے جا سکتے ہو"

ہیک مرڈو کے بشرے سے ایک کشاکش عیاں تھی لیکن بالآخر اس سے عزم و استقلال ظاہر ہونے لگا۔

"نہیں! نہیں پیاری ایٹی میں تو دنیا بھر کے مقابلے میں یہیں جہاں ہم ہیں تم کو رکھ سکتا ہوں"

"ہم دونوں بھاگ کیوں نہ چلیں"

"نہیں ایٹی! میں ابھی نہیں جا سکتا"

"کیوں نہیں؟"

"جب مجھے یہ خیال آئے گا کہ میں زبردستی نکالا گیا تو میں کبھی اس کو برداشت نہ کر سکوں گا۔ اس کے علاوہ خطرہ ہی کس کا ہے؟ یہ آزاد ملک ہے اور ہم بھی آزاد ہیں اگر تم کو مجھ سے محبت ہے اور مجھ کو تم سے تو ہمارے درمیان کوئی غیر کیسے آ سکتا ہے"

"جیک تم کو نہیں معلوم، تم کو آئے ہوئے ابھی دن ہی کتنے ہوئے۔ تم اس بالڈون کو نہیں جانتے، تم میک گنٹی اور اس کے دوندوں کو نہیں جانتے"

"نہیں میں نہیں جانتا۔ میں نہ ان سے ڈرتا ہوں اور نہ اُن پر اعتقاد رکھتا ہوں میں بھی جانِ من! برے لوگوں میں رہ چکا ہوں اور بجائے اس کے کہ میں ان سے ڈرتا، ہمیشہ یہی ہوا ہے کہ وہ مجھ سے ڈرا کئے ہیں۔ یہ سب غلط ہے۔ اگر تمہارے والد کے قول کے بموجب ان لوگوں نے پے درپے قتل و جرم کئے ہیں اور اگر ہر شخص اُن کے نام جانتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ وہ اب تک گرفتار نہیں کئے گئے بولو اس کا جواب دو"

"جواب یہ کہ کوئی گواہ ان کے خلاف کہنے کی ہمت نہیں کرسکتا۔ اگر کرے بھی تو مہینہ بھر میں خاتمہ۔ اس کے علاوہ خود اُن کے آدمی بہت سے ہیں جو قسمیں کھا جاتے ہیں کہ ملزم موقع واردات سے بہت دُور تھا۔ لیکن جیک تم تو یہ سب کچھ پڑھ چکے ہوگے۔ میں تو سمجھتی تھی کہ ملک میں تو ہر اخبار نے اس کے حالات لکھے ہوں گے۔"

"ہاں میں نے پڑھا تو ہے لیکن اس سب کو تو میں محض قصہ سمجھتا تھا۔ ممکن ہے ان لوگوں کے پاس کوئی معقول عذر ہو یا یہ مظلوم ہوں اور بدلہ لینے کی یہ صورت نکالی ہو۔"

"پیارے جیک! تم تو مجھکو ایسی باتیں نہ سناؤ۔ اس طرح سے تو وہ دوسرا باتیں کیا کرتا ہے۔"

"وہ! بالڈون کیا وہ اسی طرح سے کہا کرتا ہے۔"

"اسی وجہ سے تو میں اس سے نفرت کرتی ہوں۔ پیارے جیک۔ اب میں تم سے اصل حقیقت بیان کرسکتی ہوں۔ میں دل سے اس سے نفرت کرتی ہوں لیکن میں اس سے ڈرتی بھی ہوں۔ مجھے اپنا بھی خوف ہے لیکن سب سے بڑا خوف تو ابا جان کا ہے میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ اگر اپنے دلی خیالات کا اظہار کروں تو میرے ابا جان پر کوئی بلا نازل ہوگی۔ اسی وجہ سے میں نے اس سے نیم وعدے کر کر کے ٹالا ہے۔ اسی میں ہماری خلاصی تھی۔ لیکن جیک، اگر تم مجھے لے کر نکل چلو تو ہم اپنے ساتھ ابا جان کو بھی لے لیں اور ان بدمعاشوں کی دست برد سے محفوظ کسی دور دراز مقام میں اپنی زندگی بسر کریں۔"

میک مرڈو کے چہرے پر پھر کشمکش کے آثار پیدا ہوئے لیکن اسی طرح پھر عزم بھی نمودار ہوا۔

"ایٹی! تمھیں کسی طرح کا نقصان نہ پہونچے گا اور نہ تمھارے باپ کو۔ جہاں تک

ان بدمعاشوں کا تعلق ہے تو ممکن ہے کہ میں بھی ویسا ہی نکلوں "

" نہیں جیک، تم کہیں بھی ہو۔ مجھے تم پر بھروسہ ہے "

میک مرڈو زہر خندانہ ہنسا۔

" واللہ تم مجھ سے کس قدر لاعلم ہو۔ تمہارے معصوم دل کو یہ خبر تک نہیں کہ مجھ پر کیا گزر رہی ہے۔ لیکن یہ نووارد کون ہے ؟"

دروازہ یکایک کھلا اور ایک نوجوان اس انداز سے آتا دکھائی دیا کہ گویا وہی مالک ہے۔ وہ میک مرڈو کی ساخت اور عمر کا ایک خوبصورت جوان تھا۔ چوڑے حاشیہ والے کالے نمدے کی ٹوپی کے نیچے جس کو اتارنے کی زحمت اس نے گوارا نہ کی تھی، ایک خوبصورت چہرہ تھا جس میں ایک خمدار ناک اور دو خوں خوار اور تیز [illegible] جو آتش دان کے پاس بیٹھے ہوئے ہر دو کو نہایت غضب کے ساتھ دیکھ [illegible]

" آئیے مسٹر بالڈون، آپ کے آنے سے خوشی ہوئی آپ توقع سے قبل آگئے آئیے بیٹھیے " لڑکی نے کہا

بالڈون دونوں ہاتھ کمر پر ٹیکے میک مرڈو کو دیکھ رہا تھا۔

" یہ کون ہے ؟" اس نے درشتی سے پوچھا

" یہ میرے دوست ہیں۔ یہ ایک نئے مقیم ہیں۔ مسٹر میک مرڈو کیا میں آپ کو مسٹر بالڈون سے ملاؤں "

دونوں نوجوانوں نے سر کے اشارے سے ایک دوسرے سے تعارف کیا۔

" ممکن ہے کہ مس ایٹی نے آپ سے ہمارے تعلقات کا ذکر کر دیا ہو " بالڈون نے کہا

" مجھے نہیں معلوم کہ آپ سے کوئی تعلق بھی ہے "

" نہیں معلوم۔ تو اب معلوم کر لیجیے۔ میں آپ سے کہے دیتا ہوں کہ یہ دوشیزہ میری ہے اور اس وقت آپ کی تفریح کے لئے بہت عمدہ وقت ہے "

"شکریہ۔ لیکن اس وقت تفریح کے لئے جی نہیں چاہتا"

"نہیں چاہتا؟" اس شخص کی آنکھیں غصہ سے شعلہ ہوگئیں "تو شاید آپ کا جی لڑنے کو چاہتا ہے"

"بے شک" میک مرڈو اچھل کے کھڑا ہوگیا۔ "اس سے بڑھکر دل خوش کن اور کیا چاہیئے"

"خدا کے واسطے جیک خدا کے لئے ٹھیر جاؤ" بے چاری گھبرائی ہوئی ایٹی کہنے لگی "دیکھو جیک دیکھو تمھیں نقصان پہنچ جائے گا"

"ارے جیک کہہ کے خطاب" بالڈون نے غصہ سے کہا "ایں۔ نوبت بایں جا رسید؟"

"ارے ٹڈ زرا سنو تو۔ زرا رحم سے کام لو۔ ٹڈ اگر تم کو مجھ سے زرا بھی محبت ہے تو اس وقت فراخ دلی اور عفو سے کام لو"

"ایٹی! میرے خیال میں تم ہم کو چھوڑ دو ہم نبٹ لیں گے" میک مرڈو نے جلدی سے کہا "اور نہیں تو مسٹر بالڈون۔ آیئے سڑک کے اس پار چلیں۔ شام بھی اچھی ہے اور وہاں کچھ میدان بھی ہے"

"بغیر اپنے ہاتھ ناپاک کئے ہوئے میں آپ سے سمجھ لوں گا" اس کے دشمن نے جواب دیا۔ "اس وقت آپ پچھتائیں گے کہ کاش اس گھر میں قدم نہ رکھا ہوتا"

"تو اس سے بڑھکے کون سا موقع ہوگا" میک مرڈو نے کہا

"یہ آپ میرے اوپر چھوڑ دیجئے۔ میں اپنا موقع خود دیکھ لوں گا۔ زرا اس کو تو دیکھئے" اس نے یکایک آستین چڑھائی۔ اس کے بازو پر ایک عجیب نشان گدا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ ایک دائرے میں ایک مثلث بنا تھا "آپ جانتے ہیں اس کے کیا معنے ہیں؟"

"نہ میں جانتا ہوں اور نہ مجھے پرواہے؟"

"خیر تو اب معلوم ہو جائے گا۔ اس کا وعدہ مجھ سے لیجئے اور پھر عمر کی گھڑیاں بھی زیادہ نہیں گزرنے پائیں گی۔ مس ایٹی شاید آپ کو اس کے متعلق بتلا سکیں اور ایٹی تم سے میں یہ کہتا ہوں کہ تم کو دوزانو میرے پاس آنا پڑے گا۔ سُنا۔ دوزانو۔ اس وقت بتلاؤں گا کہ تمھاری سزا کیا ہے۔ تم نے یہ بیج بویا ہے تو خدا کی قسم تمھیں اس کا پھل بھی ملے گا۔"

دونوں پر غصے سے نظر ڈالی پھر رخ پلٹا اور ایک لمحہ بعد دروازہ اس کے پیچھے بند ہو گیا۔

تھوڑی دیر تک میک مرڈو اور دوشیزہ دونوں خاموش رہے۔ پھر اس نے اپنے ہاتھ میک مرڈو کی گردن میں حمائل کر دیئے اور کہنے لگی

"جیک واقعی تم بڑے بہادر ہو۔ لیکن اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ تم کو فرار ہو جانا چاہیئے اور آج ہی رات کو، اسی رات کو۔ اسی میں تمھاری خیریت ہے۔ وہ تمھاری جان لے کے چھوڑے گا۔ میں اس کی آنکھوں سے پہچان گئی۔ تم ہی بتاؤ کہ اس جیسے درجن بھر آدمیوں اور نیز میک گنٹی جیسے سالار اور لاج کی کل طاقت کے مقابلے میں تم کیا کر سکو گے؟"

میک مرڈو نے اس کے ہاتھ چھڑائے، اس کا بوسہ لیا اور آہستہ سے کرسی پر بٹھا دیا۔

"لے ذرا وہاں بیٹھو۔ میری نسبت نہ پریشان ہو اور نہ کچھ خوف کرو۔ میں خود احراری ہوں۔ میں نے تمھارے والد سے بھی کہدیا ہے۔ ممکن ہے کہ میں اُن سے بہتر ہوں اس لیئے مجھے کوئی پارسا نہ سمجھو۔ ممکن ہے کہ اس قدر معلوم ہونے کے بعد تم خود ہی مجھ سے نفرت کرنے لگی ہو۔"

”تم سے اور نفرت - جب تک بدن میں جان ہے ایسا نہیں ہوسکتا۔ میں نے سنا ہے اور جگہوں میں احراری بننے میں کوئی قباحت نہیں۔ اس لئے میں تم کو برا کیوں سمجھوں۔ لیکن اگر تم احراری ہو تو جا کر میک گنٹی سے دوستی کیوں نہیں پیدا کر لیتے جیک جاؤ جلدی جاؤ۔ پہلے تم ہی پہنچو ورنہ وہ کتے تمھارے پیچھے پڑ جائیں گے۔“

”میں خود بھی یہی سوچ رہا تھا“ میک مرڈو نے کہا ”میں ابھی جا کے درست کئے لیتا ہوں۔ تم اپنے والد سے کہدینا کہ آج رات تو میں یہیں لیٹوں گا۔ لیکن کل صبح دوسرا مکان تلاش کرلوں گا۔“

میک گنٹی کے شراب خانے کا کمرہ حسب معمول بھرا ہوا تھا۔ کیوں کہ جتنے بھی شہر میں اوباش تھے سب کا ملجا و ماویٰ یہی مقام تھا۔ میک گنٹی ہر دل عزیز بھی تھا کیونکہ وہ زرا خوش مزاج تھا جس کی وجہ سے اس کی اندرونی کیفیتوں پر پردہ پڑا رہتا تھا۔ لیکن علاوہ ہر دل عزیزی کے شہر بھر اس سے خائف و ترساں رہتا تھا۔ بلکہ اس وادی میں تیس تیس میل تک اور پہاڑوں کے اس پار تک بھی اس کے نام کا اتنا خوف تھا کہ شراب خانہ بھرا رہتا۔ کیوں کہ ہر شخص اس کی نظر عنایت کا متمنی تھا۔

علاوہ اُن پوشیدہ طاقتوں کے جن کو وہ نہایت ہی بے دردی سے استعمال کیا کرتا تھا اس کو ایک خوف اس سے بھی تھا کہ وہ ایک اعلیٰ پبلک افسر بھی تھا یعنی مشیر بلدیہ اور ناظم شاہراہ۔ اس عہدے پر وہ ان ہی بدمعاشوں کے بل بوتے پر پہنچا تھا جو اس سے رعایت اور عنایت کے متمنی رہا کرتے تھے۔ محاصل چنگی وغیرہ نہایت ہی زیادہ تھے، امور عامہ کس مپرسی کی حالت میں تھے اور محاسبوں کو رشوت دے دے کے حسابات میں تصرفات کئے جاتے تھے۔ اور ہر شریف آدمی کو ڈرا دھمکا کر چوتھ وصول کیا جاتا اور مزید عذاب سے بچنے کے لئے اس کو زبان بند کرنے پر مجبور کیا جاتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ سال بہ سال میک گنٹی کے ہیرے کے بٹن بڑھتے جاتے

تھے، اس کی سونے کی زنجیر بھاری ہوتی جاتی تھی اور بھر بدن نے بھی پھیلنے کا ٹھیکہ لے لیا تھا۔ اور اب شراب خانہ بڑھتے بڑھتے قریب تھا کہ سڑک کے اس سرے سے اُس سرے تک وسیع ہو جائے۔

میک مرڈو شراب خانے کا دروازہ کھول اندر آدمیوں میں جا ملا۔ وہاں تمباکو اور شراب ہی شراب کی بو آتی تھی۔ روشنی بہت کافی تھی اور دیواروں پر جو بڑے بڑے مطلا آئینے لگے تھے ان کی وجہ سے اور بھی چمک دمک بڑھ گئی تھی۔ بہت سے پیش دست ساقی قمیص پہنے کٹہرے کے اندر اپنے کام میں مصروف تھے اور جام بھر بھر کر مے نوشوں کو دے رہے تھے۔ کٹہرے کے دوسرے کنارے پر کٹہرے کا سہارا لئے اور منھ میں ایک طرف سگار دبائے ایک طویل القامت، قوی الجثہ اور رحیم شحیم شخص کھڑا تھا جو سوائے مشہور و معروف میک گنٹی کے دوسرا نہ ہو سکتا تھا۔ آدمی کیا تھا دیو تھا۔ داڑھی ٹھوری تک تھی اور سیاہ سیاہ بال کاندھے تک لٹکتے تھے۔ اس کا رنگ بہت گندمی تھا۔ آنکھیں بالکل سیاہ تھیں اور وہ کسی قدر احول بھی تھا جس کی وجہ سے اس کا چہرہ اور بھی مہیب ہو گیا تھا۔ اس کے علاوہ جو کچھ بھی اس میں تھا یعنی تناسب اعضاء خوش وضعی اور بے تکلفی، یہ سب اس کی خوش مزاجی کے موافق تھیں۔ صورت دیکھکر ہر شخص یہی کہتا کہ اگرچہ اس کا ظاہر کسی قدر درشت ہے تاہم باطن اچھا ہوگا۔ لیکن جب وہ خوفناک سیاہ، اندر گھسی ہوئی آنکھیں، جن میں رحم نام کو بھی نہ تھا، کسی آدمی پر جم جاتیں تو اس کا خون خشک ہو جاتا اور اس کو محسوس ہوتا کہ وہ شر مجسم کے سامنے ہے جس کو جرأت اور چالاکی نے اور بھی المضاعف کر دیا تھا۔ اس شخص کو ایک نظر بھر دیکھ لینے کے بعد میک مرڈو لوگوں کو ہٹاتا بچاتا آگے بڑھا اور وہاں پہنچ گیا۔ جہاں چند گرگے اپنے سالار کو حلقے میں لئے ہوئے اس کی درباداری کر رہے تھے اور اس کے ذرا ذرا سے مذاق پر قہقہہ مار کر ہنس رہے تھے۔ اس نوجوان کی آنکھیں ان سیاہ

اور خوف ناک آنکھوں کا جواب اس پر گڑی ہوئی تھیں۔ نہایت بے خوفی سے مقابلہ کر رہی تھیں۔

"ارے میاں جوان! مجھے تمھاری صورت یاد نہیں پڑتی۔"

"مسٹر میک گنٹی! میں نو وارد ہوں۔"

"ایسے نو وارد تو نہیں ہو کہ کسی شریف آدمی کا نام بھی نہ لے سکو۔"

"ارے میاں۔ آپ کونسلر میک گنٹی ہیں۔" کسی نے مجمع میں سے کہا۔

"کونسلر صاحب! معاف کیجئے گا۔ مجھے یہاں کے قواعد معلوم نہ تھے۔ لیکن آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے مجھ سے کہا گیا تھا۔"

"تو تم حاضر تو ہو گئے۔ لو میں موجود ہوں۔ بتاؤ مجھکو کیسا سمجھتے ہو؟"

"ابھی تو قبل از وقت ہے۔ لیکن اگر آپ کا دل بھی ایسا ہی بڑا ہے جیسا کہ آپ کا جسم اور آپ کا ضمیر بھی ایسا ہی روشن ہے جیسا آپ کا چہرہ تو میں اس سے زیادہ کا طلب گار نہیں۔"

"ایں۔ یہ تو آئرستانی زبان تمھارے دہن میں ہے۔" سالار نے کہا۔ وہ اس شش و پنج میں تھا کہ آیا اس نو وارد کی ہاں میں ہاں ملائے یا اپنے رتبہ کا لحاظ رکھے۔

"تو بالآخر تم میری نظروں میں جچ گئے۔"

"بے شک"

"اور تم سے میرے پاس آنے کے لئے کہا گیا تھا۔"

"جی ہاں"

"کس نے کہا؟"

"ورمیسا لاج ۳۴۱ کے برادر اسکین لین نے۔ جناب کونسلر میں آپ کا اور نیز اس ملاقات کا جام صحت پیتا ہوں۔"

اس کے سامنے جو جام رکھا گیا تھا اس کو اس نے اٹھایا اور لبوں تک لے جاکر پیتے وقت چھنگلیا اوپر اٹھا دی۔

میک گنٹی جو اس کو نہایت ہی غور سے دیکھ رہا تھا فوراً چوکنا ہوا اور کہنے لگا۔

"یہ معاملہ ہے۔ تو مجھکو ذرا غور سے کام لینا پڑے گا۔ مسٹر ——"

"میک مرڈو"

"ذرا غور سے مسٹر میک مرڈو۔ کیونکہ ان اطراف میں ہم محض زبان پر اعتبار نہیں کرتے اور جو کچھ سنتے ہیں اس سب پر یقین کرتے ہیں۔ آؤ ذرا ادھر کٹھرے کے پیچھے آؤ۔"

پیچھے ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں خم رکھے ہوئے تھے۔ میک گنٹی نے احتیاط سے کمرہ بند کیا اور پھر ایک خم پر بیٹھ کے اپنا سگار کترنے لگا اور اپنے ساتھی کو نہایت ہی غور سے دیکھنے لگا۔ کوئی دو منٹ تک بالکل خاموش بیٹھا رہا۔"

میک مرڈو اس امتحان میں پورا اترا۔ ایک ہاتھ کوٹ کی جیب میں ڈالے اور دوسرے ہاتھ سے موچھوں پر تاؤ دے رہا تھا۔ کہ اتنے میں میک گنٹی نے جھک کے ایک مہیب سا تمنچہ نکالا۔ کہنے لگا:

"دیکھو میاں! اگر میں سمجھتا کہ تم میرے ساتھ دغا سے کام لے رہے ہو تو فوراً تمھارا کام تمام کر دیتا۔"

"یہ تو عجیب استقبال ہے"، میک مرڈو نے ذرا متانت سے کہا "جو احرار کے ایک سالار کی طرف سے ایک اجنبی برادر کے ساتھ عمل میں آیا۔"

"لیکن یہی تو تمھیں ثابت کرنا ہے اور خدا ہی تمھارا حافظ اگر تم پورے نہ اترے تم کہاں داخل ہوئے تھے۔"

"لاج ۲۹ شکاگو میں"

"کب ؟"

"جون ۲۴ ۱۸۶۲ء"

"سالار کا نام"

"جیمس ایچ اسکاٹ"

"تمھارا افسر ضلع کون ؟"

"بارتھولوسن"

"ہوں - تم نے جواب تو خوب دیئے - یہاں کیا کرتے ہو"

"جو آپ کا کام وہی میرا کام لیکن ایک درجہ گھٹ کے"

"بڑے حاضر جواب معلوم ہوتے ہو"

"ہاں زود کلام تو میں ہمیشہ سے ہوں"

"زود کام بھی ہو"

"میرے ہم نشین تو مجھکو ایسا ہی سمجھتے تھے"

"تو ہم کو تمھاری آزمائش کا موقع غالباً جلد ملے گا - ان اطراف میں لاج کی نسبت بھی کچھ سنا"

"میں نے سنا ہے کہ ادھر لوگوں کو برادر بناتے ہیں"

"تمھارے لئے تو صحیح ہے لیکن یہ تو بتاؤ کہ تم نے شکاگو کیوں چھوڑا ؟"

"بتادوں تو پھانسی پاؤں"

میک گنٹی نے آنکھیں پھیلا دیں - وہ اس طرح کے جواب سننے کا عادی نہ تھا - اس لئے اسے ذرا لطف آیا -

"آخر مجھے کیوں نہیں بتاتے ؟"

"اس لئے کہ ایک برادر دوسرے سے جھوٹ نہیں بولتا"

"تو حقیقت ناگفتہ بہ ہے۔"

"آپ ایسا ہی سمجھ لیجئے۔"

"سنو میاں۔ تم مجھ سے یہ اُمید نہیں کرسکتے کہ بحیثیت سالار کے میں لاج میں ایسے شخص کو داخل ہونے دوں گا جس کے ماضی سے میں بالکل بے خبر ہوں۔"

میک مرڈو زرا پریشان سا ہوا۔ پھر اس نے اپنی جیب سے ایک بوسیدہ خبار کا پرزہ نکالا۔ کہنے لگا:

"آپ مخبری تو نہیں کردیں گے۔"

"اب کے اگر ایسے الفاظ کہے تو ایک تھپڑ رسید کروں گا۔" میک گنٹی نے رما کے کہا۔

"ٹھیک کہا آپ نے" میک مرڈو نے کہا "معذرت قبول کیجئے۔ میں نے اسوچے کہدیا تھا۔ میں جانتا ہوں کہ آپ کے ہاتھوں میں میں بالکل محفوظ ہوں ں پرزہ کو ملاحظہ کیجئے۔"

میک گنٹی نے دیکھا تو اس میں ۱۸۷۴ء کے نوروزی ہفتہ میں شکاگو کی مارکٹ ٹریٹ کے مکان 'لیک سیلون' میں جوناس نیٹو نامی ایک شخص کے قتل کا واقعہ رج تھا۔

"یہ تم نے کیا؟" اس نے پرزہ واپس دیتے وقت پوچھا۔

میک مرڈو نے سر ہلا کر اقرار کیا۔

"تم نے اُسے کیوں قتل کیا؟"

"میں چچا سام کو ڈالر بنانے میں مدد دے رہا تھا۔ ممکن ہے کہ میرے ڈالر نے کے لحاظ سے اُس جیسے نہ ہوں، لیکن صورت میں تو ویسے ہی تھے اور بنانے سستے۔ یہ شخص ٹیپو مجھکو رواں کرنے میں مدد دیتا تھا ــــ"

"کیا کرنے ہیں؟"

"مطلب یہ کہ ڈالروں کو بازار میں یہی چلاتا تھا۔ تب وہ کہنے لگا کہ میں الگ ہوا جاتا ہوں۔ ممکن ہے کہ وہ علیحدہ ہو گیا ہو۔ میں نے اس کا انتظار نہیں کیا۔ میں نے فوراً اس کے گولی ماردی اور ان اطراف میں چلا آیا۔"

"ان ہی اطراف میں کیوں؟"

"اس لئے کہ میں نے سُنا تھا کہ اِدھر لوگ کچھ سخت گیر نہیں ہیں۔"

میک گنٹی ہنس پڑا۔

"تم پہلے جعلی سکہ ساز تھے، پھر قاتل بنے اور پھر یہاں چلے آئے یہ سمجھ کے کہ یہاں آؤ بھگت ہو گی؟"

"جی ہاں۔ کچھ یوں ہی سمجھئے۔"

"میری دانست میں تم بہت عروج پاؤ گے۔ اچھا کہو وہ ڈالر اب بھی بنا سکتے ہو؟"

میک مرڈو نے کوئی نصف درجن ڈالر اپنی جیب سے نکالے۔

"یہ لیجئے۔ انھوں نے واشنگٹن کے دارالضرب کی کبھی صورت نہیں دیکھی۔"

"کیا واقعی"، میک گنٹی نے اپنے کشادہ ہاتھ میں وہ ڈالر لئے اور دیکھ کر کہنے لگا۔

"میں تو ان میں کوئی فرق نہیں پاتا۔ میں یہی سوچ رہا تھا کہ تم بہت ہی کارآمد رادر ثابت ہو گے۔ ہم ایسے دو ایک آدمیوں کو اپنے میں شامل کر سکتے ہیں۔ کیوں کہ لئر وقت ایسا آکے پڑتا ہے کہ ہم کو خود ہی سب کچھ کرنا پڑتا ہے اور جو لوگ ہم کو دباتے چلے آرہے ہیں اگر ان کا مقابلہ نہ کریں تو وہ تو ہمارا خاتمہ ہی کر دیں۔"

"مجھے امید ہے کہ اس مقابلے میں دوسرے جوانوں کی طرح میں بھی حصہ لوں گا۔"

"تم زرا دلیر معلوم ہوتے ہو۔ جب میں نے یہ پستول تمھارے اوپر لگایا تو تم

جھجکے نہیں۔"

"میں تھوڑے ہی خطرے میں تھا؟"

"تو پھر کون تھا؟"

"آپ تھے" میک مرڈو نے ایک بھرا پستول اپنی چور جیب سے نکالا "میں برابر آپ کو زد میں لئے ہوئے تھا۔ میرا نشانہ بھی آپ کے نشانہ کی طرح تیز ہوتا۔"

میک گنٹی پہلے تو سرخ انگارا ہو گیا اور پھر قہقہہ مار کے زور سے ہنس پڑا کہنے لگا

"واللہ۔ مدتوں سے ایسے مقدس خوف کا سامنا نہیں ہوا۔ مجھے یقین ہے کہ لاج کو تم پر فخر و ناز ہوگا۔ ہاں تو تم کیا چاہتے ہو۔ کسی شریف آدمی سے کیا میں پانچ منٹ تک بھی باتیں نہیں کر سکتا کہ تمہارا در آنا ضرور"

ساقی بے چارہ گھبرا گیا۔

"معاف کیجئے سرکار۔ لیکن مسٹر ٹڈ بالڈون صاحب آئے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ سے اسی وقت ملنا ضرور ہے۔"

اس پیغام کی ضرورت ہی نہ رہی کیوں کہ وہ مہیب چہرہ شخص خود ہی ساقی کے پیچھے موجود تھا۔ اس نے ساقی کو باہر کرکے دروازہ بند کر لیا۔

"اچھا" میک مرڈو پر نگاہ قہر کی ڈال کے اس نے کہا "تو آپ یہاں مجھ سے پہلے آ پہنچے۔ جناب کونسلر صاحب مجھے ان بزرگ کی نسبت آپ سے کچھ کہنا ہے۔"

"تو اسی وقت اور یہیں میرے سامنے کہو۔" میک مرڈو نے کہا

"اپنا موقع دیکھ کے جس طرح جی میں آئے گا کہوں گا۔"

"اونھ۔ اونھ" میک گنٹی خم پر سے اتر پڑا۔ "اس سے کام نہیں چلے گا بالڈون یہ ہمارے نئے برادر ہیں اور اس طرح استقبال کرنا ہمارے لئے مناسب نہیں۔ لو ہاتھ اٹھاؤ اور درگزر کرو۔"

"کبھی نہیں" بالڈون نے غصہ میں کہا۔ "میں نے ان سے لڑنے کا اقرار کیا ہے اگر ان کی دانست میں میں نے ان کے ساتھ کوئی برائی کی ہو۔"

میک مرڈو نے کہا۔

"میں دونوں سے لڑنے کے لئے تیار ہوں اور اگر اس پر یہ راضی نہیں ہوتے تو جس طرح کہیں اُس طرح لڑنے کے لئے تیار ہوں۔ اب جناب کونسلر صاحب میں نے آپ پر چھوڑ دیا۔ آپ بحیثیت سالار جس طرح چاہیں فیصلہ کر دیں۔"

"تو قصہ کیا ہے؟"

"ایک نوجوان خاتون ہے۔ اس کو اپنی پسند کا اختیار ہے یا نہیں؟"

"اختیار ہے؟" بالڈون نے چلّا کر کہا

"جہاں تک لاج کے دو برادروں کا تعلق ہے میں تو کہوں گا کہ اس کو اختیار حاصل ہے۔"

"تو یہ آپ کا فیصلہ ہے کیوں جناب؟"

"ہاں یہ میرا فیصلہ ہے اور ٹڈ بالڈون کیا تم کو اس میں کلام ہے" میک گنٹی نے تیوری چڑھا کے کہا۔

"تو آپ ایک ایسے شخص کے مقابلے میں جس کو آپ نے اس سے پہلے نہیں دیکھا ایک شخص کو چھوڑ دیں گے جو پانچ برس سے آپ کا ساتھی ہے؟ لیکن جناب جیک میک گنٹی صاحب آپ عمر بھر کے لئے سالار تو ہیں نہیں اور قسم خدا کی اب کی اگر رائے دینے کی نوبت پہنچی تو ـــ"

کونسلر اس پر مثل شیر کے جھپٹ پڑا۔ ہاتھ سے اس کی گردن دبا لی اور ایک خم کے اوپر زور سے دے مارا۔ اپنے اس جوش میں وہ اس کی جان ہی لے لیتا اگر میک مرڈو بیچ میں نہ پڑتا۔

"جانے دیجئے کونسلر صاحب. خدا کے واسطے جانے دیجئے"

میک گنٹی نے اپنی گرفت چھوڑ دی۔ بالڈون خوف زدہ، لرزاں اور ترساں، ہانپتا ہوا، گویا کہ موت کے پنجے سے چھوٹا ہے۔ اسی خُم پر بیٹھ گیا جس پر وہ پھینکا گیا تھا۔

"بڈ بالڈون! تم مدت سے اس کے خواہاں تھے۔ لو اب تمھاری مراد پوری ہوئی" میک گنٹی نے چلا کر کہا۔ اس کا چوڑا سینہ تنفس سے اُبھرتا بیٹھتا تھا۔ "ممکن ہے کہ تم اس خیال ہو کہ اگر میں سالار نہ رہا تو تم میری جگہ لے لو گے۔ خیر یہ تو لاج کے فیصلہ کرنے کی بات ہے لیکن جب تک میں سردار ہوں اس وقت میرے یا میرے فیصلوں کے خلاف کسی شخص کی آواز نہیں اُٹھ سکتی"

"اب آپ سے کوئی شکایت نہیں" بالڈون نے گردن پر ہاتھ پھیر کے کہا۔

"تو خیر ہم سب پھر دوست ہیں۔ اور لو یہ معاملہ ختم"

اس نے الماری سے ایک بوتل شراب اُتاری اور ڈاٹ کھولی۔

"لو دیکھو" تین گلاسوں میں شراب بھرتے وقت اس نے کہا "آؤ لاج کے اس قضیہ کا جام صحت پئیں۔ اس کے بعد جیسا تم کو معلوم ہے کوئی مخاصمت نہیں رہ سکتی اچھا تو بایاں ہاتھ میری گردن کے غدود پر۔ بڈ بالڈون میں تم سے کہتا ہوں کہ قصور کیا ہے؟"

"ابر غلیظ ہے" بالڈون نے جواب دیا

"لیکن مطلع ہمیشہ چمک دار ہو جائے گا"

"اور میں اس کی قسم کھاتا ہوں"

انھوں نے اب جام پئے اور پھر بھی سوال و جواب بالڈون اور میک مرڈو میں ہوئے۔

"لو" میک گنٹی نے ہاتھ مل کر کہا "لو اب اس قضیہ کو تہ کر کے رکھو۔ اس سے

آگے بڑھے تو لاج کے قوانین کی زد میں آجاؤ گے۔ اور جیسا کہ برادر بالڈون کو معلوم اور برادر میک مرڈو تم جا ہو گے تو تم کو بھی جلد معلوم ہو جائے گا کہ ان اطراف میں لاج کی گرفت بہت سخت ہے۔"

"میں کیوں چاہنے لگا" میک مرڈو نے کہا اور اپنا ہاتھ بالڈون کی طرف بڑھایا "میں زود رنج ہوں تو زود فراموش بھی ہوں۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ میرے گرم آئرش خون کا نتیجہ ہے۔ لیکن اب میں نے سب کچھ درگزر کیا اور مجھے اب کوئی عناد نہیں"

بالڈون کو بھی مجبوراً ہاتھ بڑھانا پڑا کیوں کہ باس[۱] کی خوں خوار آنکھیں ابھی تک اس پر جمی ہوئی تھیں۔ لیکن اس کے اُترے چہرے سے معلوم ہوتا تھا کہ الفاظ نے اس پر بہت ہی کم اثر پیدا کیا ہے۔

میک گنٹی نے ان دونوں کو تھپکی دی۔ کہنے لگا۔

"اونھ۔ ان لڑکیوں کو دیکھو۔ تعجب کہ ایک ہی سایہ میرے دو برادروں کے بیچ میں آجائے۔ یہ شیطان کی کارستانی ہے۔ اس کا فیصلہ ان کے اندر کا دل ہی کرلے گا۔ الحمدللہ کہ سالار کے اختیارات سے یہ باہر ہے۔ بغیر ان عورتوں کے ہی ہمارے اوپر کافی بار ہے۔ برادر میک مرڈو لاج ۳۴۱ میں شریک ہونا پڑے گا۔ شکاگو سے ہمارے طور طریقے مختلف ہیں۔ ہفتہ کے روز شب کو ہمارا جلسہ ہے اور تم اس وقت آؤ تو ہم تم کو ہمیشہ کے لئے وادی ورمیسا کا حر بنا دیں گے۔"

---

۱ انگریزی محکموں میں افسر محکمہ کو اُس کے ماتحت "باس" کہتے ہیں

تیسرا باب

لاج ۱۴۳ ورمیسا

جس رات ایسے فتنہ انگیز واقعات رونما ہوئے تھے اس کے دوسرے دن میک مرڈو یعقوب شیف ٹر کے یہاں سے نقل مکان کرکے بیوہ مکینا مارا کے یہاں آرہا تھا جو شہر کے بالکل ہی کنارے پر تھا۔ اسکین لین بھی جس سے اوّل اوّل ریل میں ملاقات ہوئی تھی، تھوڑے ہی عرصہ بعد بہ مجبوری ورمیسا میں آگیا تھا اور اس لئے اب یہ دونو یک جا رہتے تھے۔ ان کے علاوہ اس سرا میں اور کوئی نہ تھا۔ سرائے والی ایک سیدھی سادھی بڈھی عورت تھی جو ان کے نقل و حرکت میں بہت ہی کم دخل دیتی تھی، اس کی وجہ سے ان دونوں کے کام کاج اور بات چیت میں کوئی روک نہ تھی۔ جیسے دو ہمراز ہمیشہ پسند کرتے ہیں۔ شیف ٹر نے اتنی رعایت تو رکھی کہ میک مرڈو کو کھانا کھانے کے لئے اپنے یہاں آنے کی اجازت دے دی تھی۔ اس وجہ سے ایٹی سے ترک ملاقات کی نوبت نہ آئی۔ بلکہ روز بروز ملاقات بڑھتی گئی اور تعلقات رازدارانہ ہونے لگے اپنی اس نئی قیام گاہ میں اور پھر خاص خواب گاہ میں بیٹھکر میک مرڈو جعلی سکہ بنانے کے آلات میں کوئی قباحت نہ سمجھتا تھا۔ اور بہت کچھ اخفا کی قسمیں دلا دلا کر لاج کے کئی ممبروں کو آکر دیکھنے کی اجازت بھی دیدیتا تھا۔ ہر ممبر جاتے وقت اپنی جیب میں جعلی سکے لے جاتا۔ جو کچھ اس طرح صفائی سے بنائے تھے کہ ان کے چلانے میں مطلق کسی قسم کی دقت یا اندیشہ نہ تھا۔ جب میک مرڈو کے ہاتھ میں ایسا زبردست ہنر

تھا تو لوگ ہمیشہ تعجب کرتے تھے کہ وہ آخر کسب کیوں کرتا ہے جس کا جواب وہ یہ دیا کرتا تھا کہ اگر بغیر ظاہری کسب معاش کے وہ زندگی بسر کرے گا تو فوراً وہ پولس کے پھندوں میں پھنس جائے گا۔

فی الحقیقت ایک پولس کا جوان اس کی فکر میں تھا، لیکن خوش قسمتی سے اس واقعہ نے میک مرڈو کو بجائے نقصان کے نفع پہنچایا۔ پہلے تعارف کے بعد شاید ہی کوئی شام ایسی ہوتی کہ وہ میک گنٹی کے مے خانے میں نہ جاتا اور وہاں اپنے بھیوں سے تعلقات نہ بڑھاتا۔ اسی خطاب سے اس خوف ناک جماعت کے ممبر ایک دوسرے کو یاد کرتے تھے۔ اس کے تہوّر اور تقریر کی بے باکی نے ان کے دلوں میں اس کی قدر پیدا کر دی تھی۔ اور جس سرعت اور کمال کے ساتھ وہ میخانے میں اپنے حریفوں کو ہرایا کرتا تھا اس نے اور بھی ان لوگوں کے دلوں میں رعب ڈال دیا تھا۔ لیکن ایک واقعہ ایسا ہوا جس نے اور بھی اس کی عزت کو دوبالا کر دیا۔

ایک رات جب میخانہ بالکل بھرا ہوا تھا تو دروازہ کھلا اور ایک شخص داخل ہوا جس کے سر پر "لوہا کوئلہ" پولس کی نوک دار ٹوپی اور بدن پر وردی تھی۔ ریلوے اور کان کن کمپنیوں نے معمولی پولس کی امداد کے لئے یہ پولس علیٰحدہ مقرر کی تھی اور اس ضلع میں ان ناہنجاروں نے جو اودھم مچا رکھا تھا اس سے مقامی معمولی پولس بالکل عاجز تھی۔ اس پولس کے افسر کے داخل ہوتے ہی کسی قدر خاموشی ہوگئی اور بہت سی ٹیڑھی ترچھی نظریں اس پر پڑنے لگیں۔ لیکن اُن اطراف میں پولس اور مجرموں کے تعلقات بھی عجیب تھے۔ چنانچہ جب انسپکٹر پولس نے کچھ فرمائش کی تو خود میک گنٹی نے بھی جو کٹھرے کے پیچھے کھڑا تھا کسی قسم کا اظہار تعجب نہ کیا۔

"اچھی وہسکی دو۔ کیوں کہ رات بہت سرد ہے۔ کونسلر صاحب غالباً آپ سے پہلے کبھی ملاقات نہیں ہوئی ہے"

"آپ نئے کپتان معلوم ہوتے ہیں؟" میک گنٹی نے کہا

"جی ہاں ۔ جناب ہم آپ سے اور آپ جیسے دوسرے لوگوں سے توقع رکھتے ہیں کہ اس شہر میں کہ اس امن وامان کے برقرار رکھنے میں آپ کماحقہ ہماری مدد فرمائیں گے۔ میرا نام کپتان مارون ہے اور میں لوہا کوئلہ پولس کا افسر ہوں۔"

"ہم بغیر جناب کی مدد کے اپنا کام کر سکتے ہیں۔" میک گنٹی نے سرد مہری سے کہا "کیوں کہ اس شہر میں خود ہماری پولس موجود ہے اور اس لئے باہر سے کسی کے بلانے کی ضرورت نہیں۔ آپ لوگ ہیں ہی کیا۔ سوائے اس کے نہیں کہ آپ سرمایہ داروں کے ہاتھ میں آلہ ہیں۔ جس کی وجہ سے ان کے ایماء پر آپ اپنے غریب بھائیوں پر ڈنڈے بجاتے ہیں یا گولیاں چلاتے ہیں؟"

"خیر۔ خیر ہم اس پر بحث کرنا نہیں چاہتے۔" افسر پولس نے خوش فراجی سے کہا "مجھے امید ہے کہ ہم سب اپنی دانست میں اپنا فرض کماحقہ انجام دیتے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ ہم سب کی نظر ایک سی نہیں۔" وہ اپنا گلاس پی کے چلنے والا تھا کہ اس کی نظر جناب میک مرڈو کے چہرے پر پڑی جو ناک بھوں چڑھائے اس کے پاس کھڑا تھا۔ انسپکٹر نے اس کو سر سے پاؤں تک دیکھا اور چلّا کر کہا "اہا یہاں تو ایک پرانے ملاقاتی نکلے۔"

میک مرڈو اس کے پاس سے ہٹ گیا۔ کہنے لگا۔

"میں عمر بھر تم اور تم جیسے دوسرے لٹیروں کا کبھی دوست نہ تھا۔"

"ملاقاتی ہمیشہ دوست کب ہوتا ہے۔" افسر پولس نے دانت پیس کے کہا۔ "تم شکاگو کے جیک میک مرڈو ہو اور تم اس سے انکار نہیں کر سکتے۔"

میک مرڈو نے شانے ہلائے۔ کہنے لگا۔

"میں انکار کب کرتا ہوں۔ کیا تمھارے خیال میں مجھے اپنے نام سے شرم آتی ہے؟"

"آنا تو چاہیئے"

"کیا کہا پھر تو کہنا" گھونسہ تان کے وہ چلاّیا۔

"نہیں۔ نہیں جیک۔ اس شیخی بازی سے کام نہیں چلے گا۔ اس منحوس کوئلسال[1] میں آنے سے پہلے میں شکاگو میں بھی افسر رہ چکا ہوں اور شکاگو کے غنڈوں کو تو میں دیکھ کے پہچان لیتا ہوں"

میک مرڈو کا چہرہ اُتر گیا۔ کہنے لگا

"تو کہیں آپ شکاگو صدر کے مارون تو نہیں ہیں"

"جی ہاں وہی ٹڈی مارون آپ کا خادم۔ ہم ابھی تک جوناس پنٹو کے قتل کو نہیں بھولے ہیں"

"میں نے نہیں قتل کیا"

"نہیں کیا؟ یہ تو کیسی بے لوث شہادت ہے۔ کیوں جناب۔ بہرحال اس کے قتل نے آپ کو بہت پریشان کیا۔ یا پھر آپ سکّہ سازی میں دھرے جاتے خیر یہ تو گزشتہ رہا آپ کا ہمارا معاملہ، شاید اس کہنے میں میں اپنے فرائض منصبی سے تجاوز کر رہا ہوں کہ آپ کے خلاف شہادت کافی نہ بہم پہنچ سکی۔ اس لئے شکاگو آپ کے لئے کھلا ہوا ہے"

"میں جہاں ہوں وہیں اچھا ہوں"

"میں نے آپ کے سامنے یہ صورت پیش کر دی ہے اور اگر میرا احسان نہ مانا تو آپ بڑے ناشکرے ہونگے"

"خیر آپ کی نیت درست ہے اس لئے آپ کا ممنون ہوں" میک مرڈو نے کسی قدر ترش روئی سے کہا۔

1؎ کوئلسال = کوئلہ۔ سال۔ جگہ) وہ جگہ جہاں کوئلہ کا کام ہوتا ہے جیسے کھنڈسال جہاں کھانڈ تیار ہوتی ہے

"جب تک آپ اسی طرح سیدھے سیدھے رہیں گے میرے لب بند ہیں لیکن اگر جناب نے اس کے بعد کجروی اختیار کی تو پھر قصہ دیگر ست۔ اچھا اب رخصت۔ شب بخیر۔ اور کونسلر صاحب شب بخیر"

وہ شراب خانہ سے باہر چلا گیا لیکن جاتے ہوئے ایک سورما بنا تا گیا۔ اس سے پیشتر بھی دور دراز شنکا گو میں میک مرڈو نے جو کارنامے انجام دیئے تھے وہ یہاں مشہور ہو چلے تھے جب اس سے پوچھا جاتا تو ہمیشہ ہنس کر چپ ہو رہتا۔ گویا وہ نہیں چاہتا کہ عزت و عظمت اس کے سر تھوپی جائے۔ لیکن اب تو اس پر سرکاری مہر لگ گئی شراب خانے کے لفنگے اب اس کے گرد جمع ہو کر خوب اُس سے ہاتھ ملانے لگے۔ اس وقت سے اس جماعت میں وہ بالکل آزاد گردانا جانے لگا۔ جتنی چاہے شراب پی سکتا تھا اور چہرے پر بالکل اثر نہ ظاہر ہونے دیتا۔ لیکن اس رات کو اگر اس کا ساتھی اسکین لین اس کی رہبری نہ کرتا تو اس خوش باش سورما کو رات شراب خانہ ہی میں گزارنی پڑتی۔

ایک شنبہ کی شام کو میک مرڈو کا لاج میں داخلہ عمل میں آیا۔ وہ سمجھتا تھا کہ چوں کہ میں شکاگو میں داخل ہو ہی چکا ہوں اس لئے یہاں بغیر رسم کے شامل کر لیا جاؤں گا۔ لیکن ورمیسا کے روایات کسی قدر مختلف تھے جن پر وہاں والوں کو بہت ناز تھا اور ہر اُمیدوار کو یہ رسمیں ادا کرنی پڑتی تھیں۔ جلسہ اس بڑے کمرے میں منعقد ہوا جو اس غرض کے لئے اتحاد گھر میں محفوظ تھا۔ اس وقت ورمیسا کے کوئی ساٹھ اراکین شریک تھے۔ لیکن کسی طرح بھی یہ ان کی پوری قوت نہ تھی۔ کیوں کہ اس وادی میں اس کے علاوہ اور بھی لاج تھے اور پہاڑیوں کے اس پار بھی یہی جماعتیں تھیں جو ایک دوسرے سے بوقت اشد ضرورت آدمیوں کا تبادلہ کیا کرتی تھیں۔ تاکہ جس مقام پر کسی جرم کا ارتکاب ہو تو مرتکب اس مقام سے بالکل ناواقف ہو۔ الغرض اس طرح کی تقریباً پانچ سو جماعتیں سارے خطے پر پھیلی ہوئی تھیں۔

اجلاس خانے میں ایک بڑی سی میز کے گرد سب لوگ جمع تھے۔ ایک طرف ایک دوسری

میز رکھی تھی جس پر شیشے اور بوتلیں رکھی تھیں جن پر بعض ممبروں کی نگاہیں برابر پڑ رہی تھیں
میک گنٹی صدر میں بیٹھا۔ اپنے لٹ دار سیاہ بالوں پر وہ ایک چپٹی سیاہ بانات کی ٹوپی پہنے
ہوا تھا اور ایک رنگین ارغوانی سی دھاری اس کی گردن پر معلوم ہوتی تھی جس سے وہ
ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا ایک مہنت بیٹھا ہوا کسی شیطانی رسم کو ادا کر رہا ہے۔ اس کے
دائیں بائیں لاج کے افسران اعلیٰ بیٹھے ہوئے تھے۔ جن میں خونخوار لیکن خوب صورت بالڈون
کا چہرہ بھی تھا۔ ان میں سے ہر ایک کے سر پر ایک رومال یا تمغہ ساعہدہ کی پہچان کی غرض سے
بندھا تھا۔ ان میں سے اکثر سن رسیدہ تھے لیکن بقیہ جلسے میں تو اٹھارہ سے پچیس برس تک
کے نوجوان تھے اور یہی جوان بزرگوں کے احکامات کی تعمیل بہت ہی مستعدی اور ہوشیاری
سے کرتے تھے۔ بعضے سن رسیدوں کی وضع قطع سے ظلم پسند اور بے روک طبیعتوں کا پتا
چلتا تھا۔ لیکن باقی ماندہ افراد پر نظر ڈالنے سے یہ بہ مشکل یقین آسکتا تھا کہ یہ جوشیلے اور
بھولی صورت والے نوجوان فی الواقع قاتلوں کی ایک خطرناک جماعت تھی جن کے دماغوں
کی اخلاقی حالت اس قدر ردی ہوگئی تھی کہ قتل اور سفاکی پر ناز کرتے تھے اور اس
شخص کی بڑی عزت کرتے تھے جو بقول ان کے " ہاتھ کا صاف " ہوتا۔ ان کی مسخ شدہ
طبیعتوں کے لئے یہ ایک نہایت ہی دل چسپ مشغلہ تھا کہ وہ اپنی خدمات کسی ایسے شخص کے
خلاف پیش کرے جس نے ان کو کبھی نقصان نہیں پہنچایا اور بسا اوقات جس کو وہ اپنی عمر میں
کبھی نہیں دیکھتے تھے۔ جب جرم کا ارتکاب ہوجاتا تو آپس میں یوں جھگڑتے کہ کس نے آخری
وار کیا اور پھر شخص مقتول کی گریہ و بکا اور حالت زار کا نقشہ کھینچ کر اپنی اور اپنی جماعت
کے لئے دل بستگی کا سامان کرتے۔ پہلے پہل تو انتظامات کو پوشیدہ رکھتے تھے لیکن جس وقت
کا یہ ذکر ہے اس وقت تو وہ کھلم کھلا اپنی کارروائیاں عمل میں لاتے۔ کیوں کہ قانون کی بار
بار کی ناکامیوں سے ان پر یہ ثابت ہوگیا تھا کہ ایک طرف تو کوئی شخص ان کے خلاف گواہی
نہ دے گا اور دوسری طرف ان کے اپنے بہت سے ایسے پکّے گواہ ہوتے جن پر انھیں

ل اعتبار ہوتا۔ اس کے علاوہ لاج کا بھرپور خزانہ ان کی پشت پر تھا جس کے بل پر وہ بہتر سے بہتر وکیل مقرر کر سکتے تھے۔ دس برس کی طویل مدت میں کوئی بھی سزایاب نہ ہوا ا۔ اور اگر کوئی خطرہ ان دونوں کے لئے باقی تھا تو وہ خود ان کے مقتولین کا وجود تھا باوجود دھوکے اور تعداد کی زیادتی کے اپنے قاتلوں پر کچھ نہ کچھ نشان ضرور چھوڑ جاتے

میک مرڈو کو اس امر سے آگاہ کر دیا گیا تھا کہ اس کے لئے ایک سخت آزمائش ہے بن یہ کوئی نہ بتا تھا کہ وہ آزمائش کس قسم کی ہے۔ دو متین برادر اسے ایک بیرونی کمرے لے گئے۔ چوبی قنات میں سے اس کو جلسے کی گھما گھمی کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ ایک آدھ تبہ اس کو اپنا نام بھی سنائی دیا جس سے وہ یہ سمجھا کہ اس کے داخلہ پر بحث ہو رہی ہے ں کے بعد اندرونی پہرے دار داخل ہوا جس کے سینے پر سبز اور سنہری پٹی تھی۔ وہ کہنے لگا:

"سالار کا حکم ہے کہ یہ مشکیں کس کے، آنکھوں پر پٹی باندھ کے داخل کئے جائیں"

تب ان تینوں نے اس کا کوٹ اتارا اور پھر رسی سے مشکیں کس دیں۔ اس کے بعد ک موٹی سیاہ ٹوپی اس کے سر پر اوڑھا دی جس نے آدھا چہرہ ڈھانک دیا جس کی وجہ سے ھ بھی نظر نہ آتا تھا۔ اس کے بعد اس کو اجلاس میں لے گئے۔

اس ٹوپی کی وجہ سے گھٹا ٹوپ اندھیرا تھا اور اس کو تکلیف بھی محسوس ہو رہی تھی س کے چاروں طرف لوگوں کی کھڑکھڑاہٹ سنائی دیتی تھی۔ اس کے بعد میک گنٹی ی آواز سنائی دی جو کانوں کے ڈھکے ہونے کی وجہ سے دور کی اور دھیمی معلوم وتی تھی۔

آواز بولی۔ "جان میک مرڈو! کیا تم قدیم سلسلہ احراریہ کے ممبر ہو؟"

میک مرڈو نے سر جھکا کر اقرار کیا

"کیا تمہارا لاج نمبر ۲۹ شکاگو ہے؟"

س نے پھر گردن سے اقرار کیا
"تاریک راتیں ناگوار ہوتی ہیں" آواز نے کہا
"ہاں مسافروں کو سفر میں" اس نے جواب دیا
"ابر غلیظ میں ؟"
"ہاں طوفان آنے کو ہے"
"کیا برادران کو تشفی ہوگئی ؟" سالار نے پوچھا۔
خوشنودی کی ایک لہر دوڑ گئی۔

"برادر، تمھاری علامت اور جوابی علامت سے ہمیں یقین ہوگیا کہ تم ہم میں سے
لیکن ہم یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ اس ضلع میں اور ان اطراف کے دیگر اضلاع میں ہماری
رسمیں اور خاص فرائض ہیں جن کے لئے معتبر آدمی کی ضرورت ہے کیا تم آزمائش کے
تیار ہو ؟"

"جی ہاں"
"کیا تم قوی دل ہو ؟"
"جی ہاں"
"ایک قدم بڑھ کے ثابت کرو"

جیسے ہی یہ لفظ نکلے اس نے اپنی آنکھوں کے سامنے دو سخت نوکیں محسوس کیں
جو کچھ اس طرح دباؤ ڈال رہی تھیں کہ گویا بغیر آنکھوں کو نقصان پہنچائے وہ قدم آگے
نہ بڑھا سکتا تھا۔ تاہم اس نے ہمت کرکے قدم آگے بڑھایا اور اس کے ساتھ وہ دباؤ بھی
غائب ہوگیا۔ تحسین و آفرین کی دھیمی آوازیں سنائی دیں۔

"یہ قوی دل ہیں" آواز نے کہا "کیا تم تکلیف برداشت کرسکتے ہو ؟"
"جی ہاں سب کی طرح میں بھی"

"انھیں آزماؤ"

وہ بہ مشکل تمام اپنے آپ کو چیخنے سے باز رکھ سکا۔ کیوں کہ اس کے داہنے بازو پر ایک سخت تکلیف دہ درد محسوس ہوا۔ اس یکایک صدمہ سے وہ قریب قریب بے ہوش ہوگیا لیکن اس نے اپنی پریشانی چھپانے کے لئے ہونٹ چبانا اور مٹھی باندھنا شروع کردی۔ کہنے لگا۔

"اس سے بھی زیادہ برداشت کر سکتا ہوں"

اس مرتبہ زور سے نعرۂ تحسین بلند ہوا۔ لاج میں اس سے قبل پہلی مرتبہ کسی نے اتنی ہمت نہیں دکھلائی تھی۔ لوگوں نے پیٹھ ٹھونکی اور اس کے سر سے ٹوپی اتار لی گئی وہ اپنے برادروں کے مبارکبادیوں میں آنکھیں ملتا اور ہنستا کھڑا تھا۔

"برادر میک مرڈو! ایک آخری بات کہنی ہے۔" میک گنٹی نے کہا "تم اخفائے راز اور وفاداری کی قسمیں کھا چکے ہو نا اور تم کو معلوم ہے کہ نقض عہد کی سزا قطعی اور فوری موت ہے"

"جی ہاں معلوم ہے" میک مرڈو نے کہا۔

"اور تم فی الوقت ہر طرح پر سالار کی حکومت تسلیم کرتے ہو؟"

"جی ہاں"

"تو من جانب لاج ۳۴۱ ورمیسا میں تم کو اس کے اجلاسوں کی شرکت اور دیگر حقوق سے سرفراز کرتا ہوں۔ برادر اسکین لین میز پر شراب رکھدو تاکہ اپنے لائق برادر کا جام صحت پئیں"

میک مرڈو کا کوٹ اب اس کو واپس مل گیا تھا لیکن پہننے سے پہلے اس نے اپنا دایاں بازو دیکھا تو وہ ابھی تک درد کر رہا تھا۔ کیا دیکھتا ہے کہ اس کے بازو پر ایک نہایت صاف دائرہ گدا ہوا ہے جس کے بیچ میں ایک مثلث ہے۔ یہ دائرہ گہرا اور سرخ

تھا۔ اس کے پاس کے دو ایک لوگوں نے اپنی اپنی آستینیں چڑھائیں اور لاج کا نشان دکھلایا۔ ان میں سے ایک کہنے لگا:

"ہم سب اس مرحلہ سے گزر چکے ہیں لیکن ایسی دلیری سے نہیں جیسی تم نے دکھائی"

"اونھ یہ تو کچھ بھی نہ تھا" اس نے جواب دیا۔

اگرچہ اس کی وجہ سے سوزش اور درد بہت زیادہ تھا۔

جب داخلہ کی رسوم کے بعد ساعزوں کا دور ختم ہو چکا تو لاج کا کام ہاتھ میں لیا گیا۔ میک مرڈو نے شکاگو میں صرف انھیں رسوم کو دیکھا تھا اس لئے وہ کان کھول کر سننے لگا جو کچھ ہوا اس پر اسے تعجب ہوا لیکن اس کا اظہار اس نے نہ ہونے دیا۔

میک گنٹی نے کہا۔

"پہلا کام آج کی یادداشت میں یہ ہے کہ ضلع مرٹن کے لاج ۲۴۹ کے افسر وِنڈل کا خط پڑھ کے سنایا جائے۔ انھوں نے لکھا ہے:

"جناب عالی — اس نواح کی کوئلہ کمپنی رے اور اسٹرماش۔ کے اینڈ روز کے ساتھ آج معاملہ ہونے والا ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ آپ کا لاج ہمارا زیر بار ہے کیوں کہ گزشتہ ماہ میں پہرے کے معاملہ میں ہم دو برادروں کو بھیج چکے ہیں۔ آپ اگر دو اچھے برادروں کو روانہ کریں تو اس لاج کے خزانہ دار ہگنس جن کا پتا آپ کو معلوم ہے، ان کو اپنی نگرانی میں لے لیں گے۔ وہ ان کو معاملہ کا وقت اور مقام بتلا دیں گے۔

آپ کا شریک خیریت

ونڈل افسر ضلع سلسلہ احراریہ قدیمیہ"

جب کبھی ہم نے ایک یا دو آدمیوں کو مانگا ہے تو ونڈل نے کبھی انکار نہیں کیا اور اب ہمارا انکار کسی طرح مناسب نہیں۔"

ہیک گنتی خاموش ہو گیا اور اپنی تیز آنکھوں سے جلسہ پر ایک نظر ڈالی۔

"اس کام کے لئے کون آگے آتا ہے؟"

کئی نوجوانوں نے اپنے اپنے ہاتھ اُٹھائے۔ سالار نے ان پر ایک نگاہ پسندیدگی ڈالی۔

"شیر کرناک، تم بہت موزوں ہو۔ اگر پچھلی بار جیسا اس مرتبہ بھی معاملہ کرو تو تمھارے لئے بہت اچھا ہو اور ولسن تم۔"

ولسن جو ایک بالکل نوخیز جوان تھا کہنے لگا:

"میرے پاس پستول نہیں ہے۔"

"یہ تمھارا پہلا سابقہ ہے۔ کیوں ہے نا؟ آخر تمھیں بھی اس میں منجھانا مقصود تھا۔ تمھارے لئے تو یہ بڑا کارنامہ ہوگا۔ رہی پستول تو اگر میں غلطی نہیں کرتا تو وہ تمھارا منتظر ہے۔ اگر دوشنبہ کے دن تم اپنی اطلاع کر دو تو کافی وقت ملے گا اور واپسی پر تمھارا خوب خیر مقدم کیا جائے گا۔"

"اس مرتبہ کوئی انعام" کرناک نے پوچھا جو ایک دہرے بدن، گندم رنگ اور خوف ناک چہرے والا نوجوان تھا۔ جس کی سفاکی نے اس کو شیر کا نام دلا دیا تھا

"انعام کا خیال مت کرو۔ محض کام پر نظر رکھو۔ ممکن ہے کہ انجام پر چند سکے تم کو مل جائیں۔"

"اس شخص نے کیا کیا ہے" ولسن نے پوچھا

"تم جیسوں کے لئے یہ پوچھنا زیبا نہیں کہ اس شخص نے کیا کیا۔ وہاں اس پر فیصلہ ہو چکا۔ ہم کو اس سے کیا غرض۔ ہمارا کام صرف یہ ہے کہ ان کی درخواست پوری کر دیں جیسے وہ ہماری درخواست پوری کر دیا کرتے ہیں۔ ہاں یاد آیا کہ اگلے ہفتے میں مرٹن لاج سے دو برادر اس نواح میں کاروبار کے لئے آ رہے ہیں۔"

"وہ کون کون ہیں" کسی نے پوچھا۔

"نہ پوچھنا ہی بہتر ہے۔ اگر تم نہ جانو گے تو تصدیق بھی نہ کر سکو گے اور پھر کوئی قصہ بھی نہ پیدا ہوگا۔ لیکن وہ لوگ ایسے ہیں کہ جب کسی کام میں ہاتھ ڈالتے ہیں تو نہایت صفائی سے کرتے ہیں۔"

"اور وقت بھی آگیا ہے" بالڈون نے زور سے کہا "یہاں کے لوگ کچھ بے قابو ہوئے جاتے ہیں۔ پچھلے ہی ہفتہ بلے کرنے ہمارے تین آدمیوں کو نکال دیا۔ اس کا یہ قرضہ مدت سے چلا آتا ہے اور اب اس کو پورا پورا ملے گا۔"

"کیا ملے گا؟" میک مرڈو نے اپنے پاس والے شخص سے پوچھا

"ایک چرند مار کارتوس کا نوک دار سرا" اس شخص نے زور سے ہنسکر جواب دیا "کہو بھائی ہمارے طور طریقوں کو تم نے کیسا پسند کیا؟"

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میک مرڈو کی روح نے پہلے ہی سے اس مردم آزار جماعت کی خباثت کا اثر پورے طور سے لے لیا تھا۔ کہنے لگا۔

"میں نے خوب پسند کیا امنگ بھرے دل کے لئے یہ بہت ہی مناسب جگہ ہے۔" اس کے چاروں طرف بیٹھنے والوں میں سے کئی ایک نے یہ الفاظ سنے اور آفریں کی۔

"کیا ہے؟" میز کے اس پار سے سیاہ مو سالار نے پوچھا۔

"یہ ہمارے نئے بھائی ہیں جناب جنھیں ہمارے طریقے اچھے معلوم ہوتے ہیں" میک مرڈو ایک لمحہ کے لئے کھڑا ہوگیا۔

"جنابِ عالی مآب سالار، عرض ہے کہ لاج کی مدد کے لئے کسی شخص کی ضرورت ہو تو بندہ حاضر ہے۔ گر قبول افتد زہے عزّ و شرف۔"

اس پر بہت کچھ تحسین و آفریں ہوئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ افق پر ایک نیا سورج طلوع ہو رہا ہے۔ بعض سن رسیدوں کو یہ ترقی گریزپا معلوم ہوئی۔

"میں تحریک کرتا ہوں" ہے رے وے نامی معتمد نے کہا جو ایک دراز ریش اور جہاں دیدہ شخص تھا اور صدر کے قریب بیٹھا تھا۔ "برادر میک مرڈو کو اس وقت تک انتظار کرنا چاہیئے۔ جب تک کہ خود لاج کی مرضی ان کی خدمت حاصل کرنے کی نہ ہوں۔"

"بے شک میرا بھی یہی مطلب تھا، میں کلیۃً آپ کے قبضے میں ہوں" میک مرڈو نے کہا۔

"برادر! تمھارا بھی وقت آئے گا۔" صدر نشین نے کہا "تمھارا ہم نے نام درج کر لیا اور ہمیں امید ہے کہ تم ان اطراف میں اچھا کام کر سکو گے۔ آج رات کو ایک چھوٹا سا معاملہ ہے جی چاہے تو تم شریک ہو سکتے ہو۔"

"میں انتظار کروں گا تا آں کہ کسی قابل قدر کام کا موقع آئے۔"

"بہرحال آج رات تم شامل ہو سکتے ہو۔ اس سے تم کو پتا لگ جائے گا کہ اس نواح میں ہماری کیا حیثیت ہے۔ اعلان میں بعد میں کروں گا۔ فی الحال (ایجنڈا دیکھ کر) ایک دو امور جلسے کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ سب سے پہلے میں خزانہ دار سے پوچھونگا کہ ہماری مالی حالت کیسی ہے۔ جم کرنا ڈی کی بیوہ کا وظیفہ دینا ہے۔ وہ بیچارہ لاج کا کام کرتے مارا گیا تھا اور ہمارا فرض ہے کہ اس کی بیوہ کی خبر لیں۔"

"جم پچھلے مہینے مارا گیا تھا۔ جب کہ مارنے کریک چسٹر ول کاکس کے مارنے کی کوشش کی گئی تھی۔" میک مرڈو کے پاس والے نے تشریح کی۔

"مالی حالت اس وقت بہت اچھی ہے۔" خزانہ دار نے کہا جس کے سامنے بنک کی کتاب رکھی تھی۔ "کمپنیوں نے اس طرف فیاضی سے کام لیا ہے۔ میکس لنڈر کمپنی نے پانسو ادا کئے تاکہ ان کو چھیڑا نہ جائے۔ واکر برادران نے سو بھیجے لیکن میں خود اس کو لے گیا۔ اور واپس کر کے پانچ سو طلب کئے۔ اگر بدھ تک جواب نہ ملا تو ان کے پہئیے ناکارہ ہو جائیں گے۔ سال گزشتہ ان کے مکانات کو آگ لگانا پڑی تھی جب

کہیں وہ قائل ہوئے۔ علاوہ ازیں مغربی کوئلہ کمپنی نے اپنی سالانہ رقم ادا کردی ہے اس لئے ہماری مالی حالت بہت اچھی ہے اور ہم ہر مطالبہ پورا کر سکتے ہیں۔"

"آرچی سوُن ڈن کا کیا حشر ہوا" ایک نے پوچھا

"وہ سب کچھ فروخت کرکے اس ضلع سے چلا گیا۔ کم بخت ہم لوگوں کے لئے ایک رقعہ چھوڑتا گیا کہ نیویارک میں بھنگی بن کر رہنا اس کو پسند ہے لیکن ایسے باطل خوروں کے دباؤ میں رہ کر کسی کان کا مالک بننا پسند نہیں۔ غنیمت ہوا کہ رقعہ پہنچنے سے پہلے وہ فرار ہو چکا تھا اور اب غالباً ان اطراف میں منہ دکھانے کی ہمت اس کو نہ ہوگی۔"

صدر نشین کی مقابل میز کے اس پار سے ایک سن رسیدہ اور نیک مزاج شخص اٹھا۔ اور پوچھنے لگا۔

"جناب خزانہ دار صاحب! کیا میں دریافت کرسکتا ہوں کہ جس شخص کو ہم نے یہاں سے بھگا دیا ہے اس کی املاک کس نے خریدیں۔؟"

"ہاں برادر مارس وہ املاک مرٹن ریلوے کمپنی نے خریدیں۔"

"اور ٹاڈمان اور لی کی املاک جو اسی طرح سال گزشتہ بازار میں آئی تھیں کس نے خریدیں؟"

"برادر مارس! اسی کمپنی نے"

"اور مین سن، شومان، فان ڈاہر اور ایٹ وڈ کے لوہے کے کارخانے جو حال ہی میں چھوڑے گئے تھے کس نے خریدے؟"

"ان سب کو مغربی گل مرٹن کمپنی نے خریدا۔"

"برادر مارس! میری سمجھ میں نہیں آتا" صدر نشین نے کہا "کہ ہمیں اس سے کیا بحث کہ ان کو کون خریدتا ہے۔ ضلع سے باہر تو یہ چیزیں جا نہیں سکتیں۔"

"جلالت مآب سالار، گستاخی معاف۔ میری حقیر رائے میں ہمیں اس سے بحث

ہے۔ یہ عمل دس برس کی طویل مدت سے برابر جاری ہے۔ ہم رفتہ رفتہ چھوٹے آدمیوں کو نکالتے جا رہے ہیں تو نتیجہ کیا ہوا؟ اُن کی جگہ اب بڑی بڑی کمپنیاں مثل لوہا کمپنی اور ریلروڈ کمپنی قائم ہیں جن کے ڈائرکٹر نیویارک یا فلے ڈلفیا میں رہتے ہیں اور ہماری دھمکیوں کا ذرا بھی لحاظ نہیں کرتے۔ ہم ان کے نمایندوں سے تو بھگت سکتے ہیں لیکن پھر ان کی جگہ دوسرے آجاتے ہیں اور ہم اب اپنے لئے بھی خرابی پیدا کر رہے ہیں چھوٹے چھوٹے آدمی ہم کو نقصان نہ پہنچا سکتے تھے۔ نہ ان کے پاس روپیہ تھا اور نہ طاقت۔ جب تک ہم ان کو ایک معقول حد تک دبائیں گے یہ ہمارے قابو میں رہینگے۔ لیکن اگر ان بڑی کمپنیوں کو یہ محسوس ہوا کہ ہم اُن کے اور اُن کے منافع کے درمیان حائل ہیں تو وہ کوئی دقیقہ یا کوئی تدبیر ہمارے پامال کرنے کی اور ہمارے اوپر مقدمہ چلانے کی نہ اُٹھا رکھیں گے۔"

ان منحوس الفاظ کو سُن کر ایک سناٹا سا چھا گیا اور ہر چہرہ متفکر اور پریشان نظر آنے لگا۔ ان کی قوت اور طاقت اس قدر زبردست اور ان کی کارروائیاں اس قدر بے روک ہو گئیں تھیں کہ ان کے ذہن سے گویا یہ بات خارج ہو گئی تھی کہ وہ بھی قابل مواخذہ ہیں۔ اس پر بھی محض اس خیال سے بہت سے من چلوں کے دل بیٹھ گئے۔

"یہ میری رائے ہے"، مقرر نے بہ سلسلہ سابق کہا "کہ ہم کو چھوٹے آدمیوں پر ذرا ہلکا ہاتھ رکھنا چاہیئے۔ جس روز یہ لوگ سب کے سب نکل جائیں گے اسی روز اس جماعت کی طاقت ٹوٹ جائے گی۔"

الحق مقرر مشہور ہے۔ چنانچہ جس وقت مقرر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا تو غصے کی آوازیں آنے لگیں۔ میک گنٹی بھی ابرو کشیدہ اُٹھا اور کہنے لگا۔

"برادر مارس! تم ہمیشہ کے کل جیسے مشہور ہو۔ جب تک اس لاج کے جملہ ممبر ایک دوسرے کے ساتھ ہیں ممالک متحدہ کی کوئی طاقت اُن کا بال بیکا نہیں کر سکتی

کیا ہم اس کا تجربہ عدالتوں میں نہیں کر چکے ہیں ؟ میری رائے میں تو بڑی کمپنیاں مقابلہ کی بجائے چھوٹی کمپنیوں کی طرح رقم دینا پسند کرینگی۔" یہاں میک گنٹی نے اپنی سیاہ مخملی ٹوپی اور اپنا لبادہ اتار اٗ۔ " آج کا کام تو لاج نے ختم کر لیا۔ صرف ایک بات رہ گئی ہے جس کا تذکرہ جلسہ برخاست ہونے سے پہلے ہونا چاہیئے یعنی اب وقت آگیا ہے کہ برادرانہ تفریح کی جائے اور اس سے لطف اندوز ہوا جائے۔"

واقعی فطرت انسانی بھی عجیب ہے۔ یہاں ایسے لوگ جمع تھے جن کے لئے قتل ایک معمولی سی بات تھی۔ اُنھوں نے بارہا کسی خاندان کے باپ کو قتل کیا تھا جس کے ساتھ ان کو کوئی ذاتی کدورت نہ تھی اور جس کی بیوی اور بے یار بچوں کے لئے ان کے دل میں رحم کا شائبہ تک بھی نہ گزرتا تھا تاہم نغمۂ درد سے وہ متاثر ہوتے اور کبھی کبھی اشک بار بھی ہو جاتے تھے۔

میک مرڈو کی آواز بہت سریلی تھی اور اگر اس سے پیشتر لاج کی تحسین کا مستحق نہ تھا تو اب جب کہ اس نے چند غزلیں سنائیں تو وہ ہر طرح سے مستحق ہو گیا تھا۔ پہلی ہی رات میں اس نئے رنگروٹ نے تمام ممبروں میں اپنی شہرت حاصل کر لی تھی گویا ترقی اور اعلیٰ عہدوں کے لئے بھی شخص نامزد ہو گیا۔ لیکن ایک اچھے حر بننے کے لئے خوش جلسہ ہونے کے علاوہ دیگر اوصاف کی بھی ضرورت تھی اور جلسہ ختم ہونے سے پہلے ان اوصاف کی نوعیت کا بھی پتا چل گیا۔ وہسکی کے کئی دور چل چکے تھے اور ہر شخص نشہ میں چور اور آمادہ بہ فتور تھا۔ اس وقت سالار اُٹھا اور اس طرح تقریر شروع کی :-

"جوانو ! اس شہر میں صرف ایک شخص ہے جس کے خبر لینے کی ضرورت ہے اور یہ تمھارا فرض ہے کہ تم اس کی خبر لو۔ میں اس وقت ہیرالڈ کے مدیر جمیس اسٹین جر کا ذکر کر رہا ہوں تم کو معلوم ہے کہ ہمارے خلاف اس نے کیا دریدہ دہنی کی ہے۔" اس کی تائید میں آوازیں اُٹھیں اور بہتوں نے قسمیں بھی کھائیں۔ میک گنٹی نے

نے اپنی جیب سے ایک پرزہ کاغذ نکالا۔
"امن و قانون' اُس نے یہ سرخی قرار دی ہے "کوئلے اور لوہے کے ضلع میں دورِ دہشت' بارہ برس ہوئے کئی قتل ہوئے تھے جس سے ہمارے درمیان ایک ایک خفیہ انجمن کے وجود کا پتا چلا تھا۔ اس دن سے یہ وارداتیں برابر بڑھتی رہیں یہاں تک کہ آج اس حد کو پہنچ گئی ہیں کہ مہذب دنیا ہم کو انگشت نما ملامت بناتی ہے۔ کیا اسی مقصد کے لئے ہمارا ملک اپنے دامن میں ان اجنبیوں کو پناہ دیتا ہے جو یورپ کی استبدادیت سے بھاگ کر یہاں آتے ہیں۔ کیا یہ اس لئے ہے کہ یہ اجنبی خود اپنے پناہ دینے والوں کے حق میں ظالم بن جائیں اور کیا یہ اس لئے ہے کہ اس متبرک لوائے حریت کے سایہ ہی میں ایک دور بدامنی اور فلاکت قائم ہو جائے جس کو اگر ہم مشرق کی کمزور ترین حکمراں کے عہد میں پڑھیں تو ہمارے رونگٹے کھڑے ہو جائیں۔ آدمی معلوم ہیں۔ انجمن مشخص اور پبلک ہیں۔ کب تک ہم اس کو برداشت کریں۔ کیا ہم رہ سکتے ہیں ......' میں نے اس خرافات سے بہت کچھ سُنا دیا۔" صدر نے کاغذ میز پر پھینک کر کہا "یہ ہے اس کی رائے ہماری نسبت۔ میں تم سے اب پوچھتا ہوں کہ ہم کو کیا کرنا چاہیئے؟"
"قتل کر دینا چاہیئے" دس بارہ خونخواروں نے کہا
"مجھے اس سے اختلاف ہے۔" برادر مارسس نے کہا "میں سچ کہتا ہوں کہ ہمارا ہاتھ اس وادی میں بہت بھاری ہے اور ایک وقت ایسا آئے گا کہ تمام لوگ اپنی اپنی حفاظت میں ہماری تباہی کے لئے متحد ہو جائیں گے۔ جمیس اس ٹن جر ایک سن رسیدہ شخص ہے۔ شہر اور ضلع میں اس کی وقعت اور عزت ہے۔ اس کا اخبار وادی بھر میں پسند کیا جاتا ہے۔ اب اگر یہ شخص مارا گیا تو ضلع بھر میں ہلچل پیدا ہو جائے گی جس کا نتیجہ ہماری بربادی ہو گا۔"
"جناب پس قدم۔ ہم کو کس طرح برباد کر سکیں گے؟" میک گنٹی نے زور سے کہا

"کیا پولس کے ذریعے سے؟ اونہ۔ آدھے ہم سے تنخواہ پاتے ہیں اور آدھے ہم سے ڈرتے ہیں۔ یا عدالتوں اور ججوں کے ذریعے سے؟ تو کیا اس سے پیشتر ہم نے اس کا تجربہ نہیں کیا اور نتیجہ کیا نکلا؟"

"ابھی جج لنش باقی ہیں۔ شاید مقدمہ ان کے پاس پیش ہو" برادر مارس نے کہا اس تجویز پر غصہ کی ایک لہر دوڑ گئی

"انگلی اٹھانے کی دیر ہے" میک گنٹی نے کہا "اور میں شہر میں دو سو آدمی لا سکتا ہوں جو اس سرے سے اس سرے تک سب صاف کر دیں گے۔" پھر دفعتہً اپنی آواز بلند کر کے اور ناک بھوں چڑھا کر کہنے لگا "سنو برادر مارس! مدت سے میری نگاہ تم پر ہے۔ خود تم میں ہمت نہیں اور دوسروں کی ہمت پست کرنا چاہتے ہو برادر مارس تمھارے لئے وہ دن بہت برا ہوگا۔ جب کہ خود تمھارا نام ایجنڈا میں پیش ہو۔ اور میرے لئے وہی جگہ اس کے لئے زیادہ مناسب نظر آتی ہے۔"

سنتے ہی مارس کا رنگ فق ہو گیا اور جس وقت کرسی پر بیٹھا تو معلوم ہوتا تھا کہ اس کی ٹانگیں جواب دے چکی ہیں۔ اپنے لرزتے ہاتھوں سے اس نے جام شراب اٹھایا اور جواب دینے سے پہلے پی گیا۔

"اگر میں نے ضرورت سے زائد کوئی بے جا الفاظ کہے تو میں جلالت مآب سالار آپ سے اور ہر برادر سے خواستگار معافی ہوں۔ میں ایک وفادار ممبر ہوں۔ آپ سب جانتے ہیں اور میرا یہ خوف کہ مبادا لاج پر کوئی مصیبت آئے، مجھ سے یہ الفاظ کہلواتا ہے۔ لیکن جلالت مآب سالار مجھے آپ کی فراست اور دانائی پر اپنے سے زیادہ اعتماد ہے اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ کوئی ایسی حرکت نہ کروں گا۔"

ان نرم الفاظ کو سن کر سالار کا غصہ فرو ہو گیا۔ کہنے لگا:

"اچھا خیر۔ برادر مارس! خود مجھے افسوس ہو گا اگر تمھیں سبق دینے کی ضرورت

پیدا ہو لیکن جب تک میں صدر نشین ہوں میں قول اور فعل دونوں میں لاج کو متحد رکھنا چاہتا ہوں۔ اچھا جوانو۔ میں صرف اتنا کہوں گا کہ اگر اس ٹین جر کو پوری سزا دی گئی تو ہمارے لئے ضرورت سے زائد مشکل ہو جائے گی۔ یہ مدیر ایک دوسرے کا بہت ساتھ دیتے ہیں اور ملک بھر میں ہر اخبار پولس اور فوج کا مطالبہ کرنے لگے گا۔ لیکن میری رائے میں اس کی مرمت کافی ہو جانا چاہیئے۔ برادر بالڈون کیا تم یہ کر سکتے ہو؟"

"یقیناً" جوان نے خوشی سے کہا

"کتنے آدمی ساتھ لو گے؟"

"کوئی نصف درجن۔ دو دروازے پر پہرہ دیں گے۔ گوور تم جاؤ، مین سل تم بھی، اسکین لین اور دونوں ولا لی بھی چلیں"

"میں نے نئے برادر سے وعدہ کیا تھا کہ ان کو بھی موقع دیا جائے" صدر نے کہا

ٹڈ بالڈون نے میک مرڈو پر جو نظر ڈالی اس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ نہ بھولا ہے اور نہ اس نے معاف کیا ہے۔

"خیر وہ اگر آنا چاہیں تو آئیں" اس نے منہ بنا کر کہا "اتنے کافی ہیں جتنی جلد کام شروع ہو بہتر ہے"

جلسہ شور وغل کرتا، گاتا بجاتا برخاست ہوا۔

مے خانہ اب بھی مستوں سے بھرا تھا اور بہت سے برادر ٹھیر بھی گئے۔ جس گروہ کے ذمہ وہ کام کیا گیا تھا وہ دو دو اور تین تین کر کے خاموشی سے سڑک پر نکل گیا تاکہ کوئی دیکھے نہیں۔ کڑاکے کا جاڑا پڑ رہا تھا اور تاروں بھرے آسمان سے آدھا چاند اپنی روشنی ڈال رہا تھا۔ آدمی رک گئے اور ایک بلند عمارت کے سامنے والے صحن میں جمع ہو گئے۔ خوب روشن دریچوں کے درمیان سنہرے حرفوں میں "ورمیسا ہیرالڈ" لکھا تھا اندر سے چھاپے کی کھٹا کھٹ سنائی دیتی تھی۔

"دیکھو۔ ادھر" بالڈون نے میک مرڈو سے کہا "تم یہاں نیچے دروازے کے پاس کھڑے ہو جاؤ اور دیکھتے رہو۔ تاکہ سڑک ہمارے لئے صاف رہے۔ ارتھرولابی بھی تمہارے ساتھ رہیں گے۔ باقی سب تم میرے ساتھ آؤ۔ جوانو۔ ڈرو مت۔ اس وقت ہمارے پاس درجن بھر گواہ موجود ہیں کہ ہم اس وقت انجمن کے مے خانہ میں ہیں"

وقت آدھی رات کا تھا اور سڑک خالی تھی سوائے دو ایک مستوں کے جو اپنے گھر واپس جا رہے تھے۔ اس جماعت نے سڑک کو پار کیا اور اخبار کے دفتر کا دروازہ کھول بالڈون اور اس کے ساتھی اندر داخل ہوئے اور سامنے والے زینے پر چڑھ دوڑے میک مرڈو اور ایک اور نیچے رہ گئے۔ کمرے کے اندر سے ایک چیخ کی آواز آئی پھر مدد کی۔ اور بعد اس کے بھاگتے پیروں اور گرتی کرسیوں کی آواز آنے لگی۔ ایک لمحہ بعد ایک سفید داڑھی والا شخص صحن پر بھاگتا نظر آیا۔ بھاگنے نہ پایا تھا کہ پکڑا گیا اور اس کی عینک میک مرڈو کے پیروں پر آگری۔ دھم کی آواز کے ساتھ ہائے کی آواز نکلی۔ وہ مُنہ کے بل گرا اور کوئی نصف درجن لکڑیاں اس پر پڑنے لگیں۔ وہ اینٹھنے لگا اور اس کے بازو ضربوں سے تھرانے لگے۔ دوسرے تو خیر رک گئے لیکن بالڈون جس کے چہرے پر ایک شیطانی تبسم تھا اس کے سر پر برابر ضربیں لگا رہا تھا اور وہ اپنے ہاتھوں سے بچانے کی کوشش کرتا تھا۔ اس کے سفید بالوں میں خون کے دھبے نظر آنے لگے۔ بالڈون اب بھی جھکا ہوا جہاں موقع پاتا اور کوئی حصہ نظر آتا فوراً ایک ضرب لگا دیتا تھا کہ اتنے میں میک مرڈو نے زینے پر جھپٹ کے اس کو پیچھے ہٹا دیا۔ کہنے لگا

"بس کرو۔ تم اُسے مار ڈالو گے"

بالڈون نے حیرت سے اس پر نظر ڈالی۔ بولا

"خدا غارت کرے تم کون ہو بیچ میں بولنے والے تم کہ لاج میں نئے داخل ہوئے ہو پیچھے ہٹو"

یہ کہہ کر اس نے اپنی چھڑی اٹھائی۔ لیکن میک مرڈو نے اپنی چور جیب سے فوراً پستول نکال لیا کہنے لگا:

"تم خود پیچھے ہٹو۔ اگر تم نے میرے اوپر ذرا بھی ہاتھ ڈالا تو سر اڑا دوں گا۔ رہا لاج کا معاملہ تو کیا سالار کا یہ حکم نہ تھا کہ آدمی کو جان سے نہ مارا جائے اور تم جان سے نہیں مار رہے ہو تو کیا کر رہے ہو؟"

"واقعی انھوں نے سچ کہا" اُن میں سے ایک نے کہا

"جلدی یہاں سے بھاگو" نیچے والے آدمی نے کہا۔ "دریچیاں سب روشن ہو گئی ہیں اور پانچ منٹ کے اندر سارا شہر ٹوٹ پڑے گا"

واقعی سڑک پر شور کی آواز آ رہی تھی اور کمپوزیٹر اور ٹائپ جمانے والے نیچے کے ہال میں جمع ہو رہے تھے اور عمل کے لئے تیار ہو رہے تھے، مدیر کے ضرب رسیدہ اور بے حرکت جسم کو زینے کے اوپر چھوڑ کے مجرمین نیچے بھاگے اور جلدی سے سڑک پر ہو لئے "اتحاد گھر" پہنچ کے بعض تو میک گنٹی کے میخانہ کے مجمع میں جا ملے اور کانوں کان میک گنٹی کو خبر پہنچا دی کہ کام اچھی طرح سے انجام کو پہنچ گیا۔ دوسرے جن میں میک مرڈو بھی تھا بغلی سڑکوں پر ہو لئے اور اس طرح پیچ دار راستوں سے اپنے اپنے گھر پہنچ گئے

چوتھا باب

وادی خوف

جب میک مرڈو دوسری صبح کو اٹھا تو لاج کے داخلہ کے یاد رکھنے کا کافی سبب موجود تھا۔ شراب کے اثر سے اس کا سر درد کر رہا تھا اور جہاں اس کا بازو داغا گیا تھا

وہاں سوزش اور آماس تھا۔ چوں کہ اس کی آمدنی کا ذریعہ خاص تھا اس لئے اپنے کام سے وہ بہت بے پروا تھا۔ اس نے ناشتہ بھی دیر میں کیا اور پھر گھر ہی میں اپنے ایک دوست کو ایک طولانی خط لکھتا رہا۔ اس کے بعد ڈیلی ہیرالڈ پڑھا۔ ایک خاص کالم میں جو آخری وقت درج کیا گیا تھا اس نے پڑھا "ہیرالڈ کے دفتر میں حادثہ۔ مدیر سخت زخمی" یہ اُن واقعات کا مختصر سا خلاصہ تھا جس سے وہ بہ نسبت لکھنے والے کے زیادہ واقف تھا۔ یہ مضمون ذیل کے بیان پر ختم تھا:۔

"معاملہ اب پولس کے ہاتھوں میں ہے لیکن بہ مشکل امید کی جا سکتی ہے کہ ان کی کوششوں کے نتائج گزشتہ سے بہتر ہوں گے بعض آدمی پہچانے بھی گئے ہیں اور اُمید کی جاتی ہے کہ وہ اپنے کیفر کردار کو پہنچیں گے۔ اس واردات کی مرتکب وہی منحوس جماعت ہے جس نے اس شہر کو اس قدر دبا رکھا ہے اور جس کے خلاف ہیرالڈ نے نہایت ہی سخت رویہ اختیار کیا تھا۔ مسٹر اس ٹین جر کے اکثر دوستو کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ اگرچہ وہ نہایت بے رحمی اور بے دردی سے زدوکوب کئے گئے جس سے ان کے سخت چوٹیں آئیں تاہم ان کی زندگی کے لئے کوئی فوری خطرہ نہیں ہے"

نیچے یہ لکھا تھا کہ دفتر کی حفاظت کے لئے رائفلوں سے مسلح پولس کا ایک گارد طلب کیا گیا ہے۔

میک مرڈو نے اخبار رکھ دیا تھا اور اپنے پائپ کو ہاتھ سے جلا رہا تھا جو گزشتہ شب کے بے اعتدالیوں کی وجہ سے مرتعش تھا کہ باہر سے دستک کی آواز آئی اور مکاندارنی نے لاکر ایک پُرزہ دیا جس کو ایک لونڈا ابھی دے گیا تھا۔ اس پر دستخط نہ تھے اور مضمون یہ تھا:۔

"میں نے تم سے ملنا چاہتا ہوں لیکن تمھارے گھر میں نہیں۔ تم مجھکو وہ ملر پر جھنڈے کے پاس پاؤ گے۔ اگر تم اسی وقت وہاں چلے آئے تو چند باتیں ایسی ہیں کہ تمھارے لئے ان کا سُننا ضروری ہے اور میرے لئے کہنا اہم"

میک مرڈو نے اس تحریر کو تحیر کے ساتھ دوبارہ پڑھا تاہم اس کی سمجھ میں اس کا منشا بالکل نہ آیا لیکن میک مرڈو مقررہ مقام پر پہنچ گیا۔ جہاں اُس نے برادر مارس کو کھڑا پایا۔

"مسٹر میک مرڈو آپ کی عنایت کہ آپ تشریف لائے (کچھ تذبذب کے ساتھ) میں آپ سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں"

"آپ نے رقعہ میں اپنا کام کیوں نہ لکھا؟"

"جناب پھونک پھونک کے قدم رکھنا پڑتا ہے۔ ایسے پر آشوب زمانے میں نہ جانے کیا افتاد پڑے یہ بھی کوئی نہیں جان سکتا کہ کس پر اعتماد کرے اور کس پر نہ کرے۔"

"لیکن برادران لاج پر تو اعتماد کیا جا سکتا ہے۔"

"نہیں ہمیشہ تو نہیں" مارٹس نے جوش میں کہا "جو کچھ ہم کہتے ہیں حتی کہ جو کچھ ہمارے ذہن میں بھی آتا ہے سب اس شخص میک گنٹی نامی تک پہنچ جاتا ہے۔"

"سنئے جناب" میک مرڈو نے ذرا سختی سے کہا "آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ گزشتہ شب ہی میں نے سالار کے سامنے وفاداری کی قسم کھائی ہے۔ تو کیا آپ کا منشاء ہے کہ میں اس قسم کو توڑ دوں۔"

"اگر آپ اس کو اس نظر سے دیکھتے ہیں" مارٹس نے رنج سے کہا" تو میں یہ کہوں گا کہ مجھے بہت افسوس ہے کہ میں نے آپ کو تکلیف دی۔ واقعی زمانہ کس قدر پر آشوب ہے کہ دو آزاد شہری اپنے خیالات کا اظہار نہیں کر سکتے۔"

میک مرڈو نے جو اپنے ساتھی کو بہت ہی غور سے دیکھ رہا تھا، کسی قدر اپنی نظر ہلکی کر دی۔ کہنے لگا۔

"میں نے تو صرف اپنے لئے کہا تھا، آپ کو معلوم ہے کہ میں نو وارد ہوں اور بالکل ناواقف۔ پس جناب میرے لئے کب مناسب ہے کہ اپنی زبان کھولوں۔ آپ کو اگر کچھ کہنا ہے تو فرمائیے میں حاضر ہوں۔"

"تاکہ پھر میک گنٹی تک اس کو لے جائیں۔" مارٹس نے آزردگی سے کہا۔

"واقعی یہاں آپ مجھ پر ظلم کرتے ہیں،" میک مرڈو نے کہا" جہاں تک میرا تعلق ہے میں لاج کا وفادار ہوں اور میں آپ سے صاف صاف کہے دیتا ہوں، لیکن اگر آپ کی راز کی باتیں میں کسی دوسرے سے کہوں تو مجھ سے بڑھکر کوئی رذیل نہیں۔

آپ سے ملنا چاہا۔

"تو فرمائیے؟"

"اگر آپ مجھے دغا دیں تو جہنم نصیب ہو۔"

"ایں میں نے ابھی کہا کہ ایسا نہ ہوگا۔"

"تو میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ جس وقت شکاگو میں آپ نے اس سلسلۂ احرار میں داخل ہوئے اور خیرات اور وفاداری کی قسم کھائی تو کیا آپ کے ذہن میں کبھی یہ خیال بھی گزرا کہ اس کا انجام ظلم پر ہوگا؟"

"اگر آپ اس کو ظلم سمجھیں۔" میک مرڈو نے جواب دیا۔

"ظلم سمجھیں،" مارس نے بھرائی آواز میں کہا "تو آپ نے ابھی کچھ نہیں دیکھا جو آپ سوائے اس کے کچھ اور سمجھیں کیا یہ ظلم نہ تھا کہ گزشتہ شب ایک شخص جو عمر میں آپ کے باپ کی برابر ہوگا اس کو اس قدر زدوکوب کیا گیا کہ اس کے سفید بالوں سے خون نکلنے لگا؟ کیا یہ ظلم نہ تھا؟ اگر نہ تھا تو پھر کہئے آپ کیا کہیں گے؟"

"بعض ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ یہ جنگ ہے۔" میک مرڈو نے کہا۔ "دو جماعتوں کی جنگ، جس میں جس کو جہاں موقع ملا ایک وار کر دیا۔"

"تو کیا شکاگو میں احرار یہ بنتے وقت آپ کے ذہن میں یہ بات تھی؟"

صاحب کہاں سے

... سنسر شدہ ...

معلوم ہوتا ہے کہ یہ صفحہ کو سنسر ...

... روسی کتابوں کو سنسر کرتی ہیں

دیکھنے کی ضرورت نہیں ...

... ست

... ہوں۔ بس مجھکو مقامی لاج میں شامل ہونے پر مجبور کیا گیا ایسے ہی جیسے آپ گزشتہ شب شامل ہوئے میرے ہاتھ پر بے حیائی کی علامت موجود ہے اور اس سے بدتر میرے قلب پر ہے۔ مجھے معلوم ہوا کہ میں ایک سیاہ رو بدمعاش کے پنجے میں ہوں اور ظلم و تعدی کے جال میں پھنس گیا ہوں۔ میں کر ہی کیا سکتا تھا؟ گزشتہ شب کی طرح اصلاح کے خیال سے میں ایک لفظ بھی کہتا تھا تو وہ بے وفائی شمار کی جاتی۔ میں جا نہیں سکتا۔ اس لئے میری کل کائنات یہی دوکان ہے۔ اگر میں انجمن سے الگ ہو جاؤں تو مجھے خوب معلوم ہے کہ میرا قتل یقینی ہے۔ اور پھر خدا جانے میرے بیوی بچوں پر کیا افتاد پڑے۔ ارے میاں۔ یہ ایک دردانگیز عذاب ہے عذاب"۔

اس نے اپنا منہ ہاتھوں سے چھپا لیا اور اس کا سارا بدن سسکیوں سے لرز رہا تھا میک مرڈو نے اپنے شانے ہلائے۔ کہنے لگا

"آپ اس کام کے لئے بہت نرم ہیں۔ ایسے کام میں آپ لوگوں کو ہونا ہی نہیں چاہیئے"۔

"میں ضمیر رکھتا تھا اور مذہب بھی، لیکن انھوں نے مجھکو بھی مجرم بنا دیا۔ میں ایک کام کے لئے منتخب کیا گیا تھا۔ اگر میں پیچھے ہٹتا تو مجھے خوب معلوم تھا کہ میرا

حشر کیا ہوگا۔ ممکن ہے میں بزدل ہوں۔ ممکن ہے میری بیوی بچّوں کے خیال نے مجھے ایسا بنا دیا ہو۔ بہرحال میں گیا ضرور۔ لیکن میری دانست میں یہ مجھے عمر بھر نہ بھولے گا وہ سامنے کی جانب یہاں سے بیس میل پر ایک اکیلا مکان تھا۔ میں آپ کی طرح دروازہ پر کھڑا کیا گیا تھا۔ خاص کام کے لئے وہ مجھ پر بھروسہ نہ کرتے تھے۔ چنانچہ دوسرے اندر گئے۔ جب وہ باہر نکلے تو ان کے ہاتھ کلائیوں تک خوں آلود تھے۔ جب ہم چلنے لگے تو ایک بچہ ہمارے پیچھے گھر سے نکل کر چلاّ رہا تھا۔ وہ پانچ برس کا بچّہ تھا جس نے اپنے باپ کو قتل ہوتے دیکھا تھا۔ میں تو اس دردناک منظر کو دیکھ کر بے ہوش سا ہوگیا اس پر بھی چہرے سے تبسم اور دلبری کا اظہار ضروری تھا۔ کیوں کہ مجھے معلوم تھا کہ اگر میں نے ایسا نہ کیا تو دوسری مرتبہ وہ میرے مکان سے اسی طرح خون آلودہ نکلیں گے اور پھر میرا بچہ فرنڈ اپنے باپ کے لئے روئے گا۔ لیکن میں اس وقت جرم کار تھا۔ اس قتل میں کچھ حصہ میرا بھی تھا۔ میری یہ دنیا بھی برباد ہوئی اور آخرت بھی۔ میں پکا دیندار ہوں لیکن جب پادری کو یہ معلوم ہوا کہ میں دوندہ ہوں تو اس نے بات کرنے سے بھی انکار کردیا اور مجھکو خارج المذہب قرار دیا۔

یہ ہے میری کتھا۔ اور میں آپ کو بھی اسی راستے پر جاتا دیکھتا ہوں اور آپ سے پوچھتا ہوں کہ اس کا انجام کیا ہونے والا ہے۔ کیا آپ بھی خونی قاتل بننا چاہتے ہیں یا اس کے روکنے کے لئے کچھ نہ کچھ کرنا چاہتے ہیں“

”آپ کیا کرنا چاہتے ہیں“ میک مرڈو نے دفعتہً پوچھا

”آپ مخبری تو نہ کریں گے؟“

”خدا نہ کرے“

مارس نے کہا ”اس خیال ہی کے عوض میری جان جاتی رہے گی“

”یہ درست ہے“ میک مرڈو نے کہا ”میرے خیال میں آپ ایک کمزور طبیعت

کے آدمی ہیں اور آپ اس سب کو مبالغہ کی نظر سے دیکھتے ہیں"

"مبالغہ کی نظر سے۔ اچھا تو آپ کچھ رہ لیجئے۔ آپ ہی پتا چل جائے گا۔ زرا اس وادی پر نظر ڈالئے۔ دیکھئے سیکڑوں چمنیوں کا دھواں سایہ کئے ہوئے ہے۔ میں کہتا ہوں کہ قتل کا ابر اس سے غلیظ تر اور نزدیک تر ہے۔ یہ وادی خوف ہے بلکہ وادی موت۔ صبح سے شام تک لوگوں کے دلوں میں خوف بیٹھا رہتا ہے۔ اچھا آپ نوجوان ہیں توقف کیجئے خود ہی آپ کو معلوم ہوجائے گا۔"

"خیر جب مجھے تجربہ زیادہ ہوجائے گا تو میں اپنے خیالات آپ سے بیان کروں گا"

میک مرڈو نے بے پروایانہ انداز سے کہا۔ "فی الحال یہ صاف طور سے واضح ہے کہ آپ اس مقام کے لئے موزوں نہیں اور جس قدر جلد آپ فروخت کرسکیں۔ چاہے آپ کو روپئے کے عوض پیسہ ہی کیوں نہ ملے۔ اتنا ہی آپ کے لئے بہتر ہے۔ جو کچھ آپ نے مجھ سے کہا ہے میرے پاس محفوظ ہے۔ لیکن قسم بخدا اگر آپ مخبر ہوئے ...."

"نہیں نہیں" مارس نے لجاجت سے کہا

"اچھا تو اس کو یہیں تک رہنے دیجئے۔ میں ان باتوں کو ذہن میں رکھوں گا۔ ممکن ہے کسی روز مجھے اس کا موقع ملے۔ مجھے امید ہے کہ اس طرح گفتگو کرنے میں آپ کی نیت بخیر تھی۔ اب مجھے گھر جانا ہے۔"

"ایک بات اور سہی" مارس نے کہا "ممکن ہے کسی نے ہم کو یک جا دیکھ لیا ہو ممکن ہے وہ پوچھیں کہ ہم کیا باتیں کر رہے تھے۔"

"ہاں یہ تو آپ نے خوب سوچا۔"

"میں آپ کو اپنی دکان میں ایک محرری دینا چاہتا ہوں۔"

"میں انکار کرتا ہوں۔ اچھا تو یوں معاملہ رہے۔ اچھا برادر مارس۔ خدا حافظ خدا کرے آپ کا مستقبل آپ کے حق میں بہتر ہو۔"

اسی روز سہ پہر کو جب میک مرڈو اپنے کمرے میں آتش دان کے پاس بیٹھا، مصروف تمباکو نوشی اور محو خیال تھا تو دروازے کے پٹ کھلے اور دروازے میں سالار میک گنٹی کی لحیم شحیم شکل دکھائی دی۔ اس نے مقررہ اشارے کئے اور پھر نوجوان کے سامنے بیٹھکر تھوڑی دیر کے لئے نظر جما دی جس کا جواب بھی ایسا ہی ملا۔ بالآخر سالار نے کہا

"برادر میک مرڈو! میں دوسروں کے پاس بہت کم جایا کرتا ہوں۔ میرے پاس خود ہی اتنے زیادہ لوگ آتے ہیں کہ میں عدیم الفرصت رہتا ہوں۔ لیکن مجھے خیال آیا کہ تمھارے لئے اس کلیئے کو توڑ دوں اور تم سے تمھارے گھر ہی میں ملاقات کروں"

"جناب کونسلر! آپ کی بندہ نوازی ہے" میک مرڈو نے جواب دیا۔ اور توشہ خانے سے شراب کی بوتل اتار لی۔ "یہ ایک عزت غیر مترقبہ ہے"

"بازو کیسا ہے"؟ سالار نے پوچھا

میک مرڈو نے ذرا منہ بنایا۔ جواب دیا

"میں اسے بھولا نہیں ہوں اگرچہ یہ ہے اسی قابل"

"ہاں اسی قابل ہے۔ صرف انھیں لوگوں کے لئے جو وفادار ہیں۔ اس کو برداشت کرتے ہیں اور لاج کی مدد کرتے ہیں۔ آج صبح ملر ہل پر تم سے اور برادر مارس سے کیا باتیں ہوئیں؟"

یہ سوال کچھ ایسا یک بارگی کیا گیا کہ اس کا جواب پہلے ہی سوچ لینا بہت غنیمت ہوا۔ وہ بہت زور سے ہنسا۔

"مارس کو یہ خبر نہ تھی کہ میں گھر بیٹھے کما سکتا ہوں اور نہ اس کو خبر ہوگی کیونکہ مجھ جیسے لوگوں کے سامنے وہ بہت ہی نرم دل ہے۔ لیکن وہ ایک نیک نیت بھلا مانس ہے۔ اس کے خیال میں میں روزی سے تنگ تھا۔ اسی لئے اپنے دکان میں ایک محرری دینا چاہی"

"اچھا تو یہ قصہ تھا"

"ہاں یہی تھا"

"اور تم نے انکار کر دیا"

"بے شک۔ کیا میں گھر بیٹھے چار گھنٹے کی محنت میں اس سے دس گنا زیادہ نہیں کما سکتا؟"

"یہ ٹھیک ہے۔ لیکن میں مارس سے زیادہ خلا ملا نہ رکھنا"

"کیوں نہیں"

"خیر یہ تو میں نہیں بتاتا۔ میرا اتنا ہی کہنا بہتوں کے لئے ان اطراف میں کافی ہے"

"بہتوں کے لئے کافی ہو تو ہو لیکن کونسلر صاحب یہ میرے لئے کافی نہیں۔ اگر آپ مردم شناس ہیں تو آپ جان جائیں گے"

اس دیو سیاہ نے اپنی نظر اس پر جما دی اور تھوڑی دیر کے لئے گلاس پر اس کی گرفت مضبوط ہو گئی گویا وہ اپنے ساتھی پر پھینکنے ہی والا ہے۔ اس کی بعد وہ بہت زور سے ہنس پڑا۔ کہنے لگا۔

"واقعی تم چیستان ہو۔ اچھا خیر اگر تم سبب پوچھتے ہو تو میں بتاتا ہوں۔ کیا مارس نے لاج کے خلاف بھی کچھ کہا"

"نہیں"

"اور نہ میرے خلاف"

"نہیں"

"تو یہ اس لئے کہ وہ تم پر اعتبار نہیں کرتا۔ لیکن دل میں وہ وفادار نہیں ہے۔ ہم اس امر کو بخوبی جانتے ہیں۔ اسی لئے اس پر نگاہ رکھتے ہیں اور فہمائش کے لئے موقع کی تلاش میں ہیں۔ میرے خیال میں وہ موقع قریب آ رہا ہے۔ ہمارے گلے میں دغاباز

کی گنجائش نہیں۔ لیکن اگر تم اس کے ساتھ اٹھو بیٹھو گے تو ہم سمجھیں گے کہ تم بھی وفادار نہیں ہو سکتا۔"

"میرے اٹھنے بیٹھنے کی کوئی امید نہیں کیوں کہ میں اسے پسند نہیں کرتا۔ رہا وفادار ہونا یا نہ ہونا تو اگر آپ کے سوائے دوسرا ہوتا تو دوبارہ اس لفظ کو استعمال کرنے کی اس کو جرأت نہ پڑتی۔"

"خیر۔ اتنا ہی کافی ہے،" میک گنٹی نے جام انڈیل کر کہا "میں تمھیں بروقت نصیحت کرنے آیا تھا۔ وہ کر چکا۔"

"میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ میں نے مارس سے باتیں کیں۔" میک گنٹی ہنسا۔ کہنے لگا

"یہی تو میرا کام ہے کہ جو کچھ اس شہر میں ہو اس کی خبر مجھکو ہوتی رہے۔ اطمینان رکھو کہ جو کچھ ہوتا ہے وہ مجھ تک ضرور پہنچتا ہے۔ لو اب ختم ہو گیا اور اب میں ــــ"

لیکن اس کے رخصت ہونے میں ایک بالکل غیر متوقع طریقے سے خلل پڑ گیا۔ ایک بارگی زور سے دروازہ کھلا اور پولس کی نوک دار ٹوپی کے نیچے سے تین غصے سے بھرے چہرے ان پر نظر جمائے دکھائی دئیے۔ میک مرڈو اچھل پڑا اور اپنا تپنچہ آدھا نکالا ہی تھا کہ اس کا ہاتھ بیچ میں رک گیا۔ کیوں کہ اس نے اپنے سر کو تین بندوقوں کی زد میں دیکھا۔ ایک شخص وردی پہنے، ایک چھ ضربی ہاتھ میں لئے کمرے میں داخل ہوا یہ کپتان مارون تھا جو پہلے شکاگو میں تھا اور اب ان اضلاع کا پولس افسر تھا۔ اس نے جب میک مرڈو کو دیکھا تو خندۂ زیر لب کے ساتھ سر ہلایا اور کہا

خباب بانکے مرزا میک مرڈو شکاگوی صاحب۔ میں پہلے ہی سمجھتا تھا کہ آپ کچھ نہ کچھ رنگ لائیں گے۔ کیا کریں آپ باز ہی نہیں رہ سکتے۔ اچھا ٹوپی پہنئے اور ہمارے ساتھ تشریف لائیے۔"

"میرے قیاس میں کپتان ماروَن صاحب آپ کو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ ذرا یہ تو بتائیے کہ اس طرح گھر میں گھس کر شریف اور امن پسند لوگوں کو پریشان کرنے والے آپ کون ہیں؟" میک گنٹی نے کہا

"کونسلر میک گنٹی صاحب! آپ اس معاملہ سے الگ تھلگ رہیں"۔ پولس کپتان نے کہا "ہم کو آپ سے بحث نہیں ہم تو اس شخص کے لئے آئے ہیں۔ ادائے فرض میں آپ کو ہمیں مدد دینا چاہیئے نہ کہ مزاحم ہونا چاہیئے۔"

"یہ میرے دوست ہیں اور میں ان کے چال چلن کا ہر طرح ضامن ہوں"۔ باس نے کہا

"مسٹر میک گنٹی۔ غالباً ایک نہ ایک دن خود آپ کو اپنے چلن کی جواب دہی کرنا پڑے گی"۔ پولس کپتان نے جواب دیا "یہاں آنے سے پہلے یہ حضرت غنڈے رہ چکے تھے اور غنڈے یہ اب تک ہیں۔ جمعدار ان کو زد میں لے لو۔ میں ان کے ہتیار لیتا ہوں"۔

"یہ لیجے میرا پستول ہے" میک مُرڈو نے متانت سے کہا "اگر میں اور آپ اکیلے ہوتے تو جناب کپتان ماروَن صاحب آپ مجھے اس آسانی سے قابو میں نہ کر سکتے"۔

"آپ کے پاس وارنٹ کہاں ہے" میک گنٹی نے پوچھا "واللہ آدمی کے لئے روس میں یا ورمیا میں رہنا برابر ہے جب پولس کو چلانے والے آپ جیسے لوگ ہوں۔ یہ سرمایہ داروں کی زیادتی ہے اور دیکھئے اس کا انجام کیا ہوتا ہے"۔

"مجھ پر الزام کیا ہے؟" میک مُرڈو نے پوچھا۔

"یہ کہ ہیرالڈ کے دفتر میں مسٹر مدیر اسٹین جبر کی زدوکوب میں آپ بھی شریک تھے۔ یہ آپ کا قصور نہیں ہے کہ یہ واردات قتل کی نہ ہو پائی"

"ارے اگر صرف یہ ہی الزام ان کے اوپر ہے" میک گنٹی نے ہنس کر کہا "تو آپ اس قصے کو یہیں رہنے دیں۔ آپ کی بہت محنت بچ جائے گی۔ یہ تو میرے ساتھ گزشتہ شب آدھی رات تک بیٹھے تاش کھیلتے رہے۔ ایک درجن آدمی تو اس کے

گواہ ہوں گے۔"

"یہ آپ کا معاملہ ہے اور میرے قیاس میں آپ کل عدالت میں اس کا فیصلہ کر لیجئے گا فی الحال میک مرڈو تم چلے آؤ اور اگر کوئی ضرب کھانا نہیں چاہتے تو خاموشی سے چلے آؤ مسٹر میک گنٹی آپ الگ رہئے میں آپ کو آگاہ کئے دیتا ہوں کہ فرائض کی انجام دہی میں یہ کسی کی بھی پروا نہیں کرتا۔"

کپتان کے چہرے سے اس قدر عزم بالجزم ظاہر ہو رہا تھا کہ میک مرڈو اور اس کے باس کے بنائے کچھ نہ بن پڑی۔ موخرالذکر نے قیدی سے چند باتیں کرنے کا موقع نکال ہی لیا۔

"اس کی بابت کیا ——" اس نے اپنے انگوٹھے کو جھٹکا دے کر جعلی سکے کی مشین کی طرف اشارہ کیا

"سب ٹھیک ہے۔" میک مرڈو نے آہستہ سے کہا جس نے اس کے لئے ایک محفوظ جگہ فرش کے نیچے تلاش کر رکھی تھی۔

"اچھا میں اب تم سے رخصت ہوتا ہوں" باس نے کہا "میں ابھی رَیلی وکیل سے ملاقات کروں گا اور اس مقدمہ کی پیروی اپنے ذمے لوں گا۔ یقین جانو کہ تم زیادہ عرصے تک ان کے قبضے میں نہ رہو گے۔"

"میں اس پر شرط نہیں لگاتا۔ قیدی کی تم دونوں حفاظت کرو اور اگر ذرا بھی یہ کچھ تین پانچ کریں تو فوراً گولی ماردینا۔ میں جانے سے پہلے خانہ تلاشی لوں گا۔"

چنانچہ مارون نے خانہ تلاشی لی لیکن بظاہر اس مشین کا کوئی پتا نہ چلا۔ جب وہ نیچے اُتر گیا تو وہ اور اُس کے آدمی میک مرڈو کو زیر حراست صدر تھانہ پر لے گئے۔ تاریکی چھا گئی تھی اور ایک بہت تیز ہوا سر د چل رہی تھی جس کی وجہ سے سڑکیں خالی تھیں لیکن چند لفنگے ان کے پیچھے ہو لئے اور اندھیرے سے فائدہ اُٹھا کر کبھی

قیدی پر کوئی فقرہ کس دیتے۔

"مارو اس منحوس دونڈے کو مارو" وہ چلاتے تھے۔ جب وہ کوتوالی میں داخل کیا جانے لگا تو وہ لوگ ہنستے اور بولیاں بولتے تھے۔ جائزہ دار امین کوتوالی نے چند سوالات کئے اور پھر اس کو حوالات میں بھیج دیا۔ یہاں اس کو بالڈون اور رات والے تین اور ساتھی ملے جو سب کے سب سہ پہر کو گرفتار ہوئے تھے اور دوسری صبح اپنی پیشی کا انتظار کر رہے تھے۔

لیکن قانون کے اس اندرونی احاطہ کے اندر بھی احراریوں کا دست ورانہ پہنچ جاتا تھا۔ رات گئے ایک جیلر آیا جو اپنے ساتھ ان کے بستروں کے لئے پیال لایا جس میں سے اس نے دو بوتل شراب، چند گلاس اور تاش کی ایک گڈی نکالی۔ ان لوگوں نے نہایت ہی خوشی و خرمی کے ساتھ رات گزاری اور صبح کی پیشی کا انھوں نے خیال تک بھی نہ کیا۔

اور نہ اُن کو ضرورت تھی جیسا کہ نتائج نے ثابت کیا۔ اس شہادت پر مجسٹریٹ ان کو سزا بھی نہیں دے سکتا تھا کہ معاملہ عدالت بالا تک جا سکے۔ ایک طرف تو کمپوزیٹر اور مطبع والوں سے یہ اقرار کرایا گیا کہ روشنی کافی نہ تھی دوسرے وہ خود حواس باختہ تھے اور ملزمین کی شناخت کرنا ان کے لئے بہت مشکل تھا۔ اگرچہ انھیں یقین تھا کہ ملزمین موجود ضرور تھے۔

میک گنٹی نے جو وکیل مقرر کیا تھا اس نے نہایت ہوشیاری سے جرح کی تو ان لوگوں کی شہادت اور بھی لچر اور پوچ نکلی۔ شخص مجروح نے پہلے ہی یہ بیان دیدیا تھا کہ اس پر کچھ اس طرح یک بارگی حملہ کیا گیا کہ وہ سوائے اس کے کچھ نہ کہہ سکتا تھا کہ جس شخص نے اس پر پہلے ہاتھ اُٹھایا وہ مونچھوں والا تھا۔ اس نے یہ بھی بیان کیا کہ اس کو معلوم تھا کہ وہ لوگ 'دونڈے' ہیں کیونکہ کسی اور شخص کو اس سے کوئی دشمنی نہ تھی اور ان لوگوں نے اس کے لکھے ہوئے صاف صاف مضمونوں پر اکثر اُس کو

دھمکی دی تھی۔ دوسری طرف میک گنٹی جیسے معزز افسر بلدیہ سمیت چھ شہریوں کی متحدہ اور صاف شہادت سے یہ بات اچھی طرح واضح ہوگئی کہ ملزمین اتحاد گھر میں وقوع واردات سے ایک گھنٹہ بعد تک تاش کھیلتے رہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ سب کے سب بری کردیئے گئے اور جو کچھ ان کو تکلیف ہوئی تھی دبے الفاظ میں عدالت نے اُن سے معافی بھی مانگی اور اس کے ساتھ کپتان مارون اور پولس کے اس جوش و خروش کو ناپسند کیا گیا۔

اس فیصلے کو اجلاس پر لوگوں نے نہایت خوشی سے سُنا۔ جن میں میک مرڈو کو اکثر آشنا صورتیں نظر آئیں۔ ممبران لاج ہنستے تھے اور خوشی مناتے تھے۔ لیکن ان کے علاوہ اور لوگ بھی تھے جو ان لوگوں کے نکلنے پر ہونٹھ دبائے اور فکر میں ڈوبے بیٹھے تھے۔ ان میں سے ایک پستہ قد، سیاہ ریش اور مستقل ارادہ شخص نے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے خیالات کو ان الفاظ میں ادا کیا۔

"ارے کم بخت خونیو! ایک نہ ایک روز تمھیں دھر ہی لیں گے۔"

پانچواں باب

سخت ترین وقت

اب بھی اگرچہ میک مرڈو کی اپنے ساتھیوں میں شہرت میں کچھ کمی رہ گئی تھی تو وہ اس گرفتاری اور اس بریت سے پوری ہوگئی۔ اس انجمن کی تاریخ میں یہ پہلا واقعہ تھا کہ ایک شخص جس رات انجمن کا ممبر ہوا اسی رات کو وہ ایسا کارنامہ کرے کہ اس کو مجسٹریٹ سے دوچار ہونا پڑے۔ پہلے ہی سے یہ مشہور ہوگیا تھا۔ وہ ایک خوش مذاق

سا تھی اور دل دادۂ عیش ہے لیکن ساتھ ہی اس کے وہ تیز مزاج بھی ہے۔ یہاں تک کہ اس طاقت ور بدمعاش سے بھی کوئی لفظ خلاف شان نہیں سن سکتا۔ مزید برآں اس نے اپنے ساتھیوں میں یہ خیال جما دیا کہ ان میں سے کوئی ایسا شخص نہ تھا جو اس سے زیادہ خونی تجاویز پیش کر سکے یا اس سے زیادہ ہاتھ کا صاف ہو۔ ان میں سے جو خرانٹ تھے وہ کہا کرتے تھے کہ

"صفائی سے کام کرنے کے لئے یہ جوان بہت موزوں ہے"

اور اس وقت کا انتظار دیکھتے تھے کہ جب اُس کو اس کام پر لگا سکیں۔ میک گنٹی کے پاس اور بھی آلات تھے لیکن اس نے بھی تسلیم کیا کہ یہ نیا آلہ بہت ہی کارآمد ہے۔ معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنے ہاتھ میں ایک زبردست خونی کتّے کو زنجیر سے پکڑے ہوئے ہے۔ معمولی کام کرنے کے لئے اور بھی کتے تھے لیکن ایک نہ ایک دن آنے والا تھا کہ وہ اس کتے کو اپنے شکار پر چھوڑے گا۔ لاج کے چند ممبر جن میں بالڈون بھی تھا۔ اس اجنبی کی ایسی جلد ترقی سے ناراض سے تھے اسی وجہ سے وہ اس کے دشمن ہو گئے تھے لیکن وہ اس سے علیٰحدہ رہتے تھے کیوں کہ وہ لڑائی کے لئے ویسا ہی آمادہ رہتا تھا جیسا ہنسنے کے لئے۔

لیکن اگر وہ اپنے ساتھیوں کی نظروں میں اُٹھتا جاتا تھا تو ایک مقام ایسا تھا جو اس کے لئے بہت ہی اہم تھا۔ جہاں وہ نظروں سے گرتا بھی جاتا تھا۔ ایٹی شیفٹ کے والد نے اس سے بالکل قطع تعلق کر لیا اور اپنے گھر میں بھی آنے کی اجازت نہ دیتا تھا ایٹی کو خود اتنی محبت تھی کہ وہ اسے کلیتہً چھوڑ نہ سکتی تھی۔ لیکن اس کا ذہن ایک ایسے شخص کے ساتھ جو خونی اور جرم کار سمجھا جاتا ہو، شادی کرنے کے نتائج سے آگاہ کرتا رہتا تھا۔ ایک روز صبح جب کہ اس نے رات جاگ کر گزاری تھی، اس نے فیصلہ کیا اس سے ضرور ملاقات کرے۔ غالباً آخری مرتبہ ایک کوشش اور کرے گی کہ وہ ان صحبتوں اور

بداثروں سے باز آجائے جو اس کو گھن کی طرح کھائے جا رہے تھے۔ چنانچہ وہ اس کے مکان پر گئی جب کہ وہ اکثر درخواست کیا کرتا تھا اور سیدھی اس کمرے میں گئی جس کو اس نے نشست گاہ قرار دے رکھا تھا۔ وہ اپنی پیٹھ کئے میز پر بیٹھا خط لکھ رہا تھا۔ دفعتاً اس کے ذہن میں بچوں کی طرح شرارت کا خیال آیا اور ابھی نام خدا تھی ہی اُنیس برس کی دوشیزہ جب اس نے دروازہ کھولا تھا تو اس نے آواز نہ سُنی تھی۔ اب وہ پنجوں کے بل آگے بڑھی اور آہستہ سے اس کے جھکے کندھوں پر اپنا ہاتھ رکھا۔

اگر وہ اس اُمید میں تھی کہ اس کو چونکا دے گی تو یقیناً اس کی اُمید پوری ہو گئی۔ لیکن اس طرح کہ خود چونکے اور گھبرائے۔ شیر کی طرح جھپٹ کر وہ اس پر آیا اور دائیں ہاتھ سے اس کا گلا ٹٹولنے لگا۔ اسی وقت دوسرے ہاتھ سے اپنے سامنے رکھے ہوئے کاغذ کے پرزے کو مروڑ ڈالا۔ ایک لمحہ وہ کھڑا گھورتا رہا۔ پھر تعجب اور خوشی نے اس خونخواری کی جگہ لے لی جس نے اس کے چہرے کو اتنا خوف ناک بنا دیا تھا۔ اور اس خونخواری کی وجہ سے وہ دوشیزہ کچھ اس طرح ہیبت کھا کے پیچھے ہٹی گویا اس سے پہلے پرسکون زندگی میں اُسے ایسی مہیب شے سے سابقہ نہیں پڑا۔

"ارے تم ہو" اس نے بھوؤں پر ہاتھ پھیر کر کہا "ذرا سوچو تو کہ تم میرے پاس آؤ۔ تم جو میری جان کی جان ہو۔ آؤ اور میرے پاس اس سے بہتر کچھ نہ ہو کہ تمھارا گلا گھونٹ دینا چاہوں۔ اچھا آؤ پیاری" اس نے ہاتھ پھیلا دئے "آؤ اس کا معاوضہ کر دوں"۔

لیکن اُس نے جو اس آدمی کے چہرے پر مجرمانہ خوف و دہشت کے آثار پائے تھے اس سے ابھی سنبھلنے نہ پائی تھی۔ اس کی نسائی جبلت نے فوراً اُسے بتلایا کہ یہ دہشت محض چونکنے سے نہیں پیدا ہوتی۔ بلکہ اس کا سبب جرم تھا۔ جرم اور خوف۔ چنانچہ کہنے لگی "جیک تمھیں کیا ہو گیا ہے۔ تم مجھ سے ایسا ڈر کیوں گئے؟ واقعی اگر تمھارا ضمیر درست

ہوتا تو تم مجھے اس طرح سے نہ دیکھتے۔"

"بات یہ ہے کہ جب تم اپنے ان پریوں کے سے پاؤں پر یہاں آئیں تو میں دوسری باتوں کا خیال کر رہا تھا۔"

"نہیں نہیں جیک۔ اس کے علاوہ کچھ اور تھا" پھر فوراً اس کے دل میں ایک شبہ ہوا۔ "اچھا دکھیوں۔ تم اس خط میں کیا لکھ رہے تھے۔"

"نہیں پیاری اینی! میں نہیں دکھلا سکتا"

اس کے شبہات یقین سے بدل گئے۔ کہنے لگی

"معلوم ہو گیا۔ تم کسی دوسری عورت کو خط لکھ رہے ہو۔ ورنہ تم مجھ سے کیوں چھپاتے۔ کیا تم اپنی بیوی کو خط لکھ رہے تھے۔ مجھے کیا معلوم کہ تم شادی شدہ ہو یا نہیں۔ تم ایک اجنبی ہو جس کو کوئی نہیں جانتا۔"

"نہیں اینی۔ میری شادی نہیں ہوئی ہے۔ دیکھو میں قسم کھاتا ہوں۔ روئے زمین پر عورت میرے لئے بس تمہیں ہو۔ مجھے اپنے دین و ایمان کی قسم ہے۔"

اس متانت کے جوش میں اس کا چہرہ اتنا سفید ہو گیا کہ اس کو مانتے ہی بن پڑی کہنے لگی۔

"تو پھر خط کیوں نہیں دکھاتے؟"

"جان من۔ تبلاتا ہوں۔ مجھ سے قسم لے لی گئی ہے کہ کسی کو نہ دکھاؤں گا اور جیسے میں تم سے وعدہ خلافی نہیں کر سکتا اسی طرح دوسروں سے بھی عہد شکنی نہیں کر سکتا۔ یہ لاج کا کام ہے اور تم تک سے بھی پوشیدہ ہے۔ اور اگر تمہارے ہاتھ رکھنے سے میں اتنا گھبرا یا تھا تو کیا تم یہ نہیں سمجھ سکتیں کہ ممکن تھا وہ ہاتھ کسی سراغ رساں کا ہوتا۔"

اس نے اس بیان کی صداقت محسوس کی۔ اب اس نے اس دوشیزہ کو گود میں لے لیا اور بوسے لے کر اس کے تمام شکوک و شبہات دفع کر دیئے۔

"لو یہاں میرے پاس بیٹھو۔ ایسی ملکہ کے لئے یہ ایک عجیب تخت ہے لیکن اس وقت

تمھارا عاشق اس سے بہتر مہیا نہیں کر سکتا۔ ایک زمانہ آئے گا کہ وہ اس سے بہتر خدمت کر سکے گا۔ اچھا اب تو تمھیں اطمینان ہوا۔ کہو کیا حال ہے؟"

"جیک مجھے اطمینان کیسے ہو۔ جب کہ مجھے یہ معلوم ہے کہ تم بھی خونیوں میں ایک خونی ہو۔ نہ جانے کس دن تمھیں بھی دھر گھسیٹیں۔ کل ہی ہمارے ایک مقیم نے تم کو مہیک مردود کہکر یاد کیا تھا۔ میرے کلیجے میں تیر کی طرح چبھا"

"اوہ۔ سخت الفاظ نے کہیں ہڈیاں توڑی ہیں"

"لیکن تھے تو صحیح"

"پیاری سنو۔ اس قدر حالت خراب نہیں ہے جیسا تم سمجھتی ہو۔ ہم لوگ غریب آدمی ہیں اور اپنے طریقے پر اپنے حقوق حاصل کرنا چاہتے ہیں"

ایٹی نے اپنے عاشق کی گردن میں اپنے بازو حمائل کر دیئے۔

"جیک پیارے۔ اسے چھوڑ دو۔ میرے واسطے۔ خدا کے واسطے اسے چھوڑ دو۔ میں آج یہی کہنے تمھارے پاس آئی ہوں۔ دیکھو جیک تمھارے ہاتھ جوڑتی ہوں تم اسے چھوڑ دو۔ تمھارے پاؤں پڑتی ہوں اسے ترک کر دو"

اس نے اُس کو اُٹھایا اور اپنا سر اُس کے سینے پر رکھ کر اُسے تسلی دینا چاہی۔

"نہیں پیاری تمھیں نہیں معلوم کہ تم کیا مانگ رہی ہو۔ میں کیسے چھوڑ دوں، مجھے اپنی قسم توڑنا پڑے گی اور اپنے ساتھیوں سے الگ ہو جاؤں گا۔ اگر تم میری حقیقت حال سے آگاہ ہوتیں تو کبھی ایسی درخواست نہ کرتیں۔ علاوہ بریں اگر میں چھوڑنا بھی چاہوں تو کیسے چھوڑ سکتا ہوں۔ تم اتنا تو سمجھ سکتی ہو کہ لاج والے کسی ایسے بھیدی شخص کو یوں ہی نہ نکل جانے دیں گے"

"جیک۔ میں اسے بھی سوچ چکی ہوں۔ میں نے اس کی بھی تیاری کر لی ہے۔ اَبا نے کچھ روپیہ جمع کر لیا ہے۔ وہ اس جگہ سے تنگ آ گئے ہیں۔ جہاں ان لوگوں کے ڈر سے خون

خشک ہوا جاتا ہے وہ چلنے پر تیار ہیں۔ ہم سب فلے ڈلفیا یا نیویارک بھاگ چلیں گے جہاں ان لوگوں سے محفوظ رہیں گے۔"

میک مرڈو ہنسا۔

"لاج کا ہاتھ بہت دراز ہے۔ کیا تمھارے خیال میں یہاں سے فلے ڈلفیا یا نیویارک تک نہیں پہنچ سکتا؟"

"تو پھر مغرب کی طرف یا انگلستان یا سوئیڈن جہاں سے ابّا آئے تھے بھاگ چلیں کہیں بھی چلو اس وادی خوف سے تو نکلو۔"

میک مرڈو کو اب برادر مارس کا خیال آیا۔

"یہ دوسری مرتبہ ہے کہ میں نے اس جگہ کا نام وادی خوف سُنا ہے۔ تم لوگوں میں سے بعضوں پر واقعی بہت خوف طاری ہے۔"

"ہر لمحہ ہماری زندگی خطرے میں ہے۔ تم سمجھتے ہو کہ ٹڈ بالڈون نے ہمیں معاف کردیا۔ اگر تم سے ڈرتا نہ ہوتا تو تم سمجھ سکتے ہو کہ کیا کیفیت ہوتی۔ کاش کہ جب اس نے مجھ پر نظر ڈالی تھی تو تم اس کی ان تاریک اور خونخوار آنکھوں کو دیکھتے۔"

"ایسا کرتے اب کی دیکھا تو بچا کے حواس درست کردوں گا۔ لیکن مُنّا سنو۔ میں یہاں سے نہیں جا سکتا۔ ہمیشہ کے لئے مجھ سے سن رکھو۔ لیکن تم اگر مجھکو میرے حال پر چھوڑ دو تو میں کوشش کروں گا کہ اس مخمصہ سے ساتھ عزت کے نکلوں۔"

"ایسی حالتوں میں عزت کہاں"

"خیر یہ تو تمھارا نقطۂ نظر ہے۔ لیکن اگر تم مجھے چھ مہینے کی مہلت دو تو میں ایسی تدبیر کردوں گا کہ میں یہاں سے دوسروں سے شرمائے بغیر جا سکوں۔"

لڑکی مارے خوشی کے ہنس پڑی۔

"چھ مہینے" وہ چلّائی "اچھا وعدہ ہے؟"

"ممکن ہے کہ سات یا آٹھ مہینے لگ جائیں لیکن ایک برس کے اندر اندر ہم اس وادی کو چھوڑ دیں گے۔"

اس سے زیادہ ایٹی اور کچھ نہ حاصل کر سکتی تھی۔ تاہم یہ بہت کچھ تھا۔ یہی ایک اُمید کی روشنی تھی جو اس کے مستقبل کی تاریکی کو دور کر سکتی تھی۔ وہ اپنے مکان پر واپس آئی تو جب سے کہ اُسے میک مرڈو سے سابقہ پڑا تھا وہ ایسی سبک دل کبھی نہ تھی۔

ممکن ہے کہ یہ خیال کیا ہو کہ بہ حیثیت ممبر کے لاج کی جملہ کارروائی سے وہ آگاہ کر دیا جائے گا لیکن اس کو جلد معلوم ہو گیا کہ یہ جماعت سیدھے سادھے لاج سے وسیع تر اور پیچیدہ تر تھی۔ باس میک گنٹی تک کو بعض باتوں کی خبر نہ تھی، کیوں کہ ہابسن پیچ پر ایک عہدہ دار بنام نمائندہ ضلع رہتا تھا جس کو کئی لاجوں پر اختیار حاصل تھا جن کو وہ نہایت آزادی سے استعمال کرتا تھا۔ میک مرڈو نے اسے صرف ایک مرتبہ دیکھا تھا کہ ایک مکار پستہ قد، سفید مُو شخص تھا چلنے میں زرا ایک طرف جھکتا تھا، اکثر کنکھیوں سے دیکھتا جس سے عناد ظاہر ہوتا تھا۔ نام اس کا ایوَن پاٹ تھا اور ورمیسا کا باس بھی اس سے نفرت کرتا، کتراتا تھا۔

ایک دن اسکین لین کے پاس جو میک مرڈو کے ساتھ رہتا تھا۔ میک گنٹی کا ایک رقعہ پہونچا جس میں ایون پاٹ کی طرف سے بھی ایک رقعہ تھا کہ وہ لالر اور انڈر وز نامی دو بھلے مانسوں کو بھیج رہا ہے، جن کو ہدایت کی گئی ہے کہ قرب وجوار میں ایک معاملہ کو انجام دیں۔ جس کی تفصیلات کی اشاعت معاملہ کے حق میں مضر سمجھی گئی ہے۔ سالار سے درخواست تھی کہ تا آغاز کار وہ ان دونوں کی رہائش اور آسائش کا بندوبست کر دے میک مرڈو نے اس پر یہ اضافہ کر دیا تھا کہ اتحاد گھر میں رہ کر کسی کا پوشیدہ رہنا امر محال ہے۔ لہذا میک مرڈو اور اسکین لین اگر چند دن کے واسطے اپنے پاس ٹھیرا لیں تو احسان ہوگا۔

اسی شام وہ دونوں آدمی اپنی اپنی خورجیاں لئے آپہنچے۔ لاکر ایک سن رسیدہ ہوشیار، خاموش اور متین شخص تھا۔ ایک پرانا کالا لمبا کوٹ پہنے تھا، ٹوپی نرم بانات کی تھی، داڑھی بکھری ہوئی اور پریشان جس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ جگہ جگہ پھرنے والا واعظ ہے۔ اس کا ساتھی انڈر روز بچہ ہی سا تھا۔ چہرے سے اخلاص اور سرور نمایاں۔ گویا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سیر و تفریح کے لئے اس کو چھٹی ملی ہے اور وہ ہر لحظہ اسی میں گزارنا چاہتا ہے۔ دونوں میں سے کوئی بھی مے نوش نہ تھا اور اُن کا برتاؤ ہر طرح جماعت کے لئے نمونہ تھا۔ سوائے اس کے کہ وہ ایسے خونی تھے کہ بارہا اس انجمن قتل کے لئے اپنے آپ کو نہایت مفید اور کارآمد ثابت کر چکے تھے۔ لاکر نے اس قسم کی چودہ ۱۴ مہمیں سر کی تھیں اور انڈر روز نے تین۔

وہ اپنے ماضی کے کارناموں کی بابت گفتگو کرنے کے لئے بہت تیار رہتے جیسا کہ میک مرڈو نے بھی معلوم کرلیا اور وہ اس انداز و فخر سے بیان کرتے تھے کہ گویا انھوں نے جماعت کے لئے نہایت عمدہ اور بے غرضانہ خدمات انجام دی ہیں۔ لیکن موجودہ مہم کی نسبت ان کے لب بند تھے۔

لاکر نے یوں لب کشائی کی۔

"انھوں نے ہم دونوں کو اسی واسطے منتخب کیا کہ ہم میں سے کوئی بھی شراب نہیں پیتا۔ ان کو اعتبار ہے کہ ضرورت سے زیادہ ہم ایک لفظ بھی نہ کہیں گے۔ آپ بُرا نہ مانئے لیکن یہ نمایندہ ضلع کے احکامات ہیں جن کی ہم تعمیل کر رہے ہیں۔"

"لیکن ہم سب ایک ہی تھیلی میں ہیں۔"

میک مرڈو کے ساتھی اسکین لین نے کہا جب کہ وہ سب کھانا کھانے بیٹھے۔

"یہ بالکل صحیح ہے اور ہم بھی شارلی ولیم یا سائمن برڈ یا کسی اور گزشتہ مہم کا خوب ذکر کریں گے۔ لیکن جب تک ہماری یہ مہم سر نہیں ہولیتی ہم کچھ نہ کہیں گے۔"

میک مرڈو نے قسم کھا کر کہا

"اس نواح میں کوئی درجن بھر ایسے ہونگے کہ مجھے ان سے سمجھنا ہے۔ میرے خیال میں آپ آئرن ہل کے جیک ناکس کی فکر میں تو نہیں ہیں۔ اس کو اپنے انجام کو پہنچتے دیکھنے کے لئے میں بھی آرزو مند ہوں"۔

"نہیں۔ ابھی اس کی باری نہیں آئی"۔

"یا ہرمان اسٹراس کی فکر میں؟"

"نہیں۔ ابھی وہ بھی نہیں"

"خیر آپ نہیں تبلاتے تو ہم آپ سے کہلوا بھی نہیں سکتے۔ لیکن معلوم ہو جائے تو مجھے خوشی ہوگی"۔

لالر نے مسکرا کر سر ہلا دیا۔ وہ ایسی باتوں میں آنے والا نہ تھا۔

باوجود اپنے مہمانوں کی کم گوئی کے اسکین لین اور میک مرڈو دونوں نے تہیہ کر لیا تھا کہ اس "تماشے" کو وہ بھی دیکھیں گے۔ چنانچہ ایک دن علی الصباح جو میک مرڈو نے ان کو زینے پر سے اترتے سنا تو اس نے اسکین لین کو جگایا اور دونوں نے جلدی سے کپڑے پہنے۔ جب وہ کپڑے پہن چکے تو دیکھا کہ وہ دونوں دروازہ کھلا چھوڑ نکل گئے ہیں۔ ابھی صبح نہیں ہوئی تھی۔ لیکن چراغوں کی روشنی میں انھوں نے سڑک پر کچھ فاصلے سے دو آدمیوں کو دیکھا۔ وہ ان کے پیچھے دبے پاؤں اور گہرے برف پر آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے۔

اقامت خانہ شہر کے کنارے تھا اور تھوڑی دیر میں وہ اس چوراہے پر آ گئے جہاں شہر کی حد ختم ہوتی ہے۔ وہاں تین آدمی انتظار میں تھے۔ جن سے لالر اور اندروز تھوڑی دیر گرم سخن رہے۔ اس سے پتا چلتا تھا کہ واقعی کام ایسا ہے جس میں زیادہ آدمیوں کی ضرورت ہے۔ یہاں سے مختلف کانوں کو بہت سے راستے گئے تھے۔ ان اجنبیوں نے وہ راستہ اختیار کیا جو کراڈہل جاتا تھا۔ جہاں ایک بڑا کارخانہ زبردست ہاتھوں میں

تھا اور اس کارخانے کے مستعد اور بے خوف نو انگلستانی مینیجر جو سٹیاڈن کی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ وہ اس دور دہشت میں اس کے یہاں کا شیرازہ بندھا ہوا تھا۔

دن طلوع ہو رہا تھا اور مزدور ایک قطار میں آہستہ آہستہ ایک ایک یا کئی مل کے اس کے سیاہ راستے پر جا رہے تھے۔

میک مرڈو اور اسکین لین دوسروں میں مل گئے لیکن اُن آدمیوں پر نظر لگائے ہوئے تھے جن کے پیچھے وہ آئے تھے۔ ایک گہرا کُہر سب کو گھیرے ہوئے تھا اس کے بیچ میں سے دفعتہً انجن کی سیٹی کی چیخ سُنائی دی۔ کھٹولوں کے نیچے اُترنے اور دن کا کام شروع کرنے سے دس منٹ پہلے کی یہ گھنٹی تھی۔

جب وہ کان کے دہانہ کے گرد کھلے میدان میں پہنچے تو کوئی سو کان کن انتظار میں کھڑے اپنے پیر دے مارتے تھے یا انگلیاں پھونکتے تھے کیونکہ جاڑا کڑاکے کا تھا انجن گھر کی آڑ بگڑ کے اجنبی کھڑے ہو گئے۔ اسکین لین اور میک مرڈو دھاتی میل کے ایک ٹیلے پر چڑھ گئے جہاں سے سارا منظر اُن کے سامنے تھا۔ انھوں نے دیکھا کہ کان انجنیر جو مِن زیس نامی ایک دراز ریش اور جسیم اسکاچ تھا۔ انجن گھر سے نکلا اور سیٹی بجائی تاکہ کھٹولے کان میں اتارے جائیں۔ اسی وقت ایک دراز قد، چھریرے بدن کا نوجوان دہانہ کی طرف تیزی سے بڑھا۔ جب وہ آگے بڑھا تو اس کی نظر انجن گھر کی آڑ میں اس خاموش اور بے حرکت ٹولی پر پڑی۔ مُنھ چھپانے کے لئے ان لوگوں نے اپنی ٹوپیاں نیچے تک منڈھ لی تھیں اور کالر اوپر چڑھائے تھے۔ ایک لمحہ کے لئے مینیجر کے دل پر موت کا خوف طاری ہو گیا، لیکن فوراً ہی اس نے اس کو دور کر دیا اور اپنے فرض کی انجام دہی مقدم سمجھی۔

"تم کون لوگ ہو؟" اس نے آگے بڑھکر پوچھا "تم یہاں کیا کر رہے ہو؟"

جواب تو کوئی نہ ملا لیکن بجائے جواب کے انڈرووڈ آگے بڑھا اور اس کے پیٹ

میں ایک گولی ماردی۔ وہ سو کے سو کان کن کچھ اس طرح بے بس اور بے حرکت کھڑے تھے کہ گویا سانپ سونگھ گیا ہے۔ منیجر نے دونوں ہاتھوں سے پیٹ پکڑ لیا اور تیورا کر گر پڑا اس کے بعد وہ افتاں و خیزاں چلنے لگا، لیکن ایک دوسرے حملہ آور نے گولی ماری کہ وہ پہلو کے بل گر پڑا اور ہاتھ پیر مارنے لگا۔ من زلیں مارے غصے کے زور سے چیخا اور ایک لوہے کا دستہ لے کر قاتلوں پر بڑھا لیکن اس بے چارے کے چہرے پر دو گولیاں لگیں اور وہ وہیں گر کر مر گیا۔ کچھ کان کن غصے اور بے بسی کی آوازوں کے ساتھ ہمت کر کے آگے لپکے۔ لیکن اجنبیوں میں سے دو نے اپنے چھ ضربی ہوا میں ان کے سروں پر فیر کئے۔ جس سے وہ مجمع منتشر ہو گیا۔ یہاں تک کہ بعض ورمیسا تک اپنے گھروں میں بھاگ گئے جب چند دلیر جمع ہوئے اور کان پر واپس آئے تو صبح کے کہر میں وہ قاتل فرار ہو چکے تھے۔ اور اب کوئی ایسا شخص بھی نہ تھا کہ جوان کو شناخت کر سکتا اور گواہی دیتا کہ ہاں انھوں نے سو آدمیوں کے سامنے آن کی آن میں دو قتل کئے۔

اسکین لین اور میک مرڈو اپنے گھر واپس آ گئے۔ اسکین لین کا جوش سرد ہو گیا تھا۔ کیوں کہ یہ پہلا قتل کا واقعہ تھا جو اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اور اب اس کو معلوم ہوا کہ یہ تماشا ایسا دل چسپ نہیں ہے جیسا کہ نظر آتا تھا۔ واپسی کے وقت ان کو منیجر متوفی کے بیوی بچّوں کے نالہ و شیون کی آواز سنائی دیتی تھی۔ میک مرڈو خیالات میں غرق اور خاموش تھا۔ لیکن اس نے اپنے ساتھی کے خیالات سے ہمدردی کا اظہار نہ کیا۔

"اونہہ۔ یہ تو ایک جنگ ہے" وہ کہتا "ہمارے اور ان کے درمیان جنگ نہیں تو اور کیا ہے؟۔ اور جب ہمارا بس چلتا ہے تو ہم بھی اپنا پورا بدلہ لیتے ہیں۔"

اس روز رات کو لاج کے کمرے میں خوب رنگ رلیاں منائی گئیں۔ نہ صرف اس وجہ سے کہ کروہل کے منیجر اور انجینئر کو قتل کیا تھا جس سے اس کمپنی کا دوسری ہیبت زدہ اور جوتھ دہندہ کمپنیوں کے زمرے میں آنا یقینی تھا، بلکہ اس وجہ سے بھی کہ ایک دور

دراز مقام پر بھی لاج کو خاطر خواہ کامیابی حاصل ہوئی تھی۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب نمائندہ ضلع نے ورمیا میں پانچ مشتعد آدمی کاربرآری کے لئے بھیجے تھے تو اس نے مطالبہ کیا تھا کہ ورمیا سے بھی تین آدمی خفیہ منتخب کئے جائیں اور راسٹیک رائل کے ولیم ہیلیس کے قتل کے واسطے بھیجے جائیں۔ یہ ولیم ہیلس گل مرین ضلع میں نہایت مشہور اور ہر دل عزیز کان دار تھا۔ اس کی نسبت خیال تھا کہ دنیا بھر میں اس کا کوئی دشمن نہیں ہے کیوں کہ وہ ہر طرح سے ایک بہترین کان دار تھا۔ تاہم وہ اپنے کام لینے میں ذرا سخت تھا اور اسی وجہ سے چند مے نوشی اور کاہل ملازموں کو اُس نے علیحدہ کر دیا تھا جو سب کے سب اس طاقتور جماعت کے رکن تھے۔ اس کان دار کے مکان پر گمنام دھمکی کے اشتہارات آویزاں ہوتے لیکن اس کے ارادے میں ضعف نہ آیا۔ اس طرح ایک آزاد مہذب ملک میں یہ بے چارہ موت کا مستحق قرار دیا گیا۔

یہ مہم خاطر خواہ انجام کو پہونچی تھی۔ اس جماعت کا سرگروہ ٹڈبالڈون تھا جو سالا کے بعد ہی والی معزز جگہ پر بیٹھا تھا۔ اس کے اُترے چہرے اور چمکیلی اور خوناگوں آنکھوں سے مے نوشی اور بے خوابی پائی جاتی تھی۔ گزشتہ رات اُس نے اور اُس کے ساتھیوں نے پہاڑوں میں گزاری تھی۔ وہ کثیف اور رسال خوردہ تھے لیکن کسی بہادر کا بھی اتنا پرجوش خیر مقدم نہ کیا گیا ہوگا جتنا کہ ان تینوں کا ان کے ساتھیوں نے کیا۔

اُنھوں نے بار بار قصہ دہرایا، لوگ سُن کر ہنستے اور خوش ہوتے قصہ یہ تھا کہ وہ اپنے شکار کی گھات میں لگے تھے۔ جب کہ وہ رات کے وقت مکان واپس جا رہا تھا۔ یہ تینوں ایک ڈھلوان پہاڑی کی چوٹی پر جا بیٹھے تھے جہاں اس کا گھوڑا مجبوراً قدم قدم چلتا۔ وہ سردی سے بچنے کے لئے اس قدر ملبوس تھا کہ اپنا پستول نہ نکال سکا۔ انھوں نے اس کو کھینچ گولیوں پر گولیاں رسید کیں۔

اس شخص سے ان میں کا کوئی آدمی بھی واقف نہ تھا لیکن نفس قتل ہی میں ان کے لئے

ہمیشہ کی دل آویزی تھی۔ اب انھوں نے گل مرٹن کے دو نڈوں پر ثابت کر دیا تھا کہ ورجینیا کے آدمی بھی بھروسہ کے قابل ہیں۔ صرف ایک امر ان کے ناگوار خاطر پیش آیا یعنی جب کہ وہ اس بے جان جسم میں اپنے پنجے سرگرم رہے تھے۔ تو ایک بے چارہ دہقانی قسمت کا مارا اپنی زوجہ کے ساتھ ادھر آنکلا۔ پہلے تو کسی نے کہا کہ ان دونوں کو بھی گولی سے اُڑا دینا چاہیئے لیکن چوں کہ وہ بے ضرر لوگ تھے اور ان کا کوئی تعلق کانوں سے نہ تھا اس لئے اُن کو نہایت سختی سے ڈانٹ دیا گیا کہ خاموشی سے چلے جاؤ اور زبان بند رکھو ورنہ تمھاری بھی خیر نہیں۔ اس طرح وہ خون آلودہ جسم چھوڑ دیا گیا۔ تاکہ دوسرے کان دار اس سے عبرت حاصل کریں اور یہ تینوں شریف منتقم پہاڑوں میں جا چھپے۔

دو نڈوں کے لئے یہ دن بہت ہی مبارک تھا۔ وادی پر ان کا سکہ خوب بیٹھا ہوا تھا۔ لیکن جس طرح ایک ہوشیار جنرل فتح کے لئے ایسا موقع تلاش کرتا ہے کہ اس وقت کی کوشش اور محنت سے دشمن کو سنبھلنے تک کا بھی موقع نہ دے۔ اسی طرح باس میک گنٹی نے بھی اپنی پر کینہ آنکھوں سے اپنے میدان کارزار پر نظر ڈالی اور اپنے حریفوں پر حملہ کرنے کی ایک نئی تدبیر نکالی۔ اسی رات جب وہ نیم مست مجمع منتشر ہو گیا تو اس نے میک مرڈو کا بازو پکڑا اور اس کو کمرے میں لے گیا۔ جہاں اس سے پہلے ملاقات کی تھی۔ کہنے لگا۔

" عزیز من، دیکھو میں نے بالآخر تمھارے لائق ایک کام ڈھونڈھ ہی نکالا اس کا کرنا نہ کرنا تمھارے اختیار میں ہے "

" اس کے سننے سے مجھے بہت فخر حاصل ہوا " میک مرڈو نے جواب دیا

" تم اپنے ساتھ دو آدمیوں، مین ڈرس اور ریلی کو لے جاؤ۔ ان کو تیار رہنے کی اطلاع دے دی گئی ہے۔ ان اطراف میں ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے جب تک چیسٹر

دلاکس کی خبر لے لی جائے اور اگر تم اسے زیر کر سکو تو ان اضلاع کے ہر لاج پر احسان کرو گے۔"

"میں اپنے امکان بھر کوشش کروں گا۔ وہ کون ہے اور کہاں ملے گا؟"

میک گنٹی نے اپنا ہمیشہ کا ساتھی ادھ چبا ادھ دھنیلا سگار اپنے مُنھ کے گوشے سے نکالا اور اپنی بیاض سے ایک ورق پھاڑ اس پر ایک شکل سی کھینچنے لگا۔

"وہ آئرن ڈائک کمپنی کا جمعدار ہے وہ بڑا گھاگ ہے اور جنگ کے زمانے کا تجربہ کار۔ اس کے بدن کا رویاں رویاں پختہ کاری کا ثبوت ہے۔ ہم نے دو مرتبہ اس پر ہاتھ چلایا لیکن قسمت نے یاوری نہ کی اور جم کارناوے کی تو جان ہی اس کے نذر ہوئی۔ اب اس کا بدلہ لینا تمھارے ذمے ہے۔ یہ مکان ہے؛ آئرن ڈائک چوراہے پر بس یہی اکیلا مکان ہے جیسا میں نے اس نقشے میں بنایا ہے اور اس کے آس پاس کوئی مکان بھی نہیں ہے۔ دن کے وقت جانا تو فضول ہے۔ وہ ہر وقت مسلح رہتا ہے۔ نشانے کا تیز اور جلد باز ہے۔ سوال تک بھی نہیں کرتا۔ لیکن رات کے وقت —— تو وہاں وہ رہتا ہے، اس کی بیوی تین بچے اور ایک نشانہ باز ملازم ہے۔ تم کو انتخاب کرنے کا موقع نہیں ہے تو سب' نہیں تو ایک بھی نہیں۔ اب اگر تم اگلے دروازے پر ایک بورا بارود رکھ دو اور اس میں ایک دیر کار فتیلہ لگا دو تو ——"

"اس شخص نے کیا کیا ہے؟"

"ایں۔ ارے میں نے کہا نہیں کہ جم کارناوے کو اس نے قتل کیا۔"

"اس کو کیوں قتل کیا؟"

"تمھاری بلا سے۔ تمھیں اس سے کیا غرض۔ کارناوے رات کو اس کے مکان کے پاس گیا تھا اور اس نے اس کے گولی ماردی۔ بس میرے تمھارے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ اب اس کا عوض لینا تمھارا کام ہے۔"

"دو عورتیں اور بچے بھی تو ہیں؟ کیا ان کا بھی یہی حشر ہوگا"

"ہاں ان کا بھی، ورنہ اس تک کیسے پہونچیں گے؟"

"ان بے چاروں نے کیا کیا ہے ان پر تو یہ زیادتی ہوگی"۔

"ارے تم کیسی باتیں کرتے ہو؟ تو کیا تم کو اس کام سے انکار ہے"

"قصور معاف۔ میں نے اب تک ایسی کونسی بات کی ہے یا کہی ہے جس سے آپ کو یہ خیال ہوا کہ میں اپنے ہی لاج کے سالار کے حکم سے سرتابی کروں گا۔ اگر صحیح ہے تو اور غلط ہے تو یہ آپ کے فیصلہ کرنے کی بات ہے"

"تو تم اسے انجام دوگے؟"

"میں ضرور انجام دوں گا"

"کب؟"

"مجھے ایک رات یا دو رات کی مہلت دیجئے تاکہ اپنی تدابیر مکمل کرلوں تب۔۔۔"

"اچھا" میک گنٹی نے اس کا شانہ ہلا کر کہا "یہ میں نے تمھارے اوپر چھوڑا، جس دن اس کی خبر لاؤ گے وہ دن بہت ہی مبارک ہوگا۔ بس یہ آخری ضرب ہے جس سے سب کے حواس درست ہو جائیں گے"

میک مرڈو نے اس یک بارگی سپرد کردہ مہم پر بہت غور و خوض کیا۔ وہ اکیلا مکان جس میں چیسٹر ولکاکس رہتا تھا، ایک قریب کی وادی میں تقریباً پانچ میل کے فاصلے پر تھا۔ اسی رات وہ تن تنہا اس کوشش کے لئے نکل کھڑا ہوا۔ جب دیکھ بھال کے بعد لوٹا تو صبح ہو چکی تھی۔ دوسرے دن اس نے اپنے دونوں ماتحتوں میں ڈرس اینڈ ریلی سے ملاقات کی۔ یہ دونوں نوخیز تھے اور اس مہم سے خوش تھے کہ گویا ان کے لئے ہرن کا شکار ہاتھ آیا۔ دو رات بعد وہ شہر کے باہر ملے، تینوں مسلح تھے اور ایک ان میں سے وہ بورا لئے ہوئے تھا جو سنگی چٹان کے اڑانے کے کام میں لایا جاتا ہے۔ جب وہ

اس اکیلے مکان تک پہنچے تو رات کے دو بج چکے تھے۔ رات بھی عجیب تھی کہ بادل کے ٹکڑے چاند پر سے جلد جلد گزر رہے تھے۔ ان کو اطلاع مل چکی تھی کہ محافظ کتوں سے اندیشہ ہے اس لیے وہ بہت ہی پھونک پھونک کے قدم بڑھا رہے تھے۔ پستول ان کے ہاتھوں میں تیار تھے لیکن سوائے ہوا کی سائیں سائیں کے دوسری آواز نہ تھی اور شاخوں کے ہلنے کے علاوہ دوسری حرکت تک نہ تھی۔ میک مرڈو نے اس اکیلے مکان کے دروازے پر جاکر سنا تو اندر سناٹا پایا۔ تب اس نے بارود کا تھیلہ رکھ دیا، اپنے چاقو سے اس میں ایک سوراخ کر دیا۔ اور فتیلہ لگایا۔ جب وہ سلگنے لگا تو وہ اور اس کے دونوں ساتھی بھاگ نکلے اور کچھ دور جاکر ایک خندق میں پناہ گزیں ہوئے کہ اتنے میں بڑے زور کا دھماکا ہوا۔ جس کے ساتھ عمارت کے گرنے کی سرسراہٹ بھی سنائی دی۔ جس سے معلوم ہوا کہ ان کا کام پورا ہو گیا۔ اس انجمن کے تمام کارناموں میں ایسا صاف ہاتھ کسی نے بھی نہ چلایا تھا۔ لیکن افسوس کہ اس قدر اہتمام اور انتظام سے جس کا بندوبست کیا گیا اس کا انجام کچھ بھی نہ نکلا۔ دوسرے لوگوں کے حشر سے آگاہ ہو کر اور نیز یہ سمجھ کر کہ اس پر بھی نظر ہے، چیسٹر ولکاکس ایک روز پہلے ہی اپنے بیوی بچوں سمیت ایک غیر معروف لیکن محفوظ مکان میں منتقل ہو گیا۔ جہاں اس کی حفاظت کے لئے پولس کا ایک گارد بھی متعین تھا۔ بارود نے جس مکان کا کام تمام کیا وہ خالی مکان نکلا اور وہ بڈھا جنگی دفعدار حسب دستور سابق انتظام اور انصرام میں مصروف تھا۔

"اسے مجھی پر چھوڑ دو" میک مرڈو نے کہا "وہ میرا آدمی ہے اور میں اسے لے کے چھوڑوں گا۔ چاہے سال بھر تک انتظار کرنا پڑے"۔

بھرے لاج میں میک مرڈو پر اعتماد کا ووٹ پاس کیا گیا اور اس وقت یہ معاملہ رفع دفع ہو گیا۔ چند ہفتے بعد جب یہ خبر اخباروں میں پھیلی کہ کسی کمین گاہ سے ولکاکس پر حملہ کیا گیا تھا تو سب سمجھ گئے کہ میک مرڈو ابھی تک اپنے نامکمل کام کی تکمیل میں

مصروف ہے۔

انجمن احرار کے یہ طور طریقے تھے اور درندوں کے یہ کارنامے تھے جنہوں نے اس بڑے اور زرخیز ضلع پر ایک دور خوف و دہشت کا طاری کر رکھا تھا۔ کیا فائدہ کہ ان کے کارناموں سے یہ اوراق سیاہ کئے جائیں؟ کیا اب تک جو کچھ بیان کیا گیا وہ اُن آدمیوں اور ان کے طریقوں کو بتلانے کے لئے کافی نہیں ہے۔ یہ کارنامے اب صفحات تاریخ میں درج ہیں اور جو ان کی ورق گردانی کرے گا اس کو پوری پوری تفصیل ملے گی۔ اس سے پتا لگے گا کہ پولس کے دو جوان ہنٹ اور اپولس کس طرح قتل کئے گئے۔ ان بیچاروں نے انجمن کے دو اراکین کو گرفتار کرنے کی ہمت کی تھی۔ بس پھر کیا تھا۔ ورمیسا لاج میں معاملہ سخت و تیز ہوا اور نہایت بے دردی سے انجام دیا گیا۔ اس سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ مسٹر لاربی کیسے قتل ہوئی۔ اس بیچاری کے شوہر کو باس میک گنٹی کے حکم سے اتنا مارا گیا تھا کہ وہ بے دم ہو گیا تھا۔ وہ بیچاری اس کی تیمارداری کر رہی تھی کہ اس کو بھی بندوق کا نشانہ بنا دیا۔ جنکن کبیر کا قتل اور اس کے بعد ہی اس کے بھائی کا قتل، جیمس مرڈاک کے ناک کان کاٹ دئے جانے قبیلۂ اسٹاف ہاؤس کا اڑا دیا جانا اور اسٹنڈالون کا قتل یہ سب واقعات ایک ہی سرما میں ظہور میں آئے۔ حقیقۃً اس وادی پُرخوف پر ایک نحوست چھائی ہوئی تھی۔ بہار کے زمانے میں چشمے بہتے تھے اور پھول کھلتے تھے۔ غرض کہ فطرت کی ہر شے کے لئے امن و سکون تھا لیکن اگر نہ تھا تو ان مردوں اور عورتوں کے لئے جو اس ظلم اور تعدی کی وجہ سے پسے جاتے تھے۔ ان بیچاروں پر اس سے بڑھکر کبھی نحوست نہیں طاری ہوئی تھی جیسی کہ سنہ ۱۸۷۵ء کے گرما کے اوائل میں۔

چھٹا باب

خطرہ

جوروجفا کا یہ دور اب اپنی انتہا کو پہنچ چکا تھا۔ میک مرڈو اب تک معین اول بن چکا تھا اور ایک دن اُمید کی جاتی تھی کہ وہ میک گنٹی کے بعد سالار ہو جائے گا انجمن کے جلسوں اور مشوروں میں میک مرڈو کا وجود اب اتنا ضروری ہو گیا تھا کہ کوئی کام بغیر اس کی اعانت اور مشورے کے انجام نہ پاتا تھا۔ جتنا وہ احرار میں ہر دل عزیز ہو گیا۔ اتنا ہی ورمیسا کی گلیوں میں اس پر گالیوں کی بوچھار زیادہ پڑنے لگی۔ باوجود دہشت زدہ ہونے کے شہر والے ان ظالموں کے مقابلے کے لئے ہمت کر رہے تھے۔ لاج تک بھی یہ خبر پہنچی تھی کہ ہیرلڈ کے دفتر میں خفیہ جلسے منعقد ہوئے ہیں اور یہ کہ امن پسند شہریوں میں ہتھیار بھی تقسیم کئے گئے ہیں۔ لیکن میک گنٹی اور اس کے آدمی ایسی خبروں کو خاطر میں بھی نہ لاتے تھے۔ ان کی تعداد بہت زیادہ تھی، ارادے کے وہ پکے تھے اور ہتھیار بھی خوب رکھتے تھے۔ برخلاف اس کے ان کے حریف جدا جدا اور بے بس تھے۔ اس سب کا انجام یہی ہو گا کہ گزشتہ کی طرح یہ سب تدبیریں باد ہوا ثابت ہوں گی بہت سے بہت چند گرفتاریاں عمل میں آجائیں گی۔ اس طرح میک گنٹی اور دوسرے من چلے اپنے دلوں کو سمجھاتے تھے۔

مئی کا مہینہ تھا، ہفتہ کی شام تھی۔ لاج کے جلسوں کے لئے ہفتہ ہی مقرر تھا۔ میک مرڈو اپنے گھر سے نکل ادھر جا ہی رہا تھا کہ مارس نامی حُر جو سب میں کمزور طبع

طبع تھا اس سے ملنے آیا۔ اس کے بشرے سے پریشانی ہویدا تھی۔ چہرا اترا ہوا تھا۔

"مسٹر میک مرڈو کیا آزادانہ گفتگو کا موقع ہے"

"یقیناً"

"مجھے اب تک یاد ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آپ سے راز کی باتیں کی تھیں اور آپ نے اب تک ان کو اپنے سے نہ بڑھنے دیا۔ اگرچہ خود باس آپ سے پوچھنے آیا تھا"

"جب آپ نے مجھ پر اعتبار کیا تو اس کے سوا میں اور کیا کرتا؟ اس کے یہ معنی نہ تھے کہ میں آپ کے قول سے متفق تھا"

"میں اسے بخوبی جانتا ہوں۔ لیکن آپ ہی ایسے ہیں کہ آپ سے راز کی باتیں کہنے پر بھی میں محفوظ رہ سکتا ہوں۔ میرے دل میں ایک راز ہے (اس نے اپنے سینہ پر ہاتھ رکھا) جس کی وجہ سے میرے تن بدن میں آگ سی لگی ہوئی ہے۔ کاش کہ میرے سوا آپ میں سے کسی تک یہ راز پہنچتا۔ اگر میں کہدوں تو یقین ہے کہ اس کا انجام میری موت ہوگا۔ اگر نہ کہوں تو ہم سب کا خاتمہ یقینی ہے۔ خدا پناہ میں رکھے۔ میرے تو ہوش گم ہیں"

میک مرڈو نے اب اس پر ایک نظر ڈالی۔ اس کا عضو عضو کانپ رہا تھا۔ اس نے ایک جام بھرا اور اس کو دیا۔ کہنے لگا۔

"لیجئے۔ آپ جیسوں کے لئے یہ اکسیر ہے۔ اب سنائیے کیا قصہ ہے"

مارس نے وہ جام پی لیا اور اب اس کے سفید چہرے پر کچھ رنگت سی آگئی۔ کہنے لگا۔

"لیجئے بس ایک ہی جملہ میں آپ سے کہے دیتا ہوں۔ ایک سراغ رساں ہماری فکر میں ہے"

میک مرڈو نے تعجب سے اس پر نظریں جمادیں۔ جواب دیا۔

"اجی حضرت، آپ کے تو حواس باختہ ہیں۔ کیا یہ مقام سراغ رسانوں اور پولیس کے جوانوں سے بھرا ہوا نہیں ہے۔ انھوں نے اب تک ہم کو کیا نقصان پہنچایا؟"

"نہیں نہیں۔ یہ کوئی دیسی آدمی نہیں ہے۔ بقول آپ کے ہم اُن سے واقف ہیں اور وہ ہم کو ابھی نہیں سکتے۔ لیکن آپ نے ین گرٹن کا نام سُنا ہے؟"

"میں نے اس نام کے شخص کا کہیں ذکر پڑھا ہے۔"

"تو آپ میری بات کا اعتبار کیجئے کہ اگر اس کا کوئی آدمی ہماری پیچھے لگ گیا تو ہماری خیر نہیں۔ یہ کوئی ایسا ویسا سرکاری معاملہ نہیں ہے۔ بلکہ نہایت مصمم ارادہ کے ساتھ یہ معاملہ اُٹھایا گیا ہے۔ جس کو انجام تک پہنچنا ہے اور جب تک انجام حاصل نہ ہو جائے خواہ کسی طرح بھی ہو کوشش برابر جاری رہے گی۔ اگر ینگرٹن کا آدمی پیچھے پڑ گیا تو ہم سب کا خاتمہ ہے۔"

"ہم اسے بھی قتل کر دیں گے۔"

"ہاں۔ آپ کے ذہن میں یہی خیال سب سے پہلے آیا۔ یہی کیفیت لاج میں بھی ہوگی میں کہتا نہ تھا کہ اس کا انجام قتل پر ہوگا۔"

"لیکن قتل ہے کیا؟ ان اطراف میں یہ جنس تو بہت ارزاں ہے۔"

"بے شک ہے، لیکن یہ میرا کام نہیں کہ میں مقتول کو بھی مشخص کر دوں۔ میری تو زندگی وبال ہو جائے گی، لیکن ممکن ہے کہ آفت ہماری ہی گردنوں پر آئے۔ خدا کے واسطے بتلائیے میں کیا کروں۔" وہ اس تذبذب میں کانپنے لگا۔

لیکن میک مرڈو پر بھی اس کے الفاظ نے کافی اثر پیدا کر دیا تھا۔ اتنا تو معلوم ہوتا تھا کہ خطرہ کو وہ بھی اہم سمجھتا ہے اور اس کے تدارک کے لئے تدابیر کو ضروری سمجھتا ہے۔ چنانچہ اس نے مارس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور نہایت متانت سے اس کو ہلایا۔ جوشِ تفکر میں الفاظ زیر لب چبا کر کہنے لگا۔

"سنئے حضرت۔ یہاں بیٹھ کے عورتوں کی طرح رونے کے تو کوئی معنی نہیں۔ اس سے کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ ہم کو واقعات بتلائیے وہ شخص کون ہے؟ کہاں

رہتا ہے؟ آپ نے اس کا ذکر کیسے سنا؟ آپ میرے پاس کیوں آئے ہیں؟

"میں آپ کے پاس اس لئے آیا کہ آپ کے علاوہ مجھے اصلاح مشورہ دینے والا کوئی نہیں ہے۔ میں آپ سے پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ یہاں آنے سے پہلے میرا یورپ میں ایک کاروبار تھا۔ میں نے اپنے پیچھے اچھے دوست چھوڑے تھے جن میں سے ایک تار گھر میں ملازم ہے یہ دیکھئے کل ہی ایک خط ان کے پاس سے آیا ہے شروع میں بھی لکھا ہے۔ آپ خود اسے پڑھ سکتے ہیں۔"

میک مرڈو نے جو کچھ پڑھا وہ حسب ذیل ہے :۔

"آپ کی طرف دوندوں کا کیا حال ہے؟ ہم تو اخباروں میں بہت کچھ ان کے متعلق پڑھتے ہیں۔ آپس میں تو میں آپ سے مفصل کیفیت سننے کا متوقع ہوں۔ پانچ بڑی بلدیون اور دو کمپنیوں نے اس معاملہ کے سرانجام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ ان کا ارادہ مصمم ہے اور آپ یقین جانیئے وہ انجام تک پہنچ کے رہیں گے۔ اس کی انھوں نے قسم ہی کھائی ہے۔ ان کے ایماء سے پنکرٹن نے اس کام کو ہاتھ میں لیا ہے اور اس کا بہترین کارکن برڈی ایڈورڈس اس پر مامور کیا گیا ہے۔ اب وقت ہے کہ معاملہ کو فوراً روک دیا جائے۔"

"اب ذرا پس نوشتہ بھی پڑھئے"

"لیکن یہ جو کچھ میں نے اطلاع دی یہ سرکاری طور پر سرانجامی فرائض میں مجھکو معلوم ہوا، آگے کا پتا نہیں۔ کتنی عجیب بات ہے کہ دن بھر پیغامات بھیجتے رہو اور یہ پتا تک نہ لگے کہ ان کا مطلب کیا ہے۔"

میک مرڈو خط ہاتھ میں لئے تھوڑی دیر خاموش بیٹھا رہا۔ گویا اس کے سامنے سے پردہ اٹھ گیا تھا اور اب اس کو قعرِ عمیق نظر آتا تھا۔ پوچھنے لگا۔

"کسی اور کو بھی اس کی اطلاع ہے؟"

"میں نے تو کسی سے نہیں کہا"

"لیکن یہ حضرت آپ کے دوست۔ کیا ممکن ہے کہ کسی اور کو بھی انھوں نے اسی طرح لکھا ہو"

"ہاں جہاں تک مجھے معلوم ہے ان کی ایک یا دو لوگوں سے اور ملاقات ہے"

"لاج والوں سے ؟"

"غالباً"

"میں نے اس لئے پوچھا کہ شاید اس نے بڑی ایڈورڈس کا حلیہ کہیں لکھا ہو۔ پھر ہم اس کا سراغ لگا سکیں گے"

"ہاں ممکن ہے۔ لیکن میں نہیں خیال کرتا کہ وہ اس کو جانتے بھی ہوں گے۔ انھوں نے تو محض وہ خبر دے دی جو سرکاری حیثیت سے ان کو معلوم ہوئی۔ ان کو کیا معلوم کہ یہ نیکر پن والا آدمی کون ہے"

میک مرڈو چونک پڑا۔ چلّا کر کہا :۔

"بس پا لیا۔ میں بھی کیا بے وقوف تھا کہ اب تک نہ پہچانا۔ واللہ ہم بھی خوش قسمت ہیں۔ اس کے نقصان پہنچانے سے پہلے ہم اس کو لے ڈالیں گے۔ سنئے حضرت کیا آپ اس معاملہ کو میرے ہاتھوں میں چھوڑتے ہیں"

"بے شک میرے ہاتھوں سے تو نکال ہی لیجئے"

"یہی کرتا ہوں۔ آپ پس پردہ ہی رہیئے اور مجھے سب کچھ کرنے دیجئے۔ آپ کا نام تک بھی نہ آئے گا۔ میں سب کچھ اپنے اوپر لے لوں گا۔ گویا یہ خط میرے ہی پاس آیا ہے آپ اس سے خوش ہیں ؟"

"یہی میری تمنا تھی"

"تو بس اس کو یہیں تک رہنے دیجئے اور اپنی زبان بند رکھئے۔ اب میں لاج جاتا

ہوں اور فوراً حضرت بنگرٹن کا بندوبست کرتا ہوں وہ بھی کیا یاد کریں گے۔"

"آپ اس کو قتل تو نہ کریں گے؟"

"جناب آپ کو جتنا کم معلوم ہو اتنا ہی آپ کے نفس کے لئے بہتر اور اتنا ہی قدر آرام سے آپ سو سکیں گے۔ کچھ پوچھئے مت، معاملے کو اب چلنے دیجئے۔ اب میں نے اپنے ہاتھوں میں لے لیا ہے۔"

مارس نے چلتے وقت افسردگی سے سر ہلایا۔ رنجیدہ ہو کر کہا:۔

"مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کا خون میری گردن پر ہے۔"

"کچھ ہو حفاظت نفس کا نام تو قتل نہیں ہے۔" میک فرڈو نے مسکرا کر کہا "یا تو وہ نہیں یا ہم نہیں۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ اس وادی میں ہم نے اگر زیادہ عرصے تک اس کو رہنے دیا تو وہ ہم سب کو تباہ کر دے گا۔ اجی حضرت اخی مارس صاحب آپ کو تو سالار بنانا چاہیئے۔ آپ نے تو آج لاج کو بچا لیا۔"

تاہم اس کی حرکات و سکنات سے پتا چلتا تھا کہ اس نئے واقعہ نے اس پر اس سے زیادہ اثر کیا ہے جتنا کہ اس کے الفاظ سے ظاہر ہوتا تھا۔ ممکن ہے کہ یہ اس کے مجرمانہ ضمیر کی طرف سے ہو یا بنگرٹن کے انتظامات نے یہ اثر پیدا کیا ہو یا یہ خیال آیا ہو کہ دوندوں کے نیست و نابود کرنے کی بڑی دولت مند کمپنیوں نے ٹھان لی ہے۔ بہر حال اسباب کچھ بھی ہوں۔ اس کے حرکات ایسے تھے کہ گویا وہ سخت ترین آفت کے لئے تیاری کر رہا ہے گھر سے جانے سے پہلے اس نے ہر وہ کاغذ جلا دیا جس سے اس پر حرف آتا۔ اس کے بعد اطمینان سے اس نے ایک گہرا سانس لیا کیونکہ اب وہ سمجھتا تھا کہ وہ بالکل محفوظ ہے تاہم اس پر خطرے کا اتنا اثر ضرور تھا کہ لاج جاتے وقت وہ بڈھے شیفٹر کے یہاں بھی گیا۔ اس مکان میں اس کا داخلہ ممنوع تھا لیکن جب اس نے کھڑکی پر دستک دی تو ایٹی فوراً نکل آئی۔ اس کے عاشق کی نگاہوں میں اب وہ پہلی سی رونق اور تمکنت نہ تھی۔ اس کے

بسترے سے اس نے بھانپا کہ وہ خطرے میں ہے۔ چنانچہ کہنے لگی۔

"کوئی مصیبت آپڑی ہے پیارے جیک، تم خطرے میں معلوم ہوتے ہو"

"نہیں پیاری ابھی کچھ بگڑا نہیں ہے لیکن پیشتر اس کے کہ صورت بد سے بد تر ہو جائے ہم کو نکل چلنا چاہیئے"

"نکل چلنا چاہیئے!"

"ہاں میں نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ ایک نہ ایک دن ہم چل نکلیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ وقت قریب آگیا ہے۔ آج رات مجھے خبر ملی اور بہت بڑی خبر۔ اور اب مصیبت آتی معلوم ہوتی ہے"

"پولس کی؟"

"نہیں۔ سکرٹن کی لیکن پیاری دل بر تم یقیناً اس سے کچھ نہ سمجھی ہو گی اور نہ تم کو یہ اندازہ ہوا ہو گا کہ مجھ جیسے لوگوں کے لئے اس کے کیا معنی ہیں۔ میں اس معاملہ میں ہمہ تن پھنسا ہوا ہوں لیکن ممکن ہے کہ مجھے اس سے جلد نکلنا پڑے۔ تم نے کہا تھا کہ اگر میں چلا تو تم بھی میرے ساتھ چلو گی"

"ہاں پیارے جیک! تمہاری تو اس میں نجات ہو جائے گی"

"اِٹی سنو میں ایک حد تک صاف گو اور دیانت دار آدمی ہوں۔ میں دنیا کی دولت پر لات مار دوں گا لیکن تمہارے نازک سر کا ایک بال تک نہ بیکا ہونے دوں گا۔ اور نہ میں تم کو اس آسمانی تخت سے ذرہ بھر بھی اتاروں گا۔ جہاں اپنے خیال میں میں ہمیشہ تم کو بیٹھا دیکھتا ہوں۔ اچھا کہو مجھ پر بھروسا کرو گی؟"

اس نے بلا کچھ کہے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دیا۔

"اچھا تو جو میں کہوں اُسے سنو اور جیسا میں حکم دوں اس پر عمل کرو۔ کیوں کہ سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہیں۔ میرا رویاں رویاں گواہی دے رہا ہے کہ اس وادی

میں کچھ نہ کچھ ہونے والا ہے۔ ہم میں سے بہتوں کو اپنی خیر منانی پڑے گی۔ کم از کم مجھکو تو ضرور اگر میں جاؤں خواہ رات کے وقت یا دن کے وقت تو تم کو میرے ساتھ چلنا چاہیے"۔

"میں تمھارے بعد آؤں گی"

"نہیں۔ نہیں تم کو میرے ساتھ چلنا ہوگا۔ اگر یہ وادی مجھ پر تنگ کر دی گئی اور میں پھر کبھی نہ آسکا۔ تو میں تم کو کیسے پیچھے چھوڑ سکتا ہوں۔ میرا تو یہ حال ہوگا کہ پولس سے روپوش ہوتا پھروں گا اور پھر پیام تک بھیجنے کا موقع نہ ملے گا۔ میرے ساتھ ہی تم کو بھی چلنا ہوگا۔ جہاں سے میں آیا ہوں وہاں ایک اچھی عورت میری دوست رہتی ہے اور شادی ہونے تک میں تم کو اسی کے پاس رکھوں گا۔ تو کیا تم چلو گی؟"

"ہاں پیارے میں چلوں گی"۔

"خدا تمھیں مجھ پر بھروسا کرنے کا اجر دے۔ اگر میں اس سے ناجائز فائدہ اٹھاؤں تو بے شک میں دوزخ کا کندہ ہوں گا۔ اچھا اٹی سنو، میں صرف ایک لفظ کہلا بھیجوں گا اور جب وہ تمھارے پاس پہنچے تو تم ہر چیز کو چھوڑ کے فوراً ڈپو کے کمرے میں چلی جانا اور میرے آنے تک وہیں ٹھیرنا"۔

"پیارے رات ہو یا دن میں اس لفظ پر فوراً چلی آؤں گی"۔

اب جب کہ اس نے اپنے بچاؤ کی تدابیر اتنی کر لی تھیں اسے کسی قدر اطمینان ہوا اور وہ اب لاج کی جانب چلا۔ جلسہ پہلے ہی شروع ہو چکا تھا۔ چنانچہ نہایت پیچیدہ رمز اور رمز در رمز کے بتلانے پر وہ بیرونی اور اندرونی پہروں سے گزر سکا۔ جیسے ہی داخل ہوا خوشنودی اور مرحبا کی صداؤں نے خیر مقدم کیا۔

وہ وسیع کمرہ اس وقت بھرا ہوا تھا اور تمباکو کے دھوئیں میں سے اس کو وہ سیاہ سالار نظر آیا، بالڈون کا ظالمانہ اور غیر دوستانہ بشرہ دکھائی دیا، معتمد ہیروے کی کرگسی صورت نظر آئی اور درجن بھر اور لوگ نظر آئے جو لاج کے عمائد میں شمار ہوتے

تھے۔ اسے خوشی ہوئی کہ اس کی خبر پر غور و مشورہ کرنے کے لئے سب کے سب وہاں موجود تھے

"برادر۔ ہم تمہارے آنے سے بہت خوش ہوئے" صدر نشین نے کہا "آج ایک ایسا معاملہ درپیش ہے جس کے لئے سلیمان صفت شخص کی ضرورت ہے۔"

جب وہ اپنی جگہ پر بیٹھ گیا تو اس کے برابر والے نے کہا:

"وہ معاملہ لینڈر اور ایگن کا ہے۔ دونوں اس رقم کے دعوے دار ہیں جو لاج نے اسٹائل ٹاؤن میں کریب نامی ایک شخص کے قتل کرنے پر دینا منظور کی تھی۔ اب سوال یہ ہے کہ گولی کس نے ماری۔"

میک مرڈو اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا اور اپنا ہاتھ اٹھایا۔ اس کے چہرے کا رنگ دیکھ کر سب کا خون خشک ہو گیا۔ یک بارگی توقع کے ساتھ خاموشی چھا گئی۔ "جلالت مآب سالار" اس نے نہایت متین آواز سے کہا " میں طالب تقدم ہوں۔"

"برادر میک مرڈو طالب تقدم ہیں" میک گنٹی نے کہا " یہ ایسی طلب ہے کہ حسب قواعد لاج اسی کو تفوق حاصل ہے۔ اچھا برادر اب ہم ہمہ تن گوش ہیں۔"

میک مرڈو نے جیب سے خط نکالا۔ کہنے لگا۔

"جلالت مآب سالار اور برادران، آج کے دن میں بری خبر لایا ہوں، لیکن بہتر یہی ہے کہ ہم کو معلوم ہو جائے اور ہم اس پر بحث کریں۔ ایسا نہ ہو کہ بے خبری میں ہم پر کوئی ضرب کاری لگے جو ہم سب کا خاتمہ کر دے۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ اس ریاست کی سب سے طاقتور اور دولت مند جماعت نے ہم کو نیست و نابود کرنے کا تہیہ کر لیا ہے۔ بلکہ اس وقت پنکرٹن کا ایک سراغ رساں برڈی اڈورڈس نامی اس وادی میں مشغول کار ہے اور شہادت جمع کر رہا ہے جس سے ہم میں سے بہتوں کے گلے میں رسی پڑ جائیگی اور قید کوٹھری میں تو ہم میں سے ہر شخص پہنچ جائے گا۔ یہ ہے وہ کیفیت جس کے لئے

میں تقدم کا طالب تھا۔"

کمرے پر اس وقت سناٹا چھایا ہوا تھا۔ صدر نے اس کو توڑا۔ پوچھا

"برادر میک مرڈو تمہارے پاس اس کا ثبوت کیا ہے؟"

"اس خط میں ہے جو مجھ تک پہنچا ہے۔" میک مرڈو نے کہا اور خط زور سے پڑھا

"میں اس خط کے متعلق مزید تفصیلات نہیں بیان کر سکتا اور نہ آپ کے ہاتھوں میں دے سکتا ہوں، اس میں میری عزت کا سوال ہے، لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس میں سوائے اس کے اور کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو لاج کے منافع کے خلاف ہو۔ صورت حالات جیسا مجھ تک پہنچی۔ میں نے پیش کر دی۔"

"جناب صدر مجھے یہ کہنے دیجئے کہ میں نے برڈی ایڈورڈس کا تذکرہ سنا ہے اور مشہور ہے کہ بنکرٹن کے جملہ آدمیوں میں وہ بہترین ہے۔" ایک بزرگ برادر نے کہا۔

"کوئی اُسے پہچانتا بھی ہے" میک گنٹی نے پوچھا۔

"ہاں، میں پہچانتا ہوں" میک مرڈو نے کہا

مجلس میں حیرت و استعجاب کی ایک لہر دوڑ گئی۔ میک مرڈو نے مسکراتے ہوئے سلسلۂ سخن یوں جاری رکھا۔

"میرا خیال ہے کہ وہ ہماری مٹھی میں ہے اگر ہم جلدی اور ہوشیاری سے کام لیں تو اس معاملہ کی جڑ ہیں سے کاٹ سکتے ہیں۔ اگر آپ مجھ پر بھروسا کریں اور میری مدد کریں تو پھر کسی بات کا ڈر نہیں۔"

"لیکن ہمیں ڈر ہو ہی کس بات کا سکتا ہے۔ اس کو ہمارے معاملات کی کیا خبر؟"

"جناب کونسلر۔ آپ کا فرمانا بجا ہے بشرطیکہ سب آپ ہی کی طرح وفادار ہوں۔ اس شخص کی پشت پناہی کے لئے سرمایہ داروں کا کروڑوں کا سرمایہ ہے تو کیا آپ کے خیال میں اس لاج میں کوئی ایسا برادر نہیں جو توڑا نہ جا سکے؟ وہ ہمارے رازوں تک

[illegible] ممکن ہے کہ اس نے پالے ہوں۔ اس کا بس ایک ہی یقینی علاج ہے"
"کہ وہ اس وادی سے نہ نکلنے پائے" بالڈون نے کہا۔
میک مرڈو نے سر ہلایا کہنے لگا۔
"برادر بالڈون خوب کہا۔ مجھ میں اور آپ میں اختلافات رہے ہیں لیکن آج آپ نے بالکل صحیح کہا ہے"

"اچھا تو وہ ہے کہاں؟ اور ہم اس کو کیسے جانیں؟"

"جلالت مآب سالار" میک مرڈو نے نہایت متانت سے کہا "میں یہ عرض کروں گا کہ یہ معاملہ ایسا نازک ہے کہ بھرے لاج میں اس پر بحث نہیں کی جا سکتی۔ حاشا و کلا اس سے میرا منشا یہ نہیں کہ میں یہاں کسی کو مشتبہ سمجھتا ہوں۔ لیکن اگر وہ شخص اڑتی سی خبر بھی سن پائے گا تو پھر اس پر قابو پانے کا کوئی موقع نہ رہے گا' پس میں یہ درخواست کروں گا کہ لاج ایک معتبر کمیٹی منتخب کرے جس میں جناب صدر آپ ہوں، اگر مجھے تجویز کی اجازت ہو' اور برادر بالڈون ہوں' ان کے علاوہ پانچ اور ہوں۔ اس وقت جو کچھ مجھے معلوم ہے سب کچا چٹھا بیان کر دوں گا اور یہ بھی عرض کروں گا کہ میری ناقص رائے میں کیا تدابیر اختیار کرنا چاہیئے"

یہ تجویز فوراً منظور ہو گئی اور کمیٹی منتخب ہو گئی۔ صدر نشین اور بالڈون کے علاوہ کرگس صورت معتمد ہیرودے' نوجوان ظالم خونی بیٹر کرباک' خزانچی کارٹر اور دونوں بھائی ولابی بھی تھے جن کی صفت یہ تھی کہ بالکل نڈر اور کسی بات سے رکنے والے نہ تھے۔

لاج کی حسب معمول رنگ رلیاں آج مختصر اور خاموش سی تھیں، کیوں کہ لوگوں کے دلوں پر ایک ابر چھایا معلوم ہوتا تھا اور ان میں سے اکثروں کے ذہن میں تو یہ خیال پہلی مرتبہ آیا کہ وہ مطلع جس کے زیر سایہ وہ اس قدر زمانے تک اطمینان سے بسر کر رہے تھے' اب قانونی انتقام کے امکان سے ابر آلود ہو رہا ہے۔ جن عذابوں اور مصیبتوں

میں وہ اب تک دوسروں کو مبتلا کرتے رہے تھے وہ ان کی زندگی کا ایسا جزو بن گئیں تھیں کہ ان کے نزدیک مکافات عمل کا خیال بعید از قیاس ہو گیا تھا اور اسی وجہ سے ایک اور بھی ہیبت ناک معلوم ہوتا تھا کہ اس قدر قریب اور جلد آ گیا۔ چنانچہ وہ جلد منتشر ہو گئے اور اپنے سرغنوں کو مشورے کے لئے چھوڑ دیا۔

"اچھا اب کہو، میک مرڈو" میک گنٹی نے کہا۔ ساتوں آدمی اپنی اپنی نشستوں پر گویا بت بنے بیٹھے تھے۔

میک مرڈو نے یوں تشریح کرنا شروع کی۔

"میں نے ابھی کہا تھا کہ میں اس برڈی ایڈورڈس کو جانتا ہوں۔ اس کے بتلانے کی غالباً ضرورت نہیں ہے کہ وہ اس نام سے یہاں نہیں رہتا۔ میں بھروسے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ وہ بڑا دلیر آدمی ہے لیکن خر دماغ نہیں ہے۔ اس نے اپنا نام یہاں اسٹیو ولسن رکھا ہے اور ہابسن گلی میں رہتا ہے"

"تم کو کیسے معلوم ہوا؟"

"میں نے اس سے باتیں کی ہیں۔ اس وقت تو مجھے کچھ خیال بھی نہ ہوا اور اگر یہ خط نہ آتا تو دوبارہ میں اس کی فکر بھی نہ کرتا، لیکن اب مجھے یقین ہے کہ یہ وہی شخص ہے۔ جب بدھ کے دن میں وادی میں گیا تھا تو ریل پر اس سے ملاقات ہوئی تھی۔ وہ ہے بڑی ٹیڑھی کھیر۔ مجھ سے کہتا تھا کہ میں اخبار کا نمائندہ ہوں۔ اس وقت میں نے یقین کر لیا چاہتا تھا کہ اپنے اخبار 'نیویارک پریس' کے لئے دوندوں اور اُن کی وارتوں کے متعلق جو معلوم ہو سکے حاصل کرے۔ چنانچہ مجھ سے طرح طرح کے سوال کئے تا کہ اپنے اخبار کو کچھ بھیج سکے۔ آپ شرط لگا سکتے ہیں جو میں نے کچھ بھی بتایا ہو۔ مجھ سے کہنے لگا 'اگر مجھے ایسا مواد مل جائے جو میرے ایڈیٹر کے پسند ہو تو میں اس کا معاوضہ دوں گا اور خوب دونگا۔ میں نے بھی اس کے خوش کرنے کو اِدھر اُدھر کی باتیں تبلا دیں اور اس نے

ایک ... ہاسبن ... کا نوٹ میرے حوالے کر دیا۔ کہنے لگا اگر جو کچھ میں چاہتا ہوں سب تم مجھے ... اس سے دس گنا اور دوں گا۔"

"تم نے اسے کیا کیا بتلایا؟"

"اُس وقت جو جی میں آیا کہہ دیا۔"

"تم کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ وہ اخبار کا آدمی نہیں ہے؟"

"میں ابھی بتلاتا ہوں۔ وہ ہاسبن گلی میں اُترا تھا۔ میں بھی وہیں اُتر گیا۔ اتفاق سے میں تار گھر گیا تھا اور وہ وہاں سے آرہا تھا۔ اس کے جانے کے بعد تار منشی نے مجھ سے کہا "دیکھئے حضرت میری رائے میں تو اس پر دونا محصول لگانا چاہیئے۔" میں نے کہا کہ میری بھی یہی رائے ہے۔ میں نے جو دیکھا تو اس نے تار کیا لکھا تھا عجیب خبّاتی تار تھا کہ ہماری آپ کی سمجھ سے مطلقاً باہر تھا۔ منشی کہنے لگا "روزانہ وہ اسی طرح یک ورق تار ردوڑاتا ہے۔" میں نے کہا کہ ہاں اس کے اخبار کے لئے تار ہیں اور وہ چاہتا یہ ہے کہ کسی اور کو یہ خبریں نہ معلوم ہونے پائیں۔ منشی کا اس وقت یہی خیال تھا اور میں نے بھی یہی سمجھا لیکن اب میں کچھ اور سمجھتا ہوں۔"

"واللہ جو کچھ کہتے ہو ٹھیک معلوم ہوتا ہے" میک گنٹی نے کہا "لیکن یہ تو بتاؤ کہ تمھاری رائے میں کیا کرنا چاہیئے؟"

"اسی وقت جا کے اس کا خاتمہ کیوں نہیں کر دیتے" ایک نے کہا۔ "جتنا جلد ہو اتنا اچھا۔"

"میں تو اسی وقت روانہ ہو جاؤں اگر مجھے معلوم ہو کہ وہ ملے گا کہاں" میک مرڈو نے کہا۔ "وہ رہتا تو ہاسبن گلی میں ہے مگر میں مکان نہیں جانتا۔ لیکن اگر آپ میری رائے پر عمل کریں تو ایک تدبیر ذہن میں آتی ہے۔"

"وہ کیا تدبیر ہے؟"

"میں کل صبح اس گلی میں جاؤں گا۔ منشی کے ذریعے سے اس کا پتا لگاؤں گا۔ یقین ہے کہ منشی نشان دہی کر سکے گا۔ تو اس سے مل کے میں یہ کہوں گا کہ میں خود ایک اخباری ہوں۔ میں ایک رقم کے عوض اس کو لاج کے سارے راز بتا دینے پر آمادہ ہو جاؤں گا۔ یقین مانئے وہ ضرور اس جھانسے میں آجائے گا۔ میں اس سے کہوں گا کہ کاغذات میرے مکان پر ہیں اور یہ صاف ظاہر ہے کہ دن دھاڑے راستہ چلتے اس مقصد کے لئے میں اُسے کیسے بلا سکتا ہوں۔ وہ بھی سمجھے گا کہ یہ تو ایک بدیہی بات ہے۔ بس میں اُسے رات کے دس بجے بلاؤں گا اور اس وقت وہ سارے کاغذات دیکھے گا، یقین ہے کہ اس کی وجہ سے وہ کھنچا چلا آئے گا۔"

"پھر"

"باقی اس تدبیر کی تکمیل آپ کے ذمے۔ بیوہ میک نامارا کا مکان کچھ اکیلا اکیلا سا ہے وہ خود مثل فولاد کے معتبر ہے اور مثل ستون کے بہری ہے۔ اس مکان میں بس میں اور اسکین لن ہیں۔ اگر اس نے وعدہ کر لیا اور میں آپ کو اس کی اطلاع ضرور کروں گا، تو میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ ساتوں حضرات نو بجے میرے مکان پر پہنچ جائیں۔ اندر تو اُسے ہم داخل کرلیں گے لیکن اگر وہ زندہ باہر نکل سکا تو خیر عمر بھر برڈی ایڈورڈس کی خوش قسمتی کا ذکر کرتا رہے گا۔"

"میں غلطی نہیں کرتا تو پنکرٹن کے یہاں ایک جگہ ضرور خالی ہونے والی ہے۔" میک گنٹی نے کہا "اچھا میک مرڈو اب اس کو یہیں ختم کرو۔ کل رات ۹ بجے ہم ضرور تمھارے ساتھ ہونگے۔ ایک مرتبہ اس کو اندر بلا کے دروازہ بند کر لو اور پھر باقی ہم پر چھوڑ دو۔"

ساتواں باب

برڈی ایڈورڈس کا دام میں گرفتار ہونا

جیسا کہ میک مرڈو نے کہا تھا وہ مکان جس میں وہ رہتا تھا فی الحقیقت تنہا مکان تھا اور ایسے جرم کے لئے جس کی تجویز اُنھوں نے کی تھی بہت موزوں تھا۔ وہ شہر کے بالکل کنارے پر تھا اور سڑک سے ذرا ہٹ کر واقع تھا کوئی اور معاملہ ہوتا تو یہ سازشی جیسا بارہا اس سے پہلے کر چکے تھے، اُس اجل گرفتہ کو بلاتے اور اپنے پستول اس کے بدن میں خالی کر دیتے، لیکن اس صورت میں یہ ضروری تھا کہ یہ دریافت کیا جائے کہ اسے کتنا معلوم ہے، کیسے معلوم ہوا اور یہ کہ اُس نے اپنے آقاؤں کو کیا کیا لکھ بھیجا ہے۔ ممکن تھا کہ ان لوگوں کو بہت دیر میں خبر ہوئی ہو اور وہاں ساری کارروائی ختم ہو چکی ہو۔ اگر ایسا ہو چکا ہے تو وہ یقیناً اس شخص سے بدلہ لیں گے جس نے ان پر یہ آفت ڈھائی۔ لیکن ان کو یہ امید تھی کہ ابھی تک کوئی بات معرکے کی اس سراغ رساں کو معلوم ہونے نہیں پائی ہے۔ ورنہ ان کی رائے میں وہ یہ نہ کرتا کہ جو کچھ خرافات بقول میک مرڈو اس کو تبلائی گئی ہیں ان سب کو لکھتا اور بھیجتا۔ بہرحال کچھ بھی ہو۔ یہ سب کچھ وہ اسی کی زبان سے سننا چاہتے تھے۔ ایک مرتبہ وہ ان کے قابو میں آجائے تو وہ اس سے سب کچھ قبلوا لیں گے۔ یہ کوئی پہلا موقع نہ تھا کہ اُنھیں نارضامند شخص سے سابقہ پڑا ہو۔

حسب قرارداد میک مرڈو ہابسن گلی میں گیا۔ اس روز پولس کو بھی کچھ اس سے خصومت ہو گئی تھی۔ چنانچہ کپتان مارون نے جو اس کے ساتھ شکاگو سے دوستی کا مدعی

تھا۔ انبار خانے کے قریب انتظار کرتے وقت اس سے خطاب کیا لیکن میک مرڈو نے منہ پھیر لیا اور بات کرنے سے انکار کیا، شام کو جب اپنی مہم سے فارغ ہو کر پلٹا تو اتحاد گھر میں میک گنٹی سے ملا۔

"وہ آئے گا" اس نے کہا

"اچھا ہوا" میک گنٹی نے کہا۔

یہ قوی ہیکل شخص اس وقت قمیص پہنے ہوئے تھا جس کے اوپر ایک واسکٹ تھی جس پر زنجیریں اور مہرے چمک رہے تھے اور اس کی گھنی داڑھی کے ایک درز میں سے ہیرا چمک رہا تھا۔ مے خوری اور سیاست نے باس کو دولت مند اور طاقتور بنا دیا تھا۔ اسی وجہ سے گزشتہ شب اس کی نظروں کے سامنے زندان خانہ یا پھانسی کا جو نقشہ قائم ہوا وہ اور بھی ہیبت ناک نظر آنے لگا۔

"تمہاری دانست میں اسے بہت کچھ معلوم ہے" اس نے تردد سے پوچھا

میک مرڈو نے بھی تشویش سے سر ہلایا۔

"اس کو یہاں آئے کچھ عرصہ گزر چکا ہے کم از کم چھ ہفتے تو ہو چکے ہیں۔ میری دانست میں تو وہ محض بغرض سیر نہیں آیا۔ اگر ریل کی کمپنیوں کی ساری دولت اس کی پشت پر ہے اور یہ اب تک ہم میں ملتا جلتا رہا ہے تو مجھے توقع ہے کہ اس نے کچھ معلومات بہم پہنچائی ہیں اور ان کو ارسال کر دیا ہے"

"لاج میں تو کوئی کمزور آدمی نہیں ہے" میک گنٹی نے کہا۔ "ان میں سے ہر ایک مثل فولاد کے معتبر ہے، مگر ہاں وہ خبیث مارس بھی تو ہے اس کا کیا کریں۔ اگر کسی نے ہمارے ساتھ دغا کی تو وہی کرے گا۔ میرے جی میں آتا ہے کہ شام سے پہلے دو نفر اس کے یہاں بھیج دوں کہ اس کی مرمت بھی کر دیں اور دیکھیں کہ اس سے کیا پتا لگتا ہے"

"بہتر ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں" میک مرڈو نے جواب دیا "مگر مجھے

اس سے انکار نہیں کہ میں مارس سے کسی قدر مانوس ہوں اور اگر اس کو کچھ گزند پہنچے تو مجھے افسوس ہوگا۔ ایک آدھ مرتبہ اس نے مجھ سے لاج کے متعلق گفتگو کی ہے۔ اگرچہ وہ میرا یا آپ کا ہم خیال نہیں تاہم وہ ایسا بھی نہیں جو چیخے چلائے باایں ہمہ یہ میرا کام نہیں کہ آپ کے اور اس کے درمیان حائل ہوں۔"

"مجھ سے بچ کے جائے گا کہاں" میک گنٹی نے کہا "سال بھر سے میں اس پر نظر رکھتا ہوں۔"

"آپ اس کے متعلق بہتر جانتے ہیں" میک مرڈو نے جواب دیا "لیکن آپ جو کچھ بھی کریں کل کریں کیوں کہ جب تک یہ نیکرٹن والا معاملہ طے نہ ہو جائے ہمیں سر نہ اٹھانا چاہیئے۔ ہم یہ نہیں کر سکتے کہ سب دنوں کو چھوڑ کے آج ہی کے دن پولس کو گرفت کا موقع دیں"

"سچ کہتے ہو" میک گنٹی نے کہا "ہم خود برڈی ایڈورڈس سے ہی معلوم کرلیں گے کہ اس کو خبریں کہاں سے ملیں۔ چاہے اس کے لئے ہمیں اس کی گردن کاٹنا پڑے۔ اس نے کچھ شبہ تو ظاہر نہیں کیا۔"

میک مرڈو ہنس پڑا۔ کہنے لگا۔

"میرا قیاس ہے کہ میں نے اس کے کمزور پہلو کو پالیا اگر اسے دونوں کا کچھ مفید مطلب سراغ ملے تو وہ آخر تک اس کا پیچھا کرنے کے لئے تیار ہے۔ میں نے اس سے روپیہ بھی لیا [یہاں میک مرڈو نے نوٹوں کی ایک گڈی جیب سے نکالی] اور کاغذات دکھانے پر اتنے ہی کا اور وعدہ ہے"

"کون سے کاغذات؟"

"اونھ۔ کاغذات تو کوئی بھی نہیں ہیں لیکن میں نے اسے امید دلائی تھی کہ اغراض و مقاصد و نیز قواعد کی کتابیں اور رکنیت کے فارم وغیرہ موجود ہیں۔ وہ یہ سمجھتا ہے کہ یہاں سے جانے سے پہلے وہ ہر چیز کی تہ تک پہنچ کے رہے گا۔"

یہ صفحہ خالی چھوڑا گیا تھا جس سے مجھے

داستانیں درج کرنا نوٹ اور اشعار پوری کی

مصنف

سلطان

اب کہیں بالکل آتے نہیں ہو کیا
جب بھی سکو ہو کے جیل کی جانب
گزر رہا ہے



جناب بیتل احمد قرانی صاحب
السلام علیکم

بڑا آتش دان تھا۔ باقی ہر طرف کھڑکیاں تھیں۔ ان میں کواڑ باں نہ تھیں محض ہلکے پردے تھے جو اندر باہر کھینچے جا سکتے تھے۔ میک مرڈو نے ان کو اچھی طرح سے دیکھا بھالا۔ اس میں شک نہیں کہ اس کے ذہن میں یہ آیا ہو گا کہ ایسے خفیہ معاملے کے لئے یہ کمرہ کسی قدر مخدوش تھا۔ تاہم سڑک سے فاصلے پر ہونے کی وجہ سے خدشہ کم تھا۔ بالآخر اس نے اپنے ساتھ رہنے والے سے اس معاملے پر گفتگو کی۔ اسکین لن اگرچہ درندہ تھا لیکن بے ضرر آدمی تھا جس میں یہ کمزوری تھی کہ اپنے ساتھیوں کی رائے کے خلاف کچھ نہ کر سکتا تھا۔ چنانچہ بعض اوقات جن خونی کاموں میں اُسے مجبوراً حصہ لینا پڑتا، اس کو بہت افسوس اور رنج ہوتا۔ میک مرڈو نے مختصر طور سے اُسے سمجھایا کہ کیا ہونے والا ہے کہنے لگا۔

"ارے میاں مارک اسکین لن اگر میں تمہاری جگہ ہوتا تو میں رات بھر غائب رہتا اور اس قضیے میں شریک ہی نہ ہوتا۔ یقین جانو کہ صبح سے پہلے پہلے خون ہونے والا ہے۔"

"بہتر ہے میک" اسکین لن نے جواب دیا۔

"مجھ میں ارادے کی کمی نہیں بلکہ ہمت کی کمی ہے۔ اس روز جب کان میں مینجر ڈن پر گولی چلی تو مجھ سے دیکھا نہ گیا۔ تمہاری یا میک گنٹی کی طرح میں اس کام کے لئے موزوں نہیں ہوں۔ اگر لاج کو اس پر کچھ اعتراض نہ ہو تو میں تمہاری نصیحت پر عمل کروں گا۔ اور رات بھر تمہارے لئے چھوڑ جاؤں گا۔"

وہ لوگ حسب قرارداد اچھے وقت سے آئے بہ ظاہر صورت سب کے سب خوش پوشاک، شائستہ اور مہذب شہری تھے لیکن ایک قیافہ شناس کو اُن کے خشک چہروں اور بے رحم آنکھوں میں برڈی ایڈورڈس کے لئے مشکل سے خیر نظر آ سکتی تھی ان میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جس نے پہلے اپنے ہاتھ بارہا خون میں نہ رنگے ہوں۔ بر قصاب کی طرح ان کے دل بھی انسانی قتل و خون کرتے کرتے سخت ہو گئے تھے صورت و سیرت دونوں میں ممتاز ان سب میں بلاشبہ وہ بے درمان باس ہی تھا

اس کے بعد معتمد ہیرے وے کا نمبر تھا جو طویل الاعضاء، نحیف الجثہ، دراز گردن اور ترش رو شخص تھا۔ جہاں تک اس سلسلے کی مالیات کا تعلق تھا وہ نہایت بے لاگ اور دیانت دار تھا لیکن اس کے علاوہ انصاف یا دیانت داری کا خیال بھی کسی غیر کے لئے اس کے دل میں نہ پیدا ہوتا تھا۔ خزانچی کارٹر ادھیڑ عمر کا آدمی تھا۔ چہرے کا بھاری اور روکھا تھا۔ رنگت زردی مائل تھی۔ لیکن وہ نہایت زبردست منتظم تھا۔ اور تقریباً ہر ظلم و تعدی کی مہم کی تفصیلات اسی کے دماغ کے کاوش کا نتیجہ ہوتی تھیں۔ دونوں ولایتی بڑے مستعد آدمی تھے۔ دونوں لمبے، پھرتیلے اور عزم و ارادہ رکھنے والے جوان تھے۔ ان کا ساتھی شیر گرملک ایک بھاری گندم گوں نوجوان تھا اس کی تندمزاجی کی وجہ سے اس کے ساتھی بھی اس سے ڈرتے تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جو اس رات میک مرڈو کی چھت کے نیچے بنکرٹن کے سراغ رساں کے قتل کے لئے جمع ہوئے تھے۔

ان کے میزبان نے میز پر شراب کی بوتلیں رکھ دی تھیں۔ چنانچہ اپنے آپ کو گرمانے کے لئے انھوں نے اس سے شغل شروع کر دیا۔ بالڈون اور کرماک تو دونوں مدہوش ہو چکے تھے اور نشہ نے ان کی تمام بہیمیت آشکارا کر دی تھی۔ کرماک نے ذراسی دیر کے لئے اپنا ہاتھ آتش دان پر رکھا کیوں کہ شدید سرما کی راتیں تھیں اور اس لئے آتش دان روشن تھا۔ تبسم کرکے کہنے لگا۔

"یہ کافی ہے"

بالڈون نے اس کا مطلب پاکر کہا:۔

"ہاں! اگر یہاں تک نوبت پہنچی تو سب ہی اس سے قبلوالیں گے"

"اطمینان رکھو۔ ہم ساری حقیقت اس سے معلوم کرلیں گے" میک مرڈو نے کہا یہ بھی عجیب ضابطہ آدمی تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ فولاد کا بنا ہے کیوں کہ اگرچہ اس کے سر پر اس مہم کا سارا دار و مدار تھا لیکن اس کے تیور ذرا نہ بدلے تھے اور وہی متانت

اور بے نیازی اب بھی موجود تھی۔ دوسروں نے اسے محسوس کیا اور آفریں کی

"تم ہی اس کو قبضے میں لانے کے لئے بہت موزوں ہو" باس نے تحسین کے لہجہ میں کہا "جب تک تمھارا ہاتھ اس کے گلے پر نہ پہنچ لے گا اسے خبر تک بھی نہ ہو گی۔ افسوس ہے کہ کھڑکیوں میں کواڑیاں نہیں ہیں"

اس پر میاں مرڈو نے ایک کھڑکی پر جاکر پردے کس دیئے۔

"اب غالباً کوئی نہ دیکھ سکے گا۔ اب وہ وقت قریب آگیا ہے"

"ممکن ہے کہ وہ نہ آئے۔ کیا عجب کہ اسے خطرہ کا سا ن گمان ہو جائے" مقتدر نے کہا

"گبھرائیے نہیں وہ ضرور آئے گا" میاں مرڈو نے جواب دیا "وہ آنے کے لئے اسی قدر بیتاب ہے جتنا آپ اس کے دیکھنے کے لئے ہیں بیٹھئے۔ وہ سنیئے"

وہ سب کے سب موم کی تصویر بن گئے۔ بعضوں کے جام لبوں تک پہنچنے سے پہلے بیچ ہی میں رہ گئے۔ کیونکہ دروازے پر تین زور کی دستکیں سنائی دیں۔

"خاموش"

میاں مرڈو نے ہاتھ اٹھا کر خاموشی کا اشارہ کیا۔

سب کے سب ایک دوسرے کو دیکھ کر خوش ہوئے اور پوشیدہ ہتھیاروں پر ہاتھ اٹھنے لگے۔

"جان عزیز ہے تو آواز نہ نکلے" میاں مرڈو نے آہستگی سے سب سے کہا۔ یہ کہہ کے کمرے سے نکل اپنے پیچھے دروازہ ہوشیاری سے بند کر لیا۔

وہ قاتلوں کا گروہ کان لگائے بیٹھا تھا۔ اپنے ساتھی کے نیچے اترتے وقت قدموں کو انھوں نے شمار کیا۔ پھر بیرونی دروازہ کھولنے کی آواز سنی چند الفاظ سنائی دیئے گویا کہ خیر مقدم کیا گیا۔ پھر انھیں اندر ایک نئے قدم کا احساس ہوا اور ایک غیر مانوس آواز سنائی دی۔ اس کے بعد ہی دروازہ بند ہوتا معلوم ہوا اور قفل بند کرنے کی آوا

آئی۔ اب ان کا شکار جال میں پھنس چکا تھا۔ پیٹر کراک کھلکھلانے لگا۔ چنانچہ باس میک گنٹی کو اپنا ہاتھ اس کے منہ پر رکھنا پڑا۔ آہستہ سے کہنے لگا۔

"ارے بے وقوف، چپ رہ۔ کیا کرایا سب برباد کر دو گے"

اب دوسرے کمرے سے گفتگو کی ہماہمی سنائی دی۔ وہ ختم ہونے ہی میں نہ آتی تھی۔ اس وقت دروازہ کھلا اور میک مرڈو انگشت برلب خاموش کھڑا رہا۔

وہ میز کے کنارے تک آیا اور اپنے چاروں طرف نگاہ ڈالی۔ ایک عجیب تبدیلی اس میں پیدا ہو گئی تھی۔ اس کے تیور اب ایسے تھے کہ گویا وہ ایک بڑا کام انجام دینے والا ہے۔ چہرہ اس کا عزم مجسم بن گیا تھا۔ عینک کے پیچھے سے اس کی آنکھیں جوش میں چمک رہی تھیں۔ بین طور پر اس میں امارت آگئی تھی۔ سب کی نگاہیں اس پر جمی ہوئی تھیں لیکن اس نے لب نہ کھولے اور اسی نگاہ سحر انداز سے ایک ایک کو دیکھنے لگا۔ بالآخر باس میک گنٹی نے پوچھا۔

"کہو وہ یہاں آگیا۔ کیا برڈی ایڈورڈس یہاں آگیا؟"

"ہاں" میک مرڈو نے نہایت سکون کے ساتھ جواب دیا۔ "برڈی ایڈورڈس آگیا۔ میں ہی برڈی ایڈورڈس ہوں"

اس مختصر سی تقریر کے دس منٹ تک اس قدر زبردست خاموشی طاری ہو گئی کہ معلوم ہوتا تھا کہ کمرہ خالی ہے۔ یہاں تک کہ آتش دان پر ایک پتیلی میں سے بھاپ نکلنے کی آواز بھی کانوں پر گراں تھی۔ بوجہ شدت خوف کے سات بے حس و حرکت آدمی چہرہ اٹھائے اس شخص کی طرف دیکھ رہے تھے جس نے ان پر قابو حاصل کر لیا تھا۔ پھر شیشوں کی یکایک لرز کے ساتھ چمکتی ہوئی بندوقوں کی نالیں ہر کھڑکی میں سے نمودار ہوئیں اور پردے پھٹ گئے۔ یہ دیکھ کر باس میک گنٹی زخم خوردہ ریچھ کی طرح چلا اٹھا اور نیم باز دروازے کی طرف لپکا۔ ایک تنا ہوا طمنچہ اس کے راستے

میں حائل ہوا اور اس کے پیچھے سے کوئلہ اور لوہا پولس کے کپتان مارڈن کی زبردست نگاہیں جھکتی نظر آئیں۔ باسس پلٹا اور اپنی کرسی میں جا پڑا۔

"جناب کونسلر! آپ یہاں بالکل محفوظ ہیں" اس شخص نے کہا جس کو وہ اب تک مبہک مرڈد سمجھتے تھے" اور بالڈون! تم نے اگر اپنا ہاتھ بندوق پر سے نہ ہٹایا تو بیچارے جلاد کو کف افسوس ملنا پڑے گا اسے الگ کرد۔ نہیں تو قسم ہے...... ہاں بس یہ ٹھیک ہے۔ اس مکان کے چاروں طرف چالیس مسلح آدمی موجود ہیں اب تم خود ہی سمجھ لو کہ کیا موقع ہے مارڈن ان کی بندوقیں لے لو۔"

ان بندوقوں کی زد میں مقابلے کا امکان نہ تھا سب لوگوں سے ہتھیار لے لئے گئے۔ اپنا سا منہ لئے بھیگی بلی کی طرح حیرت میں ڈوبے ابھی تک وہ میز کے گرد بیٹھے تھے۔

جس شخص نے ان کو جال میں پھانسا تھا اس نے کہا

" رخصت ہونے سے پہلے میں چند باتیں آپ لوگوں سے کہنا چاہتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ دوبارہ آپ سے اس وقت تک ملاقات نہ ہوگی جب تک آپ مجھے عدالت کے کٹہرے میں نہ دیکھیں گے۔ اس وقت سے اس دقت تک غور کرنے کے لئے میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔ اب آپ جان گئے کہ میں کون ہوں۔ میں پنکرٹن کمپنی کا برڈی ایڈورڈس ہوں۔ آپ کی جماعت منتشر کرنے کے لئے مجھے منتخب کیا گیا مجھ کو بہت ہی خطرناک اور زبردست بازی کھیلنا پڑی۔ کسی فرد بشر تک کو بھی حتیٰ کہ میرے عزیز ترین اور قریب ترین کو بھی خبر نہ تھی کہ میں اس بازی کو کھیل رہا ہوں سوائے میرے آقاؤں اور کپتان مارڈن کے دوسرا اس سے آگاہ نہ تھا لیکن آج رات کو وہ بازی ختم ہو گئی اور خدا کا شکر کہ میں جیت گیا۔"

سات زرد رو اور سنگ دل شخصوں نے اس کی طرف دیکھا۔ ان

نگاہوں سے ایک ناقابلِ معافی نفرت ظاہر ہوتی تھی۔ وہ اس ظالمانہ دھمکی کو سمجھ گیا کہنے لگا۔

"ممکن ہے کہ یہ بازی ابھی نہ ختم ہوئی ہو۔ خیر میں اس کے لئے تیار ہوں۔ بہرحال آپ میں سے بعض اس میں اب کوئی حصہ نہ لے سکیں گے اور آپ کے علاوہ ساٹھ اور ہیں جن کو آج کی رات جیل خانہ نصیب ہوگا۔ اتنا آپ سے ضرور کہوں گا کہ جب میرے سپرد یہ مہم کی گئی تھی تو اس وقت مجھے بالکل یقین نہ تھا کہ آپ جیسی بھی کوئی جماعت ہے۔ میرا خیال تھا کہ یہ سب کاغذی گھوڑے ہیں اور میں سمجھتا تھا کہ اس کو میں پادر ہوا ثابت کرسکوں گا۔ مجھے بتلایا گیا کہ احرار سے سابقہ پڑے گا۔ اس پر میں شکاگو گیا اور احرار میں داخل ہوگیا۔ اس کے بعد تو مجھے اور بھی یقین ہوگیا کہ یہ سب کاغذی باتیں ہیں۔ کیونکہ اس جماعت میں مجھے شر نظر نہ آیا بلکہ ایک حد تک خیر نظر آیا تاہم مجھکو یہ مہم انجام دینی تھی۔ اس لئے میں اس وادی میں آیا۔ جب میں یہاں پہنچا تو مجھے معلوم ہوا کہ میں غلطی پر تھا اور یہ سب محض افسانہ نہیں ہے۔ بس میں اپنی نگاہوں سے تصدیق کرنے کے لئے ٹھیر گیا۔ میں نے شکاگو میں ایک آدمی تک بھی قتل نہیں کیا۔ اور نہ میں نے اپنی عمر میں کبھی جعلی سکہ بنایا۔ جو میں نے آپ کو دیئے تھے وہ ایسے ہی کھرے تھے جیسے اور ہوتے ہیں لیکن اس سے بہتر صرف کا موقع مجھے بیشتر نہ ملا تھا۔ میں جانتا تھا کہ آپ کی نظروں میں کس چیز کی قدر ہے۔ اس لئے میں نے یہ مشہور کیا کہ میں قانون کا فراری مجرم ہوں۔ چنانچہ ویسا ہی ہوا جیسا کہ میں سمجھتا تھا۔

پس میں آپ کے اس جہنمی لاج میں داخل ہوگیا اور آپ کے مشوروں میں حصہ لینے لگا۔ ممکن ہے کہ یہ کہا جائے کہ میں بھی آپ کی طرح بد ہوگیا تھا۔ لیکن میں نے کہ جب تک آپ کو قابو میں نہ کرلوں اس وقت تک جو جس کا جی چاہے کہے۔

جس رات میں شامل ہوا اسی رات آپ نے بے چارے ضعیف

مارا پڑتا۔ میں آسے اطلاع نہیں دے سکتا تھا کیونکہ وقت نہ تھا لیکن بالڈون تم کو یاد ہوگا کہ تم اُسے مارے ہی ڈالتے تھے کہ میں نے تمھارا ہاتھ روک لیا اور اپنی حیثیت قائم رکھنے کے لئے آپ لوگوں کو جو مشورے دیئے وہ وہی تھے جن کا میں توڑ کر سکتا تھا۔ میں ڈن اور من زلیس کو نہ بچا سکا کیوں کہ میری معلومات کافی نہ تھیں لیکن میں کوشش کروں گا کہ ان کے قاتل پھانسی پائیں۔ میں نے چسٹر وال کاکس کو آگاہ کر دیا تھا۔ چنانچہ جب میں نے اس کا مکان اُڑایا تو وہ مع اہل و عیال ایک دوسری جگہ پوشیدہ ہو گئے تھے۔ بہت سے ایسے جرائم تھے جن کو میں روک نہ سکا لیکن اگر آپ یاد کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ کتنی مرتبہ آپ کا شکار دوسری سڑک سے مکان واپس آیا یا شہر میں موجود تھا۔ جب کہ آپ اس کی فکر میں جاتے تھے بارہا ایسا ہوا کہ وہ مکان کے اندر رہا جب کہ آپ سمجھتے تھے کہ وہ باہر نکلے گا۔ ان سب میں آپ کو میرا ہاتھ نظر آئے گا۔"

"ارے ناشدنی دغاباز" میک گنٹی نے دانت پیس کر کہا۔

"ہاں جان میک گنٹی اگر تمھاری تسلی ہوتی ہو تو مجھے اس نام سے پکارلو۔ ان اطراف میں تمھاری جمعیت اور تم خدا اور انسان دونوں کے دشمن رہے ہو۔ ان بیچارے غریب مردوں اور عورتوں کو جن کو تم نے اپنے پنجے میں کس رکھا تھا، چھڑانے کے لئے ایک آدمی ہی کی ضرورت تھی۔ یہ بھی ایک طریقہ کار تھا۔ چنانچہ میں نے اس پر عمل کیا تم مجھے "دغاباز" کہتے ہو لیکن ہزاروں ہیں جو مجھکو "نجات دہندہ" کہیں گے جو ان کی خاطر خود دوزخ میں کود پڑا۔ مجھے تین مہینے اس سے سابقہ پڑا۔ لیکن اب اگر کوئی واشنگٹن کا سارا خزانہ ہی کیوں نہ مجھ پر کھول دے۔ میں ایک مہینہ بھی گزارنے کا روادار نہیں مجھکو اس وقت تک ٹھیرنا پڑا جب تک کہ میں ہر شخص اور ہر راز سے واقف نہ ہولیا۔ میں اور بھی ٹھیرتا اگر مجھے اس کا علم نہ ہو جاتا کہ میرا راز افشا ہونے کو ہے۔ شہر میں ایک خط ایسا آیا تھا جو تم سب کو ہوشیار کر دیتا۔ اس وقت مجھے اپنا وار کرنا تھا اور وہ بھی بہ سرعت تمام۔ اب

مجھے کچھ اور نہیں کہنا ہے سوائے اس کے کہ جب میرا وقت آئے گا اور اس وادی کے کارناموں پر جب نظر کروں گا تو میں بہ اطمینان تمام اپنی جان جان آفریں کے سپرد کردونگا اچھا مارڈن میں تمہیں زیادہ عرصہ تک روکنا نہیں چاہتا ہوں۔ لو یہ تمہارے سپرد ہیں انھیں لے جاؤ۔"

اب قصہ بہت ہی مختصر رہ گیا ہے۔ اس کیپٹن لین کو ایک سر بہ مہر لفافہ دیا گیا تھا کہ مس ایٹی شیفر کے مکان پر پہنچا دے۔ یہ ایسا کام تھا جس کو اس نے دانشگی آمیز تبسم کے ساتھ قبول کیا علی الصباح ایک خوبصورت عورت اور ایک نقاب پوش شخص ایک "اسپیشل" میں سوار ہوئے جو ان کے لئے ریلوے کمپنی کی طرف سے بھیجی گئی تھی چنانچہ اس سرزمین پر نظر سے انھوں نے ایک تیز اور غیر منقطع سفر کیا اور ایٹی اور اس کے عاشق کے لئے یہ آخری موقع تھا کہ انھوں نے وادی خوف میں قدم رکھا۔ دس دن بعد شکاگو میں ان کی شادی ہوئی۔ پیر ڈریعقوب شیفر شادی کے وقت بطور گواہ کے موجود تھا۔

دونوں کا مقدمہ اس مقام سے بہت دور ہوا جہاں ان کے پیرو محافظین قانون نہ ڈرا سکتے تھے۔ اب ان کی تمام کوششیں بے کار ثابت ہوئیں۔ لاج کا وہ روپیہ جو تمام ضلع بھر سے چوس چوس کے حاصل کیا گیا تھا ان کے بچانے کے لئے پانی کی طرح بہایا گیا لیکن سب بے کار۔ ان کے پیروکاروں کی تمام چالبازیاں اس شخص کے صاف اور بے لاگ بیان کو بالکل نہ توڑ سکیں جو ان کی زندگی، ان کی تنظیم اور ان کے جرائم کے ہر رخ سے واقف تھا بالآخر اتنے برسوں کے بعد وہ پراگندہ اور منتشر کردیے گئے اس وادی سے ہمیشہ کے لئے یہ غبار اٹھ گیا۔ میک گنٹی کو پھانسی ملی۔ آخری وقت اس نے بہت آہ و بکا کیا۔ اس کے آٹھ بڑے بڑے سرغنوں کو بھی پھانسی ملی اور پچاس کو مختلف قسم کی قیدیں بھگتنا پڑیں۔ برڈی ایڈورڈس کا کام پورا ہو گیا۔

اس پر بھی جیسا اس کا قیاس تھا۔ بازی ابھی ختم نہیں ہوئی تھی کھیلنے کو باقی تھے۔ مثلاً مڈ بالڈون پھانسی سے بچ گیا تھا اسی طرح ولائی بھی تھے۔ اسی طرح اس گروہ کے چند بہائم اور بھی رہ گئے تھے۔ دس برس تک دنیا خالی رہی لیکن بالآخر ایک دن ایسا آیا کہ وہ پھر آزاد ہو گئے تھے۔ یہ دن ایسا ایڈورڈس جوان آدمیوں کی رگ رگ سے واقف تھا بخوبی سمجھتا تھا کہ اب اس اس دنیا سے امن اٹھ گیا۔ انھوں نے بھی قسم ہی کھالی تھی کہ اپنے ساتھیوں کے انتقام میں اس کو زندہ نہ چھوڑیں گے۔ اور اس قسم پر وہ قائم بھی رہے۔ شکاگو سے اس کا تعاقب شروع ہوا۔ دو مرتبہ ان کی کوششیں کامیاب ہوتے ہوتے رہ گئیں اور یقین تھا کہ تیسری مرتبہ وہ ضرور کامیاب ہونگے۔ اس پر وہ بھی شکاگو سے نام بدل کر کیلے فورنیا گیا اور وہاں اس پر یہ مصیبت نازل ہوئی کہ اس کی رفیق زندگی جینی ایٹی نے داغ جدائی دیا۔ ایک مرتبہ اور وہ قتل ہوتے ہوتے رہ گیا۔ پھر ایک مرتبہ اس نے اپنا نام ڈگلس رکھ کر ایک دوردراز کان میں کام کرنا شروع کیا اور وہاں بار کر نامی ایک انگریز کے ساتھ شریک ہو کر اس نے خاصی دولت جمع کر لی۔ بالآخر اس کو یہ اطلاع ملی کہ ایک مرتبہ پھر وہ بھیڑیئے اس کی فکر میں چلے ہیں۔ چنانچہ وہ عین وقت پر انگلستان روانہ ہو گیا اور یہاں جان ڈگلس نے آکر دوسری ایک شریف شریک زندگی سے عقد کیا اور سسکس میں پانچ برس تک مثل ایک زمیندار کے زندگی بسر کی جو ان واقعات ہائلہ پر ختم ہوئی جو ہم سن چکے ہیں

خاتمہ

جس عدالت فوجداری میں جان ڈگلس کا مقدمہ پیش تھا اس نے بیانات قلمبند کرنے کے بعد مقدمہ عدالت بالا کے سپرد کر دیا تھا۔ جہاں سے وہ بری کر دیا گیا کہ اس نے جو کچھ کیا تھا محض حفاظت نفس کے لئے۔ ہومز نے اس کی بیوی کو لکھا کہ "جس طرح بے

ے باہر ے جاؤ۔ یہاں ایسی قوتیں ہیں جو شاید ان سے زیادہ ... یہ
... دا بھی نکلے ہیں۔ آپ کے شوہر کے لئے انگلستان مطلق محفوظ ... ہے۔
... پر دو مہینے گزر چکے تھے اور ہم اس قصے کو تقریباً بھلا چکے تھے۔ کہ ایک
... ہمارے صندوق خطوط اندازی میں ایک معمّا آمیز پرزہ ملا۔ "غضب! ہومز!
... ب" اس پرزے کی عبارت تھی۔ نہ القاب و آداب تھے اور نہ کسی کے دستخط
... تو اس انوکھے پیام پر ہنس پڑا۔ لیکن ہومز نے خلاف معمول متانت کا اظہار کیا
کہنے لگے۔

"شیطنت ہے واٹسن"

اس روز رات گئے ہماری مکاندارنی مسز ہڈسن نے یہ پیغام سنایا کہ کوئی صاحب ہومز سے ملنا چاہتے ہیں اور معاملہ بہت اہم ہے۔ اپنے قاصد کے پیچھے پیچھے ہمارے خندق دار محل والے دوست مسٹر سسل بارکر بھی آپہنچے۔ ان کا چہرہ اترا ہوا تھا اور ہوائیاں اُڑ رہی تھیں کہنے لگے۔

"مسٹر ہومز! بہت بُری خبر، بہت ہی بُری خبر مجھکو ملی ہے"

"مجھکو بھی ایسا ہی اندیشہ تھا" ہومز نے کہا "آپ کے پاس بحری تار تو نہیں آیا تھا کیوں جناب؟"

"میرے پاس ایسے شخص سے اطلاع پہنچی جس کے پاس تار آیا تھا"

"بے چارے ڈگلس کی خبر ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ ان کا نام اڈورڈس ہے۔ لیکن میرے لئے تو وہ ہمیشہ 'بے نی ٹوکے لی ان' کے جیک ڈگلس ہی رہیں گے۔ میں نے آپ سے کہا تھا کہ وہ دونوں تین ہفتہ ہوئے جہاز 'پامیرا' میں جنوبی افریقہ روانہ ہو گئے۔"

"جی ہاں"

"جہاز گزشتہ شب کیپ ٹاؤن پہنچا۔ آج صبح مسز ڈگلس کا یہ بحری پیغام پہنچا